الهدایہ (ششماہی اول)

سوالا و جوابا

تاریخ:::11/01/2024

محمد صائم عطاری

مرکزی جامعۃ المدینۃ گجرات

عرض کاتب!!!

اس فائل میں آپ کو ہدایہ ششماہی اول کا 80 فیصد نصاب ((کتاب الطہارت کے شروع سے لے کر فصل فی القراءۃ سے پہلے تک)) مل جائے گا۔۔۔۔

اگر آپ کو کوئی غلطی نظر آئے تو ضرور اطلاع فرمائیں۔۔۔

اگر آپ مندرجہ ذیل کتب کے ہمارے لکھے نوٹس چاہتے ہیں تو نیچے دیے گئے نمبر پہ رابطہ فرمائیں۔۔۔۔

(1) شرح وقایہ ((ششماہی ثانی)) (2) حسامی ((باب القیاس)) (3) تیسیر مصطلح الحدیث (4) القصائد المنتخبہ (5) فقہ السیرہ (6) منہاج العابدین مکمل (7) تفسیر بیضاوی ((ششماہی اول ششماہی ثانی)) (8) ہدایہ ((ششماہی اول، ششماہی ثانی)) (9) النور المبین (10) مناظرہ رشیدیہ (11) اجابۃ الغوث (12) اصول الدعوۃ والارشاد (13) الفقہ الاکبر (14) العربیہ للطالبین ((المستوی الرابع))

((نوٹ)):::: ہمارے مزید نوٹس حاصل کرنے کے لیے گروپ جوائن کریں::

((لنک))) https://chat.whatsapp.com/E7cNsewqBAZ7XFU5RzygUY

03238599095

🌹 🖋️ محمد صائم عطاری ➳🌹

درجہ سادسہ

مرکزی جامعۃ المدینہ گجرات

سوال::: ہدایہ کا اسلوب تحریر کریں۔۔۔۔

جواب:::

(1)ہدایہ میں جہاں بھی "قال رحمۃ اللہ علیہ "مذکور ہے اس سے مراد صاحب ہدایہ ہیں،،اس کی اصل عبارت "قال العبد الضعیف " تھی لیکن ان کے شاگردوں نے تبدیل کر دی۔۔۔۔۔

(2)صاحب ہدایہ کے نزدیک جو مذہب مختار ہوتا ہے اس کی دلیل آخر میں ذکر کرتے ہیں تاکہ یہ دلیل پہلے سے ذکر کردہ دلائل کا جواب ہو جائے۔۔۔۔

(3)جہاں صاحب ہدایہ "مشایخنا "فرماتے ہیں وہاں سے مراد ماوراء النہر یعنی بخارا اور سمرقند کے علماء مراد ہیں۔۔۔۔

(4)جہاں مصنف "فی دیارنا"فرماتے ہیں وہاں سے مراد ماوراء النہر کے شہر ہیں۔۔۔۔۔

(5)صاحب ہدایہ ذکر کردہ آیت کی طرف اشارہ کرنے کے لیے "ما تلونا"کی اصطلاح استعمال فرماتے ہیں،،اور ذکر کردہ حدیث کی طرف "ماروینا"کہ کر اشارہ کرتے ہیں،،دلیل عقلی کی طرف اشارہ کرنے کے لیے "ماذکرنا اور مابینا"کی اصطلاح استعمال فرماتے ہیں،، کبھی کبھی کتاب وسنت اور عقلی دلیل کی طرف اشارے کے لیے "لمابینا"استعمال فرماتے ہیں۔۔۔۔۔

(6)قول صحابی کو اکثر طور پر "اثر" سے تعبیر کرتے ہیں اور بعض جگہ "خبر و اثر"میں فرق نہیں کرتے۔۔۔۔

(7)جہاں "الاصل "ذکر کرتے ہیں وہاں سے مراد امام محمد کی کتاب "المبسوط "ہوتی ہے۔۔۔۔۔

(8)جہاں "المختصر اور الکتاب "ذکر کرتے ہیں وہاں سے مراد مختصر القدوری ہوتی ہے۔۔۔۔۔

(9)اگر "قدوری، جامع صغیر اور ہدایہ "میں ذکر کردہ کوئی مسئلہ ذکر کریں تو غالبا "قال "کہتے ہیں۔۔۔۔

(10)"ظاہر الروایہ "سے مراد امام محمد کی کتابیں ہوں گی،،جہاں "نوادر "ذکر کیا جائے تو وہاں سے امام محمد کی وہ کتب مراد ہوں گی جو ظاہر الروایہ کے علاوہ ہیں یا امام محمد کے علاوہ دیگر آئمہ کی کتب مراد ہوں گی۔۔۔۔۔

(11)جب ذکر کریں گے "ھذا الحدیث محمول علی کذا"تو اس کا مطلب ہوگا کہ آئمہ حدیث نے اس مسئلہ کو اسی حدیث پہ محمول کیا ہے اور جہاں "نحملہ "کہیں گے وہاں سے مراد ہوگا کہ اس مسئلہ کو اس حدیث پہ محمول ہونا چاہیے۔۔۔۔۔

(12)جب "عند فلان "ذکر کیا جائے گا تو اس کا مطلب ہوگا کہ یہ فلاں کا قول یا فلاں کا مذھب ہے اور جب "عن فلان "ذکر کیا جائے گا تو اس کا مطلب ہوگا کہ یہ فلاں کی روایت ہے۔۔۔۔۔

(13)جس جگہ "قدوری اور جامع صغیر "کے مسائل میں اختلاف ہو جائے وہاں "جامع صغیر "کی صراحت کی جائے گی۔۔۔۔۔

(14)جہاں لفظ "قالو "استعمال کریں گے تو اس کا مطلب ہوگا کہ یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے۔۔۔۔۔

(15)مصنف کی عادت یہ ہے کہ سوال مقدر کا جواب دیتے ہیں اور سوائے چند جگہوں کے بقیہ کسی بھی جگہ پہ سوال ذکر نہیں کیا۔۔۔۔۔

(16)جہاں مصنف "والتخریج کذا"ذکر کریں گے تو اس کا مطلب ہوگا کہ یہ مصنف کی اپنی تخریج ہے اور جہاں کسی دوسرے کی تخریج ذکر کریں گے تو اس تخریج کو اس کے صاحب کی طرف منسوب کر دیں گے۔۔۔۔۔۔۔

((کتاب الطہارات))

سوال::: وضو کے کتنے فرائض ہیں؟؟؟ کتاب اللہ کی روشنی میں بیان کریں۔۔

جواب::: وضو کے چار فرائض ہیں:::

(1) چہرہ دھونا

(2) کہنیوں سمیت بازو دھونا

(3) ((چوتھائی)) سر کا مسح کرنا

(4) ٹخنوں سمیت پاؤں دھونا

اللہ پاک کا وضو کے فرائض کے بارے میں فرمان ہے:::

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ اَیْدِیَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَ امْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَیْنِ ؕ

ترجمہ کنزالعرفان::: اے ایمان والو! جب تم نماز کی طرف کھڑے ہونے لگو تو اپنے چہروں کو اور اپنے ہاتھ کہنیوں تک دھولو اور سروں کا مسح کرو اور ٹخنوں تک پاؤں دھولو۔۔۔

سوال::: غسل اور مسح میں کیا فرق ہے؟؟؟

جواب::: غسل کا مطلب ہے"""پانی بہانا"""اور مسح کا مطلب ہے"""پانی پہنچانا"""۔۔۔۔

سوال::: چہرے کی حد بیان کریں۔۔۔

جواب:::

لمبائی میں چہرے کی حد::: بالوں کے اگنے کی جگہ سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے تک

چوڑائی میں چہرے کی حد::: کان کی ایک لو سے لے کر دوسری لو تک

اوپر بیان کردہ اعضاء چہرے میں شامل ہیں کیونکہ جب کسی کا سامنا کیا جاتا ہے تو انہی اعضاء کے ساتھ کیا جاتا ہے لہذا یہ تمام اعضاء چہرے میں شامل ہوں گے۔۔۔

سوال::: کیا وضو میں بازوؤں کی کہنیاں اور پاؤں کے ٹخنے دھوئے جائیں گے؟؟؟ اختلاف آئمہ مع دلائل بیان کریں۔۔۔

جواب::: اس بارے میں دو مؤقف ہیں:::

(1) احناف کا کہنا ہے کہ کہنیوں کو دھویا جائے گا۔۔۔

(2) امام زفر فرماتے ہیں نہیں دھویا جائے گا۔۔۔

امام زفر کی دلیل::: آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ غایت مغیا میں داخل نہیں ہوتی ((یعنی حد محدود میں داخل نہیں ہوتی))،، اپنی اس بات پہ آپ رحمۃ اللہ علیہ قرآن کریم کی اس آیت کو بطور دلیل پیش کرتے ہیں:::

ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّیَامَ اِلَى الَّیْلِ ۚ

ترجمہ کنزالعرفان::: پھر رات آنے تک روزوں کو پورا کرو

آپ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں رات کو روزے کے لیے ایک حد کے طور پہ بیان کیا گیا ہے،، جیسے ہی دن ختم ہوتا ہے اور رات شروع ہوتی ہے تو روزہ افطار ہو جاتا ہے لہذا ثابت ہوا کہ حد محدود میں داخل نہیں ہوتی یعنی غایت مغیا میں داخل نہیں ہوتی۔۔۔۔۔۔

قرآن کریم کی آیت جس میں وضو کے فرائض بیان کیے گئے ہیں وہاں کہنیوں کو ایک حد کے طور پہ بیان کیا گیا ہے لہذا کہنیاں نہیں دھوئی جائیں گی۔۔۔۔

((امام زفر نے اس مسئلہ میں وضو والی آیت کو مقیس،، روزے والی آیت کو مقیس علیہ بنایا ہے اور یہ حکم ثابت کیا ہے وضو میں بازو دھونے میں کہنیاں شامل نہیں ہیں))۔۔۔۔۔۔

دیگر آئمہ احناف کی دلیل::: دیگر آئمہ احناف فرماتے ہیں کہ وضو میں کہنیوں کا دھونا فرض ہے،، وضو والی آیت کو روزے والی آیت پہ قیاس نہیں کیا جاسکتا کیونکہ دونوں آیات کی حدود میں بڑا فرق ہے۔۔۔۔

وضو والی آیت میں جو انتہا ((یا حد)) بیان کی گئی ہے وہ ماوراء کو ساقط کرنے کے لیے ہے،، اگر یہ حد بیان نہ کی جاتی تو مکمل بازو دھونے پڑتے،، اس حد کو بیان کرنے کا یہ فائدہ ہے کہ کہنیوں کے اوپر والا حصہ نہیں دھو یا جائے گا۔۔۔۔

روزے والی آیت میں جو انتہا یا حد بیان کی گئی ہے وہ روزے کے حکم کو رات تک کھینچنے کے لیے ہے،، صوم یعنی روزے کا مطلب ہے ""امساک""((یعنی رک جانا)) اگر کوئی ایک لمحہ کے لیے بھی رک جائے تو اس پہ بھی صوم کا اطلاق ہو گا،، اس حد کا مقصد روزے کو رات تک کھینچنا ہے،، لہذا امام زفر کا قیاس کرنا درست نہیں۔۔۔۔

((کتاب کی دلیل کے علاوہ میں علم کے اضافے کے لیے ایک اور اضافی دلیل دیتا چلوں کہ لفظ ""الی"" کا ترجمہ کس جگہ "تک" کیا جائے گا اور کس جگہ "سمیت" کیا جائے گا؟؟؟ اس کے لیے ایک قاعدہ ذہن میں رکھ لیں کہ جہاں غایت مغیا کی جنس سے ہو ((یعنی حد محدود کی جنس سے ہو)) تو وہاں لفظ ""الی"" کا مطلب ""سمیت"" کیا جائے گا اور جہاں حد محدود کی جنس سے نہ ہو وہاں لفظ ""الی"" کا مطلب ""تک"" کیا جائے گا،، وضو والی آیت میں ""الی"" کا مطلب ""سمیت"" کیا جائے گا کیونکہ کہنی بازو کی جنس سے ہے لہذا ترجمہ یوں ہو گا ""اور اپنے بازو کہنیوں سمیت دھو""،، روزے والی آیت میں لفظ ""الی"" کا مطلب ""تک"" کیا جائے گا کیونکہ رات ""دن"" کی جنس میں سے نہیں ہے،، لہذا اس آیت کا ترجمہ یوں ہو گا "" پھر رات تک روزوں کو پورا کرو""))۔۔۔۔۔۔۔

سوال::: ""کعب"" کسے کہتے ہیں؟؟؟

جواب::: ابھری ہوئی ہڈی کو ""کعب"" کہتے ہیں۔۔۔۔

سوال::: سر کا مسح کتنی مقدار میں کرنا فرض ہے؟؟؟ اختلاف آئمہ مع دلائل بیان کریں۔۔۔۔

جواب::: اس کے بارے تین موٴقف ہیں:::

(1) امام شافعی کا موٴقف::: امام شافعی کے نزدیک سر کے تین بال ((یا ایک بال)) کی مقدار مسح کرنا فرض ہے،، کیونکہ قرآن کریم میں مسح کی کوئی مقدار بیان نہیں ہوئی لہذا آپ کے نزدیک اگر ایک بال پہ بھی مسح کیا گیا تو فرض ادا ہو جائے گا۔۔۔۔

(2) امام مالک کا موٴقف::: آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مکمل سر کا مسح کرنا فرض ہے کیونکہ قرآن پاک میں سر کا مسح کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور کوئی خاص مقدار مقرر نہیں،، لہذا مکمل سر کا مسح کیا جائے گا۔۔۔۔۔۔

(3)احناف کا مؤقف::: احناف کے نزدیک سر کے چوتھائی حصے پہ مسح کرنا فرض ہے،،اس کی دلیل حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ """نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قوم کے کوڑا پھینکنے کی جگہ پہ تشریف لائے اور بول مبارک فرمایا پھر وضو کیا اور پیشانی کی مقدار((سر کا)) مسح کیا اور موزوں پہ مسح کیا۔۔۔۔۔

احناف کا کہنا ہے کہ کتاب اللہ میں سر کے مسح کا حکم مجمل ہے اور یہ حدیث اس مجمل حکم کے لیے بیان بن گئی لھذا ثابت ہوا کہ چوتھائی سر کا مسح کرنا فرض ہے۔۔۔

بعض روایات میں ہمارے بعض احناف نے تین انگلیوں کی مقدار مسح مقرر کیا ہے۔۔۔۔۔

سوال::: مصنف نے کتاب میں وضو کی کتنی اور کون سی سنتیں بیان کی ہیں؟؟؟

جواب::: مصنف نے کتاب میں وضو کی نو(9)سنتیں بیان کی ہیں:::

(1)دونوں ہاتھوں کو گٹوں تک دھونا

(2)وضو کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا

(3)مسواک کرنا

(4)کلی کرنا

(5)ناک میں پانی ڈالنا

(6)دونوں کانوں کا مسح کرنا

(7)داڑھی کا خلال کرنا

(8)انگلیوں کا خلال کرنا

(9)اعضاء مغسولہ کو تین تین دفعہ دھونا

سوال::: دونوں ہاتھوں کو دھونا سنت ہے اس کے دلائل بیان کریں۔۔۔۔

جواب::: جب کوئی شخص نیند سے بیدار ہو تو اپنے ہاتھوں کو برتن میں داخل کرنے سے پہلے دھولے((یاد رہے وضو سے پہلے مطلقا ہاتھ دھونا سنت ہے چاہے کوئی سویا ہوا تھا یا پہلے سے ہی بیدار تھا))۔۔۔۔۔

اس کے مصنف نے دو دلائل بیان کیے ہیں،ایک عقلی اور ایک نقلی۔۔۔۔

((نقلی دلیل))

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے"""جب تم میں سے کوئی نیند سے بیدار ہو تو ہاتھ کو برتن میں داخل کرنے سے پہلے تین دفعہ دھولے کیونکہ وہ نہیں جانتا اس کے ہاتھ نے رات کہاں گزاری؟؟؟"""۔۔۔۔

((عقلی دلیل))

ہاتھ دھونے کی عقلی دلیل یہ ہے کہ ہاتھ کے ذریعے پاکی حاصل کی جاتی ہے یعنی ہاتھ پاکی حاصل کرنے کا ایک آلہ ہے اور جو پاکی حاصل کرنے کا آلہ ہو اس کی صفائی سے ابتداء کرنا سنت ہے۔۔۔

سوال::: دونوں ہاتھوں کو کہاں تک دھونا سنت ہے؟؟؟

جواب::: دونوں ہاتھوں کو گٹوں تک دھونا سنت ہے کیونکہ پاکیزگی حاصل کرنے کے لیے اتنی مقدار کافی ہے۔۔۔

سوال::: وضو کی ابتداء میں بسم اللہ پڑھنا سنت ہے، اس کی دلیل بیان کریں۔۔۔

جواب::: وضو شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا سنت ہے،، اس کی دلیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مندرجہ ذیل فرمان ہے:::

""جس نے بسم اللہ نہ پڑھی اس کا کوئی وضو نہیں""۔۔۔

سوال::: اگر کوئی شخص وضو شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ نہ پڑھے تو کیا اس کا وضو نہیں ہوگا؟؟؟

جواب::: ایسا بلکل بھی نہیں ہے،، اگر کوئی شخص وضو کے شروع میں بسم اللہ نہ پڑھے اس کا وضو تو ہو جائے گا لیکن اس کو وضو کی فضیلت حاصل نہیں ہوگی۔۔۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان ""اس کا کوئی وضو نہیں جس نے بسم اللہ نہیں پڑھی"" کا مطلب بھی یہی ہے کہ اس کو وضو کی فضیلت نہیں ملے گی البتہ وضو ہو جائے گا۔۔۔۔

سوال::: اصح ترین قول کے مطابق وضو کے شروع میں بسم اللہ پڑھنے کا کیا حکم ہے؟؟؟

جواب::: اصح ترین قول یہ ہے کہ وضو کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا مستحب ہے اگرچہ صاحب قدوری نے اسے سنت قرار دیا ہے۔۔۔۔

سوال::: تسمیہ کو استنجاء سے پہلے پڑھنا ہوگا یا بعد میں؟؟؟

جواب::: صحیح قول یہی ہے کہ استنجاء سے قبل بھی پڑھے اور بعد میں بھی پڑھے۔۔۔۔

سوال::: وضو میں مسواک کرنا کیوں سنت ہے؟؟؟

جواب::: وضو میں مسواک کرنا سنت ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پہ ہیشگی اختیار فرمائی ہے۔۔۔

سوال::: اگر مسواک نہ ہو تو کیا کیا جائے؟؟؟

جواب::: مسواک نہ ہونے کی صورت میں انگلی دانتوں پہ پھیری جائے گی کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اسی طرح کرتے تھے۔۔۔۔

سوال::: وضو میں کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا کیوں سنت ہے؟؟؟

جواب::: وضو میں کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا سنت ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس فعل پہ ہیشگی فرمائی ہے۔۔۔۔

سوال::: کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے کا کیا طریقہ ہے؟؟؟

جواب::: اس کا طریقہ یہ ہے کہ تین دفعہ نئے پانی سے کلی کی جائے گی،، پھر اسی طرح تین دفعہ ناک میں بھی پانی ڈالا جائے گا اور ہر دفعہ نیا پانی لیا جائے گا۔۔۔

سوال::: کیا دونوں کانوں کا مسح نئے پانی سے کیا جائے گا یا سر کے مسح والے پانی سے؟؟؟

جواب::: احناف کے نزدیک سر کے مسح کے پانی سے دونوں کانوں کا مسح کرنا سنت ہے جبکہ شوافع کے نزدیک کانوں کے مسح کے لیے نیا پانی لیا جائے گا۔۔۔ احناف کی دلیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مندرجہ ذیل فرمان ہے:::

""دونوں کان سر کا حصہ ہیں"" یعنی سر اور کانوں کا حکم ایک ہی ہے۔۔۔۔

سوال::: داڑھی کا خلال کرنا سنت ہے،، اس کی دلیل بیان کیجیے۔۔۔۔

جواب::: داڑھی کا خلال کرنا سنت ہے کیونکہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ حکم سنایا تھا۔۔۔۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ داڑھی کا خلال کرنا امام ابو یوسف کے نزدیک سنت ہے جبکہ طرفین کے نزدیک جائز ہے کیونکہ سنت فرض کو اس کے محل میں کامل کرنے کے لیے ہوتی ہے اور داڑھی کا اندرونی حصہ فرض کا محل نہیں ہے۔۔۔

سوال::: انگلیوں کا خلال کرنا کیوں سنت ہے؟؟؟

جواب::: اس کے دو دلائل ہیں،، ایک عقلی اور دوسرا نقلی

نقلی دلیل::: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا""اپنی انگلیوں کا خلال کرو تاکہ جہنم کی آگ ان میں داخل نہ ہو""۔۔۔۔۔۔

عقلی دلیل::: سنت فرض کو اس کے محل میں کامل کر دیتی ہے،، اور انگلیوں کا خلال کرنے سے فرض اپنے محل میں کامل ہو جائے گا لہذا انگلیوں کا خلال کرنا سنت ہے۔۔۔۔۔۔

سوال::: اعضائے مغسولہ کو تین دفعہ دھونا سنت ہے اس کو حدیث سے ثابت کریں۔۔۔۔۔

جواب::: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو کیا اور اعضائے مغسولہ کو ایک ایک مرتبہ دھویا اور فرمایا""یہ وضوء ہے،، اللہ پاک اس کے بغیر نماز قبول نہیں کرتا""،، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو فرمایا اور اعضائے مغسولہ کو دو دو دفعہ دھویا اور فرمایا""یہ وضو اس شخص کا ہے جس کے لیے اللہ پاک دوگنا اجر کر دیتا ہے""،، اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو کیا اور اعضائے مغسولہ کو تین تین دفعہ دھویا اور فرمایا""یہ میرا اور مجھ سے پہلے انبیاء کا وضو ہے،، پس جس نے اس میں کمی وزیادتی کی تو اس نے حد سے تجاوز کیا اور ظلم کیا""۔۔۔۔۔۔

یہ وعید اسی صورت میں ہوگی جب کوئی شخص اس کو سنت نہ سمجھے۔۔۔۔۔۔

سوال::: وضو میں نیت کا کیا حکم ہے؟؟؟ نیز اس کے بارے میں آئمہ کرام کا اختلاف دلائل کے ساتھ بیان کریں۔۔۔۔

جواب::: وضو میں نیت کرنے کے بارے میں آئمہ کا اختلاف ہے۔۔۔۔

شوافع کا مؤقف اور دلیل::: امام شافعی کے نزدیک نیت کرنا فرض ہے کیونکہ یہ عبادت ہے اور عبادت نیت کے بغیر درست نہیں ہو سکتی،، لہذا جس طرح تیمم میں نیت کرنا فرض ہے اسی طرح وضو میں بھی نیت کرنا فرض ہے۔۔۔۔۔۔

احناف کا مؤقف اور دلائل::: احناف کے نزدیک وضو میں نیت کرنا سنت ہے۔۔۔۔

وضو اگرچہ بغیر نیت کے عبادت نہیں بن سکتا لیکن یہ نماز کی چابی ہے کیونکہ مطہر ((یعنی پانی)) کے استعمال کی وجہ سے وضو طہارت واقع ہو جاتا ہے بخلاف تیمم کے کیونکہ تیمم مٹی سے کیا جاتا ہے اور مٹی ((پانی کی طرح)) ہر حال میں پاک کرنے والی نہیں ہوتی بلکہ یہ اسی وقت پاک کرے گی جب نماز کا ارادہ کیا جائے گا لیکن پانی نیت اور بغیر نیت کے ہر حال میں پاک کر سکتا ہے لہذا امام شافعی کا تیمم پہ قیاس کر کے وضو کی نیت کو فرض قرار دینا درست نہیں ہے۔۔۔۔۔۔

دوسری دلیل یہ ہے کہ تیمم میں نیت کرنا اس لیے فرض ہے کیونکہ اس کا معنی ہی ارادہ اور قصد کرنا ہے جیسا کہ اللہ پاک کا فرمان ہے""ولا تیمموا الخبیث""یعنی ناپاک چیز کا ارادہ نہ کرو،، لہذا ثابت ہوا کہ تیمم کا لغوی معنی ہی نیت اور قصد کرنا ہے اور شریعت کے امور میں لغوی معنی کا لحاظ رکھا جاتا ہے اس لیے تیمم میں نیت کرنا فرض ہے جبکہ وضو میں ایسا کوئی معاملہ نہیں پایا جاتا لہذا وضو کو تیمم پہ قیاس نہیں کیا جا سکتا۔۔۔۔۔۔

سوال::: وضو میں سر کے مسح کا کیا حکم ہے؟؟؟ نیز اختلاف آئمہ مع دلائل بیان کریں۔۔۔۔

جواب::: شوافع کا مؤقف اور دلائل::: امام شافعی اعضاء مغسولہ پہ قیاس کرتے ہوئے حکم لگاتے ہیں کہ سر کا مسح تین دفعہ نئے پانی سے کرنا سنت ہے ((یعنی جس طرح وضو میں اعضائے مغسولہ کو تین دفعہ نئے پانی کے ساتھ دھویا جاتا ہے اسی طرح تین دفعہ نئے پانی کے ساتھ سر کا مسح کرنا سنت ہے))۔۔۔۔

اس سلسلے میں امام شافعی اعضائے مغسولہ پہ قیاس کرنے کے ساتھ ساتھ ایک حدیث سے بھی دلیل پکڑتے ہیں کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وضو کے بارے میں بتاتے ہوئے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اعضاء کو تین تین دفعہ دھویا اور تین تین دفعہ مسح کیا۔۔۔۔۔۔۔

احناف کا مؤقف اور دلائل::: احناف کے نزدیک پورے سر کا ((ایک دفعہ)) مسح کرنا سنت ہے۔۔۔۔

دلیل یہ ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے وضو کیا اور تین تین دفعہ اعضاء کو دھویا اور ایک دفعہ سر کا مسح کیا اور فرمایا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وضو ہے۔۔۔۔۔

دوسری دلیل یہ ہے کہ فرض """مسح کرنا""" ہے اور اگر اس کو تکرار کے ساتھ کیا گیا تو یہ مسح نہیں بلکہ غسل ہو جائے گا اور یہ خلاف سنت ہو گا،، لہذا سر کے مسح کو اعضائے مغسولہ پہ قیاس نہیں کیا جائے گا بلکہ اس کو موزے والے مسح پر قیاس کر لیا جائے گا یعنی جس طرح موزوں پہ ایک دفعہ مسح ہوتا ہے اسی طرح سر پہ بھی ایک دفعہ مسح کیا جائے گا۔۔۔۔۔۔

امام شافعی کی روایت کا رد::: امام شافعی نے جو روایت پیش کی اس سے مراد تین دفعہ ایک ہی پانی کے ساتھ مسح کرنا ہے نہ کہ تینوں دفعہ نئے پانی کے ساتھ مسح کرنا ،، اور یہ چیز تو امام اعظم کے نزدیک بھی مشروع ہے۔۔۔۔۔۔

سوال::: وضو میں ترتیب کا کیا حکم ہے؟؟؟ نیز اعضاء کو دھونے میں ابتداء کس طرف سے کی جائے گی؟؟؟

جواب::: وضو کی ترتیب میں آئمہ کا اختلاف ہے۔۔۔۔

امام شافعی کا مؤقف اور دلیل::: ان کے نزدیک وضو میں ترتیب فرض ہے کیونکہ اللہ پاک کے اس قول """فاغسلوا وجوھکم""" میں """فاء""" برائے تعقیب ہے اور تعقیب """ترتیب""" کا تقاضا کرتی ہے لہذا وضو میں ترتیب فرض ہے۔۔۔۔۔

احناف کا مؤقف اور دلیل::: احناف کے نزدیک وضو میں ترتیب سنت ہے۔۔۔۔

دلیل یہ ہے کہ اس آیت میں وضو کے جن فرائض کو بیان کیا گیا ہے ان کے درمیان حرف """واؤ""" آیا ہے اور اہل لغت کا اس بات پہ اجماع ہے کہ """واؤ""" ترتیب کے لیے نہیں بلکہ مطلقاً جمع کرنے کے لیے ہوتی ہے لہذا وضو میں ترتیب فرض نہیں بلکہ سنت ہے۔۔۔۔۔۔

وضو میں بازو اور پاؤں وغیرہ دھونے میں دائیں طرف سے شروع کرنا مستحب ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا""" بے شک اللہ پاک ہر چیز میں دائیں طرف سے ابتداء کو پسند فرماتا ہے حتی کہ جوتا پہننے اور کنگھی کرنے میں بھی"""۔۔۔۔۔۔۔

((فصل فی نواقض الوضوء))

سوال::: وضو کو توڑنے والی چیزیں کون سی ہیں؟؟؟

جواب::: ہر وہ چیز جو دونوں راستوں سے ((یعنی پیشاب اور پاخانہ کے راستے سے)) نکلے وہ وضو توڑ دیتی ہے۔۔۔۔۔

دلائل::: اللہ پاک کا فرمان ہے:::

ترجمہ::: یا تم سے میں کوئی پاخانہ کر کے آئے۔۔۔۔

دوسری دلیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ حدث کیا ہے؟؟؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:::

ما یخرج من السبیلین۔۔۔۔

یعنی جو دونوں راستوں سے نکلے وہ حدث ہے۔۔۔۔۔

اس حدیث میں کلمہ """ما""" عام ہے جو عادتاً نکلنے والی چیزوں مثلاً پیشاب، پاخانہ وغیرہ اور بغیر عادت کے نکلنے والی چیزوں مثلاً کیڑا، استحاضہ کا خون وغیرہ کو شامل ہے۔۔۔۔۔۔

سوال::: کون سی قے منہ بھر ہو گی تو اس سے وضو ٹوٹے گا؟؟؟

جواب::: صفراء کی قے، کھانے اور پانی کی قے اگر منہ بھر ہوئی تو اس سے وضو ٹوٹ جائے گا۔۔۔ اگر بلغم کی قے ہے تو اس کی دو صورتیں ہیں،، یا تو وہ قے سر سے اتری ہے یا معدے سے چڑھی ہے،، اگر وہ قے سر سے اتری ہے تو بالاتفاق وضو نہیں ٹوٹے گا کیونکہ سر نجاست کی جگہ نہیں ہے اور اگر وہ قے معدے سے چڑھی ہے تو امام ابو یوسف کے نزدیک وضو ٹوٹ جائے گا جبکہ طرفین کے نزدیک وضو نہیں ٹوٹے گا۔۔۔

امام ابو یوسف کی دلیل::: ان کی دلیل یہ ہے کہ بلغم اگرچہ خود نجس نہیں ہے لیکن معدے کی نجاست کے ساتھ متصل ہونے کی وجہ سے وہ بھی نجس ہو گئی لہذا وضو ٹوٹ گیا۔۔۔

طرفین کی دلیل::: طرفین فرماتے ہیں کہ بلغم چکناہٹ والی ہوتی ہے اور اس میں نجاست بہت تھوڑی داخل ہو سکتی ہے اور اتنی تھوڑی مقدار سے وضو نہیں ٹوٹے گا۔۔۔۔۔

سوال::: کیا خون کی قے سے وضو ٹوٹ جائے گا؟؟؟

جواب::: اگر کسی نے خون کی قے کی تو دیکھا جائے گا وہ خون منجمد ہے یا بہنے والا ہے؟؟؟ اگر منجمد ہے تو اس میں منہ بھر قے شرط ہو گی کیونکہ وہ حقیقت میں خون نہیں ہے بلکہ جلا ہوا سوداء ہے۔۔۔۔

اگر قے میں آنے والا خون بہنے والا ہے تو اس میں امام محمد اور شیخین کا اختلاف ہے،، امام محمد کے نزدیک قے کی دیگر انواع ((مثلاً کھانے کی قے، پانی کی قے وغیرہ)) کی طرح یہاں بھی منہ بھر کا ہونا شرط ہے لہذا اگر بہنے والے خون کی قے منہ بھر نہیں ہے تو امام محمد کے نزدیک وضو نہیں ٹوٹے گا۔۔۔۔۔

شیخین کے نزدیک اگر وہ خون اپنی قوت سے بہہ کر آیا ہے تو اس سے وضو ٹوٹ جائے گا اگرچہ وہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو،، دلیل یہ ہے کہ معدہ خون کا محل نہیں ہے تو ظاہر ہے وہ خون جسم کے کسی اندرونی زخم سے باہر آیا ہے اور جو خون زخم سے نکل کر بہہ جائے اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اگرچہ وہ قلیل ہی کیوں نہ ہو۔۔۔۔۔۔

سوال::: اگر خون سر سے اتر کر ناک کے نرم حصہ تک پہنچ جائے تو کیا اس سے وضو ٹوٹ جائے گا؟؟؟

جواب::: جی ہاں بالاتفاق وضو ٹوٹ جائے گا کیونکہ وہ خون ایسی جگہ پہنچ آیا جس کو پاک کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔۔۔۔

سوال::: کون سی نیند وضو توڑ دے گی؟؟؟ تفصیل مع دلائل بیان کریں۔۔۔۔۔

جواب::: کروٹ کے بل سونا، تکیہ لگا کر سونا یا کسی چیز سے یوں ٹیک لگا کر سونا کہ اگر وہ چیز ہٹا دی جائے تو وہ گر جائے،، ان تینوں صورتوں میں وضو ٹوٹ جائے گا۔۔۔۔۔

کروٹ کے بل سونے سے اس لیے وضو ٹوٹے گا کیونکہ اس طرح سونا اعضاء کے ڈھیلے ہونے کا سبب ہے اور جب اعضاء ڈھیلے ہو جائیں تو عادتاً ریح خارج ہو جاتی ہے اور جو چیز عادتاً ثابت ہو وہ یقین کا درجہ رکھتی ہے لہذا وضو ٹوٹ جائے گا۔۔۔۔

تکیہ لگا کر سونے سے وضو ٹوٹنے کی وجہ یہ ہے کہ اس کی وجہ سے بیداری والا جماؤ ختم ہو جاتا ہے کیونکہ مقعد زمین سے اٹھ جاتی ہے۔۔۔۔۔۔

کسی چیز کے ساتھ ٹیک لگا کر سونے سے وضو اس لیے ٹوٹ جائے گا کیونکہ اس کے اعضاء کا ڈھیلا پن اپنی انتہاء کو پہنچ چکا ہے اور اگر وہ چیز ہٹا دی جائے جس سے وہ ٹیک لگا کر سویا ہے تو وہ گر جائے گا۔۔۔۔۔

ہاں نماز میں رکوع وسجود، قیام وقعود کی حالت میں سونے سے وضو نہیں ٹوٹے گا کیونکہ اس کے اعضاء مکمل طور پر ڈھیلے نہیں ہوئے اگر اعضاء مکمل طور پر ڈھیلے ہوتے تو وہ گر چکا ہوتا۔۔۔

یہ تمام عقلی دلائل تھے،،اس سلسلے میں نقلی دلیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے""جو قیام، قعود، رکوع وسجود کی حالت میں سو گیا تو اس پہ وضو لازم نہیں،،وضو اس پہ لازم ہوگا جو کروٹ کے بل سویا کیونکہ جب وہ کروٹ کے بل سو گیا تو اس کے اعضاء ڈھیلے پڑ گئے""۔۔۔۔۔۔

سوال::: کیا بیہوشی یا جنون سے وضو ٹوٹ جائے گا؟؟؟

جواب::: جی ہاں،،کیونکہ ان میں سے ہر ایک اعضاء کے ڈھیلے ہونے میں نیند سے اوپر کا درجہ رکھتا ہے،،اغماء ہر حالت میں ناقض وضو ہے،،قیاس تو یہی تقاضا کرتا تھا کہ نیند بھی ہر حالت میں حدث ہو لیکن اس کے بارے میں حدیث مبارک سے جان لیا کہ یہ ہر حالت میں ناقض وضو نہیں بلکہ مخصوص صورتوں میں ناقض وضو ہے،،اغماء کو نیند پہ قیاس نہیں کیا جائے گا کیونکہ یہ نیند سے بڑھ کر ہے۔۔۔۔۔۔

سوال::: کیا قہقہہ لگانے کی وجہ سے وضو ٹوٹ جائے گا؟؟؟

جواب::: اگر کوئی شخص رکوع وسجود والی نماز میں قہقہہ لگائے گا تو احناف کے نزدیک اس کا وضو ٹوٹ جائے گا جبکہ شوافع کے نزدیک وضو نہیں ٹوٹے گا کیونکہ وضو نجاست کے خارج ہونے کی وجہ سے ٹوٹتا ہے جبکہ قہقہہ میں ایسا معاملہ نہیں ہے اور اسی وجہ سے نماز جنازہ، سجدۂ تلاوت اور نماز کے علاوہ قہقہہ لگانے کی وجہ سے بالاتفاق وضو نہیں ٹوٹے گا لہذا ثابت ہوا رکوع وسجود والی نماز میں بھی قہقہہ لگانے سے وضو نہیں ٹوٹے گا۔۔۔۔۔۔۔

احناف کی دلیل حدیث پاک ہے،،چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا""تم میں سے جو قہقہہ لگائے تو وہ اپنے وضو اور نماز کا اعادہ کرے،،اس حدیث اور اس جیسی دیگر احادیث کی وجہ احناف نے قیاس کو ترک کر دیا اور قہقہہ کو ناقض وضو قرار دیا۔۔۔۔۔

اعتراض:: اگر نماز میں قہقہہ لگانا ناقض وضو ہے تو پھر نماز جنازہ میں قہقہہ لگانے سے وضو کیوں نہیں ٹوٹتا؟؟؟

جواب::: نماز جنازہ میں قہقہہ لگانے سے وضو نہیں ٹوٹے گا کیونکہ یہ حدیث مطلق یعنی کامل نماز کے بارے میں وارد ہوئی ہے جبکہ نماز جنازہ کامل نماز نہیں ہے،، یہاں سے مراد وہ والی نماز ہے جس میں رکوع وسجود ہو۔۔۔۔۔

سوال::: قہقہہ لگانے اور ہنسنے کی تعریف سپرد قلم کریں۔۔۔

جواب::: قہقہہ وہ ہوتا ہے جس کی آواز قہقہہ لگانے والے کو بھی آئے اور ساتھ کھڑے ہوئے کو بھی سنائی دے،،جبکہ ہنسنا وہ ہوتا ہے جس کی آواز صرف ہنسنے والے کو آئے،،اور ہنسنے سے وضو نہیں ٹوٹتا البتہ نماز ٹوٹ جاتی ہے۔۔۔۔۔

سوال::: اگر کسی کی دبر یا زخم سے کیڑا نکلے تو وضو کا کیا حکم ہوگا؟؟؟ نیز اگر زخم سے گوشت گر جائے تو کیا وضو ٹوٹ جائے گا؟؟؟

جواب::: دبر سے کیڑا نکلنے کی صورت میں وضو ٹوٹ جائے گا کیونکہ اس کے اوپر نجاست ہوتی ہے اور سبیلین سے تھوڑی سی نجاست کا نکلنا بھی وضو توڑ دے گا،، زخم سے کیڑا نکلنے اور زخم سے گوشت گرنے کی صورت میں وضو نہیں ٹوٹے گا۔۔۔۔۔

سوال::: اگر قبل((اگلی شرمگاہ)) یا ذکر سے ہوا نکلی تو اس سے وضو ٹوٹ جائے گا؟؟؟

جواب::: جی نہیں،، مرد و عورت کی اگلی شرم گاہ سے ہوا نکلنے کی صورت میں وضو نہیں ٹوٹے گا کیونکہ وہ ہوا محل نجاست سے نہیں اٹھی،، ہاں اگر کوئی عورت مفضاۃ ہو((مفضاۃ اس عورت کو کہتے ہیں جس کا اگلا اور پچھلا راستہ ایک ہو گیا ہو)) تو اس کے لیے اس صورت میں وضو کرنا مستحب ہے کیونکہ ہو سکتا ہے وہ ہوا دبر سے نکلی ہو۔۔۔۔۔۔۔

سوال::: اگر چھالے کا چھلکا اتارنے کی وجہ سے خون یا پیپ نکل آئے تو وضو کا کیا حکم ہو گا؟؟؟ اختلاف آئمہ کے ساتھ بیان کریں۔۔۔۔۔

جواب::: مذکورہ صورت میں اگر وہ خون یا پیپ چھالے سے نکل کر بہ گئی تو احناف کے نزدیک وضو ٹوٹ جائے گا کیونکہ سیلان پایا جا رہا ہے اور اگر خون یا پیپ نہیں بہی تو وضو نہیں ٹوٹے گا،، امام زفر کے نزدیک وہ خون بہا یا نہیں بہا دونوں صورتوں میں وضو ٹوٹ جائے گا کیونکہ ان کے نزدیک غیر سبیلین سے مطلقا نجاست کا نکلنا ناقض وضو ہے چاہے سیلان پایا جائے یا نہیں،، امام شافعی کے نزدیک دونوں صورتوں میں وضو نہیں ٹوٹے گا کیونکہ ان کے نزدیک غیر سبیلین سے نجاست کا نکلنا ناقض وضو نہیں ہے،، برابر ہے سیلان پایا جائے یا نہ پایا جائے۔۔۔۔۔

سوال::: کیا چھالے سے نکلنے والی پیپ اور پانی ناپاک ہیں؟؟؟

جواب::: جی ہاں،، کیونکہ جب خون پکتا ہے تو وہ پیپ بن جاتا ہے اور جب مزید پکتا ہے تو کچ لہو بن جاتا ہے اور پھر وہ پانی بن جاتا ہے،، پس یہ سب چیزیں ناپاک ہیں۔۔۔۔۔

سوال::: اگر چھالے سے خون یا پیپ خود نہیں نکلا بلکہ نکالا گیا ہے تو کیا اس صورت میں بھی وضو ٹوٹ جائے گا؟؟؟

جواب::: جی نہیں،، کیونکہ وہ خود نہیں نکلا بلکہ نکالا گیا ہے،، وضو تب ٹوٹے گا جب وہ خود خارج ہو۔۔۔۔۔۔

((فصل فی الغسل))

سوال::: غسل کے کتنے اور کون سے فرائض ہیں؟؟؟ مع اختلاف آئمہ اور دلائل،، تفصیلا بیان کریں۔۔۔۔

جواب::: غسل کے تین فرائض ہیں:::

(1) کلی کرنا

(2) ناک میں پانی ڈالنا

(3) سارے بدن پہ پانی بہانا

امام شافعی کے نزدیک کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا فرض نہیں بلکہ سنتیں ہیں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا""" دس چیزیں فطرت یعنی سنت میں سے ہیں""" اور پھر ان دس چیزوں میں کلی اور ناک میں پانی ڈالنے کو بھی شمار کیا،، لہذا ثابت ہوا کہ یہ فرض نہیں بلکہ سنتیں ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ وضو میں بھی کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا سنت ہے۔۔۔۔

احناف کی دلیل قرآن کریم کی آیت ہے:::

وان کنتم جنبا فاطھروا

ترجمہ::: اور اگر تم جنبی ہو خوب پاک ہو جاؤ۔۔۔۔۔

اس آیت میں خوب پاک ہونے کا حکم دیا گیا اور اس میں بدن کا ظاہر و باطن شامل ہے((پس کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا بھی شامل ہو گیا)) مگر وہ حصہ جہاں پانی نہیں پہنچا سکتے وہ خارج ہے۔۔۔۔۔

امام شافعی کا رد::: وضو میں یہ دونوں اس لیے سنت ہیں کیونکہ وضو میں چہرہ دھونا فرض ہے جبکہ منہ اور ناک کا اندرونی حصہ چہرے میں شامل نہیں ہے پس اس وجہ سے کلی اور ناک میں پانی ڈالنا سنت ہے۔۔۔۔۔۔

امام شافعی نے جس حدیث کو دلیل بنایا ہے وہاں سے مراد حدث اصغر ہے یعنی یہ دونوں چیزیں حدث اصغر میں سنت ہوں گی،،اس کے علاوہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک اور فرمان بھی ہماری تائید کرتا ہے وہ یہ ہے کہ """کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا ((غسل)) جنابت میں فرض ہیں جبکہ وضو میں سنت ہیں"""۔۔۔۔۔۔

سوال::: غسل کا سنت طریقہ بیان کریں۔۔۔۔

جواب::: سنت طریقہ یہ ہے کہ وہ اپنے ہاتھوں اور فرج کو دھوئے اور اگر نجاست حقیقی لگی ہو تو اسے زائل کرے تاکہ وہ مزید نہ پھیلے،، پھر وہ نماز کے وضو جیسا وضو کرے لیکن پاؤں نہ دھوئے،، پھر اپنے سر اور بقیہ جسم پہ تین دفعہ پانی بہائے اور غسل والی جگہ سے ہٹ کر پاؤں دھولے،، حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غسل کا طریقہ بیان فرمایا تھا۔۔۔۔۔

پاؤں کو دھونے میں مؤخر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ ابھی مستعمل پانی کے جمع ہونے کی جگہ پہ کھڑا ہے اس وجہ سے پاؤں دھونا اسے فائدہ نہیں دے گا،، ہاں اگر وہ کسی تختے پہ کھڑا ہو اور اس کے پاؤں مستعمل پانی میں ڈوب نہ رہے ہوں تو پاؤں دھونے کو مؤخر نہ کرے۔۔۔۔۔

سوال::: کیا عورت پہ اپنے بالوں کی مینڈھیاں کھولنا واجب ہے؟؟؟

جواب::: اگر پانی بالوں کی جڑ تک پہنچ رہا ہے تو عورت پہ اپنے بالوں کی مینڈھیاں کھولنا واجب نہیں ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا تھا"""جب پانی تمہارے بالوں کی جڑوں تک پہنچ جائے تو تجھے کفایت کر جائے گا"""،، بلکہ عورت پہ اپنے بالوں کو تر کرنا بھی واجب نہیں ہے اور یہی صحیح ہے کیونکہ اس میں عورت کے لیے حرج ہوگا لیکن داڑھی میں پانی پہنچانا واجب ہے کیونکہ وہاں پانی پہنچانے میں کوئی حرج نہیں۔۔۔۔۔

سوال::: غسل کے واجب ہونے کے اسباب تفصیل کے ساتھ نقل کریں۔۔۔۔۔

جواب::: مصنف نے غسل کے واجب ہونے کے چار اسباب ذکر کیے ہیں،، ان کی تفصیل درج ذیل ہے:::

(1) احناف کے نزدیک اگر منی مرد و عورت میں سے اچھل کر شہوت کے ساتھ نکلے تو اس سے غسل واجب ہو جاتا ہے برابر ہے کہ یہ منی سونے کی حالت میں نکلی ہو یا بیداری کی حالت میں۔۔۔۔۔

امام شافعی کے نزدیک کسی بھی طرح جسم سے منی نکل جائے تو غسل واجب ہو جاتا ہے چاہے بوجھ اٹھانے سے نکلے یا اس کے علاوہ کسی اور طریقے سے،، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا"""پانی پانی سے واجب ہوتا ہے یعنی غسل منی کے نکلنے سے واجب ہوتا ہے"""۔۔۔۔۔

چونکہ احناف کے نزدیک منی اگر شہوت سے اچھل کر نکلے تب غسل واجب ہوتا ہے تو ان کی دلیل یہ ہے کہ جنبی شخص کو پاک ہونے کا حکم دیا گیا ہے اور لغت میں جنابت کا مطلب ہے"""شہوت سے منی کا نکلنا"""لہذا اس حدیث کو شہوت کے ساتھ منی کے نکلنے پہ محمول کیا جائے گا۔۔۔۔۔۔

ہمارے علماء احناف اس بات پہ متفق ہیں کہ اگر منی اپنی جگہ سے شہوت کے ساتھ جدا ہو گی تو غسل واجب ہوگا لیکن اختلاف اس بات میں ہے کہ کیا عضو تناسل سے نکلنے کے وقت بھی شہوت کا ہونا ضروری ہے یا نہیں؟؟؟ طرفین کے نزدیک ضروری نہیں ہے کیونکہ احتیاط اسی میں ہے جبکہ امام ابو یوسف کے نزدیک عضو تناسل سے منی کے نکلنے کے وقت بھی شہوت کا ہونا ضروری ہے کیونکہ غسل کا تعلق دونوں کے ساتھ ہے۔۔۔۔۔

(2) غسل کے واجب ہونے کا دوسرا سبب دونوں شرمگاہوں کا ملنا ہے چاہے انزال ہو یا نہ ہو کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا""جب دونوں ختانان ((یعنی شرمگاہیں)) مل جائیں اور حشفہ غائب ہو جائے تو غسل واجب ہو جائے گا چاہے انزال ہو یا نہ ہو""،،دوسری دلیل یہ ہے کہ شرمگاہوں کا ملنا انزال کا سبب ہے اور جب حشفہ نظروں سے غائب ہو گیا تو غسل واجب ہو جائے گا کیونکہ ہو سکتا ہے منی نکل چکی ہو لیکن قلت کی وجہ سے محسوس نہ ہو۔۔۔۔۔

اسی طرح سبب کے کامل ہونے کی وجہ سے دبر میں دخول سے بھی غسل واجب ہو جائے گا اور جس کی دبر میں دخول ہوا اس پہ بھی احتیاطا غسل واجب ہو گا،،ہاں اگر کسی چوپائے میں دخول کیا یا سبیلین کے علاوہ کسی اور جگہ جماع کیا تو جب تک انزال نہیں ہو گا تب تک غسل واجب نہیں ہو گا۔۔۔۔

(3) حیض سے غسل واجب ہو جائے گا،،دلیل اللہ پاک کا فرمان ہے""حتی یطھرن""((بالتشدید)) یعنی ان کے قریب نہ جاؤ جب تک وہ خوب پاک نہ ہو جائیں۔۔۔

(4) نفاس سے بھی غسل واجب ہو جائے گا کیونکہ اس پہ علماء کا اجماع ہے۔۔۔۔۔۔

سوال::: کب غسل کرنا سنت ہے؟؟؟

جواب::: یوم جمعہ، عیدین،، عرفہ اور احرام پہننے کے لیے غسل کرنا سنت ہے لیکن یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ مستحب ہے۔۔۔۔

سوال::: امام محمد کے نزدیک جمعہ کے غسل کا کیا حکم ہے؟؟؟

جواب::: امام محمد کے نزدیک جمعہ کے دن غسل کرنا حسن ہے۔۔۔۔

سوال::: امام مالک جمعہ کے دن غسل کے حوالے سے کیا فرماتے ہیں؟؟؟

جواب::: امام مالک کے نزدیک جمعہ کے دن غسل کرنا واجب ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا""جو شخص جمعہ کو آئے تو وہ غسل کرے""۔۔۔۔

لیکن ہمارے نزدیک جمعہ کو غسل کرنا واجب نہیں ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا""جس نے جمعہ کے دن وضو کیا تو اس نے اچھا کام کیا اور جس نے ((جمعہ کے دن)) غسل کیا تو یہ افضل ہے۔۔۔۔اس حدیث کی وجہ سے امام مالک کی روایت کو استحباب یا نسخ پہ محمول کیا جائے گا۔۔۔۔۔

سوال::: جمعہ کے دن غسل کرنا یوم جمعہ کی وجہ سے سنت ہے یا نماز جمعہ کی وجہ سے؟؟؟

جواب::: اس میں علماء کا اختلاف ہے۔۔۔۔

امام ابویوسف فرماتے ہیں کہ نماز جمعہ کے لیے غسل کرنا سنت ہے کیونکہ نماز جمعہ کی فضیلت یوم جمعہ سے زیادہ ہے اور طہارت کا تعلق بھی نماز کے ساتھ ہے۔۔۔۔

امام حسن بن زیاد فرماتے ہیں کہ یوم جمعہ کی وجہ سے غسل کرنا سنت ہے۔۔۔۔۔

سوال::: کیا مذی اور ودی کی وجہ سے غسل واجب ہو جاتا ہے؟؟؟

جواب::: جی نہیں،، مذی اور ودی کی وجہ سے غسل واجب نہیں ہوتا کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا""ہر مرد کی مذی نکلتی ہے اور اس کی وجہ سے وضو واجب ہوتا ہے""۔۔۔۔۔

سوال::: منی، مذی اور ودی کی تعریف بیان کریں۔۔۔۔۔

جواب::: منی اس گاڑھے سفید پانی کو کہتے ہیں جس کی وجہ سے آلہ تناسل سست ہو جاتا ہے۔۔۔۔

مذی وہ سفیدی مائل پتلا پانی ہے جو عورت سے ملاعبت کے وقت نکلتا ہے۔۔۔۔

https://chat.whatsapp.com/E7cNsewqBAZ7XFU5RzygUY Designed by [Umar Raza]

ودی پیشاب سے گاڑھی ہوتی ہے اور اس کے بعد نکلتی ہے۔۔۔۔۔

((باب الماء الذی یجوز بہ الوضوء ومالا یجوز بہ))

سوال::: کن کن پانیوں سے پاکی حاصل کرنا جائز ہے؟؟؟

جواب::: بارش، وادی، چشموں کنوؤں اور سمندروں کے پانی سے پاکی حاصل کرنا جائز ہے کیونکہ اللہ پاک کا فرمان ہے ""اور ہم نے آسمان سے پاک کرنے والا پانی اتارا""، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا"" پانی پاک ہے اسے کوئی چیز ناپاک نہیں کر سکتی جب تک وہ اس کا رنگ ذائقہ یا بو تبدیل نہ کر دے""، سمندر کے بارے میں پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے ""اس کا پانی پاک ہے اور اس کا مردار حلال ہے""، ماء مطلق کا اطلاق ان تمام پانیوں پہ ہوتا ہے۔۔۔۔۔

سوال::: کیا درختوں یا پھلوں سے نچوڑے گئے پانی سے پاکی حاصل کرنا جائز ہے؟؟؟

جواب::: جی نہیں، کیونکہ یہ ماء مطلق نہیں ہے اور ماء مطلق نہ ہونے کی صورت میں پاکی کا حکم تیمم کی طرف منتقل ہو جایے گا۔۔۔۔۔

اعتراض::: اگرچہ درختوں اور پھلوں کا نچوڑا گیا پانی ماء مطلق نہیں ہے لیکن یہ ماء مطلق کے حکم میں ہے کیونکہ شیخین کے نزدیک اس سے نجاست حقیقیہ کو زائل کرنا درست ہے، لہذا اس سے ذریعے وضو اور غسل کرنا بھی جائز ہونا چاہیے۔۔۔۔۔

جواب::: ماء مطلق کے ذریعے اعضاء اربعہ کو دھونا امر تعبدی ہے یعنی خلاف قیاس ہے پس یہ حکم ماء مطلق کے غیر کی طرف منتقل نہیں ہو گا۔۔۔۔۔

سوال::: وہ پانی جو انگور کی بیل سے خود بخود ٹپکے، کیا اس سے پاکی حاصل کر سکتے ہیں؟؟؟

جواب::: جی ہاں، کیونکہ وہ خود بخود نکلا ہے نچوڑا نہیں گیا۔۔۔۔۔

سوال::: اگر پانی میں اس کا غیر ((مثلا سرکہ، گلاب کا پانی وغیرہ)) مل کر پانی پہ غالب آجائے اور اس کو اس کی طبیعت ((یعنی رقت و سیلان)) سے نکال دے تو کیا اس سے طہارت حاصل کرنا جائز ہے؟؟؟

جواب::: جی نہیں کیونکہ وہ ماء مطلق نہیں رہا۔۔۔۔۔

سوال::: اگر پانی میں محض لوبیا ڈالنے سے پانی متغیر ہو گیا تو کیا وہ پاک کرنے کے قابل ہے؟؟؟

جواب::: اگر محض لوبیا ڈالنے سے پانی متغیر ہوا تو وہ پاک کر سکتا ہے لیکن اگر لوبیا ڈال کر پانی کو پکایا گیا جس کے نتیجے میں پانی متغیر ہو گیا تو اب اس پانی سے پاکی حاصل نہیں کی جا سکتی۔۔۔۔۔

سوال::: اگر کوئی پاک چیز مثلا زعفران اور اشنان وغیرہ پانی میں مل کر اس کے تین اوصاف ((رنگ، بو اور ذائقہ)) میں سے کسی ایک وصف کو تبدیل کر دے تو کیا اس پانی سے طہارت حاصل کر سکتے ہیں؟؟؟

جواب::: اگر کسی پاک چیز کے ملنے سے پانی کا محض ایک وصف تبدیل ہوا ہے تو اس سے طہارت حاصل کر سکتے ہیں۔۔۔

سوال::: صاحب قدوری نے اپنی کتاب قدوری میں زردج کے پانی کو کس کے قائم مقام کیا ہے؟؟؟

جواب::: صاحب قدوری نے زردج کے پانی کو شوربے کے قائم مقام کیا ہے یعنی ان دونوں سے وضو کرنا جائز نہیں لیکن امام ابو یوسف کے نزدیک زردج کا پانی زعفران کے قائم مقام ہے یعنی ایک وصف تبدیل ہونے کی صورت میں جس طرح زعفران والے پانی سے وضو کر سکتے ہیں اسی طرح زردج کے پانی سے بھی کر سکتے ہیں۔۔۔۔۔

سوال::: امام شافعی کے نزدیک زعفران کے پانی سے وضو کرنے کا کیا حکم ہے؟؟؟

جواب::: امام شافعی کے نزدیک زعفران اور اس جیسی دیگر چیزیں جو زمین کی جنس میں سے نہیں ہیں ان سے وضو کرنا جائز نہیں کیونکہ اب یہ ماء مطلق نہیں رہا بلکہ ماء مقید ہو گیا ہے یعنی اب اس کو صرف پانی نہیں بلکہ زعفران کا پانی کہا جائے گا،، اگر زمین کے اجزاء میں سے کوئی چیز پانی میں ملی ہو تو اس پانی سے وضو کرنا جائز ہے کیونکہ غالبا پانی زمین کے اجزاء سے خالی نہیں ہوتا۔۔۔۔۔۔

امام شافعی کے خلاف ہماری دلیل ہے کہ اگر زعفران مل کر پانی کا ایک وصف تبدیل کر دے تب بھی پانی ماء مطلق رہے گا،، جس طرح کنوئیں کا پانی یا چشمے کا پانی کہنے سے پانی مقید نہیں ہوتا بلکل اسی طرح اگر اسے زعفران کا پانی کہہ دیں تب بھی وہ مقید نہیں ہو گا بلکہ اپنے اطلاق پہ باقی رہے گا،، دوسری دلیل یہ ہے کہ تھوڑی سی آمیزش ایسی چیز ہے جس کا اعتبار نہیں کیا جاتا کیونکہ جس طرح زمینی اجزاء سے پانی کا بچنا ممکن نہیں اسی طرح تھوڑی سی آمیزش سے بھی پانی کا بچنا ممکن نہیں۔۔۔۔۔۔

سوال::: اگر پانی میں کوئی چیز ملنے کے بعد پانی کو پکایا جائے جس کے نتیجے میں پانی متغیر ہو جائے تو کیا اس سے وضو ہو جائے گا؟؟؟

جواب::: جی نہیں،، کیونکہ وہ اب ماء مطلق نہیں رہا،، ہاں اگر کوئی چیز اس میں اس مقصد کے لیے پکائی جائے کہ اس سے صفائی حاصل ہو گی مثلا پانی میں بیری کے پتے ڈال کر پکا لیے تو اس صورت میں اس پانی سے پاکی حاصل کرنا جائز ہو گا لیکن ایک بات کا دھیان رہے کہ وہ چیز جو پانی میں ملائی گئی ہے وہ اس پہ غالب نہیں آنی چاہیے اگر وہ غالب آگئی تو پانی سے پاکی حاصل نہیں ہو سکتی جیسا کہ وہ پانی جس میں ستو ملا دیے گئے ہوں وہ کسی کو پاک نہیں کر سکتا کیونکہ وہ ماء مطلق نہیں رہا۔۔۔۔۔

سوال::: اگر کسی ٹھہرے پانی میں نجاست گر جائے تو کیا اس پانی سے وضو کرنا جائز ہے؟؟؟ اختلاف آئمہ مع دلائل بیان کریں۔۔۔۔۔

جواب::: احناف کا مؤقف اور دلیل::: ہر وہ ٹھہرا ہوا پانی جس میں نجاست گر جائے اس سے وضو کرنا جائز نہیں ہے چاہے نجاست تھوڑی ہو یا زیادہ۔۔۔۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا""تم میں سے کوئی ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب نہ کرے اور نہ اس سے غسل جنابت کرے""۔۔۔۔

امام مالک کا مؤقف اور دلیل::: ان کے نزدیک جب تک پانی کا ایک وصف تبدیل نہیں ہو جاتا تب تک وضو کرنا جائز ہے۔۔۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا""پانی پاک ہے اسے کوئی چیز ناپاک نہیں کر سکتی مگر وہ جو اس کا رنگ، ذائقہ یا بو کو تبدیل کر دے""۔۔۔۔۔۔

امام شافعی کا مؤقف اور دلیل::: امام شافعی کے نزدیک اگر وہ پانی دو قلوں کی مقدار ہو تو اس سے وضو کرنا جائز ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ""جب پانی دو قلوں تک پہنچ جائے تو وہ نجاست کا متحمل نہیں ہوتا""۔۔۔۔۔۔۔

احناف کی جانب سے مالکیہ اور شوافع کا رد::: جو روایت امام مالک نے اپنے مؤقف کی تائید میں پیش کی ہے وہ بئر بضاعہ کے بارے میں ہے اور اس کا پانی کئی باغوں میں جاری ہوتا تھا یعنی یہ روایت جاری پانی کے بارے میں تھی لیکن امام مالک نے اس سے ٹھہرے ہوئے پانی کا مسئلہ ثابت کیا ہے،، امام شافعی کی روایت کو ابو داؤد نے ضعیف قرار دیا ہے۔۔۔۔

سوال::: اگر جاری پانی میں نجاست گر گئی تو کیا اس پانی سے وضو کرنا جائز ہو گا؟؟؟

جواب::: جب تک اس جاری پانی میں نجاست کا اثر ظاہر نہ ہو تب تک وہ پانی پاک ہو گا اور اس سے وضو کرنا بھی جائز ہو گا کیونکہ نجاست پانی کے چلنے کی وجہ سے نہیں ٹھہرتی۔۔۔۔۔۔

سوال::: پانی میں نجاست کا اثر ظاہر ہونے سے کیا مراد ہے؟؟؟

جواب::: پانی میں نجاست کا اثر ظاہر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس نجاست کی وجہ سے پانی کا رنگ، بو یا ذائقہ تبدیل ہو جائے۔۔۔۔۔

سوال::: جاری پانی کی تعریف کریں۔۔۔۔۔

جواب::: وہ پانی جس کا استعمال مکرر نہ ہو((یعنی کسی نہر سے پانی لے کر ہاتھ دھویا اور وہ پانی نہر میں گرا پھر دوبارہ پانی اٹھایا تو اس میں وہ پہلے والا پانی نہ ہو))،،اس کے علاوہ جاری پانی کی ایک اور تعریف بھی کی گئی ہے کہ وہ پانی جو تنکے کو بہا کر لے جائے۔۔۔۔۔۔

سوال::: اگر بڑے تالاب میں نجاست گر جائے تو کیا اس کے پانی سے وضو کیا جاسکتا ہے؟؟؟ نیز بڑے تالاب کی حد بیان کریں۔۔۔۔۔

جواب::: بڑے تالاب کی حد یہ ہے کہ ایک کنارے سے پانی کو حرکت دی جائے تو اس کی وجہ سے دوسرے کنارے والا پانی نہ ہلے،،پس اگر ایسے تالاب کے ایک کنارے پہ نجاست گری ہو تو اس کے دوسرے کنارے سے وضو کرنا جائز ہے،،اب حرکت کس طرح دینی ہے اس کے بارے میں آئمہ کا اختلاف ہے،،امام اعظم کے نزدیک غسل کے ذریعے حرکت دی جائے گی((یعنی ایک کنارے پہ غسل کر کے دیکھا جائے گا کہ دوسرے کنارے کا پانی ہل رہا ہے یا نہیں))امام ابو یوسف کا بھی یہی قول ہے،، غسل کے ذریعے حرکت دینے کی دلیل یہ ہے کہ تالابوں میں اکثر وضو کی بجائے غسل کیا جاتا ہے لہذا غسل کے ذریعے حرکت معتبر ہو گی۔۔۔۔

امام اعظم کا ایک قول یہ بھی ہے کہ ہاتھ کے ذریعے حرکت دی جائے گی،،امام محمد فرماتے ہیں کہ وضو کرنے کے ذریعے حرکت دی جائے گی۔۔۔۔

بعض فقہاء نے لوگوں کی آسانی کے لیے بڑے تالاب کی حد دہ در دہ مقرر کی ہے کہ اگر تالاب دہ در دہ ہو تو وہ بڑا تالاب مانا جائے گا اور گہرائی میں بڑے تالاب کی حد یہ ہے کہ چلو بھر پانی لینے سے اس تالاب کے نیچے والی زمین نظر نہ آئے۔۔۔۔۔۔

سوال::: وہ جانور میں جس میں بہتا ہوا خون نہ ہو مثلا مکھی، مچھر، بھڑ وغیرہ،،وہ اگر پانی میں گر کر مر جائے تو کیا پانی ناپاک ہو جائے گا؟؟؟

جواب::: اس مسئلہ میں شوافع اور احناف کا اختلاف ہے۔۔۔۔

شوافع کا مؤقف اور دلیل::: شوافع کے نزدیک مذکورہ صورت میں پانی ناپاک ہو جائے گا کیونکہ یہ جانور حرام ہیں اور حرمت اگر کرامت کی وجہ سے نہ ہو تو وہ نجاست کی علامت ہوتی ہے پس ان کے مرنے سے پانی ناپاک ہو جائے گا لیکن اگر شہد کی مکھی کے بچے شہد میں اور پھلوں کے کیڑے پھل میں مر جائیں تو وہ شہد اور پھل ناپاک نہیں ہوں گے کیونکہ وہاں ضرورت پائی جارہی ہے،،الغرض شوافع کے نزدیک وہ جانور جن میں بہنے والا خون نہیں ہے وہ اگر پانی میں گر کر مر جاتا ہے تو پانی ناپاک ہو جائے گا۔۔۔۔۔

احناف کا مؤقف اور دلیل::: احناف کے نزدیک پانی پاک ہی رہے گا کیونکہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کھانے اور پانی کے بارے میں پوچھا گیا جس میں وہ جانور گر کر مر جائے جس میں بہنے والا خون نہ ہو تو اس کے بارے میں پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا""اس کا کھانا اور پینا حلال ہے اور اس سے وضو کرنا جائز ہے""۔۔۔۔۔۔

عقلی دلیل یہ ہے کہ کسی جانور کی موت سے پانی تب ناپاک ہوتا ہے جب اس کا بہنے والا خون پانی کے اجزاء سے مل جاتا ہے جبکہ ان جانوروں میں تو بہنے والا خون ہی نہیں تو پھر پانی بھلا کیسے ناپاک ہو سکتا ہے؟؟؟ پس ثابت ہوا کہ پانی پاک ہی رہے گا۔۔۔۔۔

امام شافعی کے قیاس کا جواب::: امام شافعی نے فرمایا تھا کہ حرمت اگر کرامت کی وجہ سے نہ ہو تو وہ نجاست کی علامت ہوتی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ضروری نہیں حرمت نجاست کی وجہ سے ہی ہو،، جیسا کہ مٹی کا کھانا حرام ہے لیکن یہ پاک ہے۔۔۔۔

سوال::: پانی میں رہنے والے جانور مثلا مچھلی، مینڈک وغیرہ اگر پانی میں مر جائیں تو کیا پانی ناپاک ہو جائے گا؟؟؟

جواب::: اس مسئلہ میں شوافع اور احناف کا اختلاف ہے۔۔۔۔

شوافع کا مؤقف اور دلیل::: شوافع کے نزدیک مچھلی کے سوا اگر کوئی اور پانی والا جانور پانی میں گر کر مر جائے تو پانی ناپاک ہو جائے گا۔۔۔ دلیل وہی ہے جو پیچھے گزر چکی کہ حرمت اگر کرامت کی وجہ سے نہ ہو تو وہ نجاست کی علامت ہوتی ہے۔۔۔۔

احناف کا مؤقف اور دلیل::: احناف کے نزدیک پانی نجس نہیں ہو گا کیونکہ وہ اپنے معدن میں مرا ہے پس اس کو نجاست نہیں قرار دیں گے جیسا کہ اگر انڈے کی زردی خون میں تبدیل ہو جائے تو اسے ناپاک نہیں کہیں گے کیونکہ وہ ابھی اپنے معدن میں ہے۔۔۔۔

دوسری دلیل یہ ہے کہ پانی والے جانوروں میں خون نہیں ہوتا اور جن میں خون ہوتا ہے وہ پانی والے نہیں ہوتے،، پس جب ان کے اندر خون نہیں ہے تو ان کی موت سے پانی بھی ناپاک نہیں ہو گا۔۔۔۔۔

سوال::: اگر آبی جانور پانی کے علاوہ کسی اور چیز مثلاً سرکہ، دودھ وغیرہ میں گر کر مر گئے تو کیا وہ چیز ناپاک ہو جائے گی؟؟؟

جواب::: اس مسئلہ میں فقہاء کا اختلاف ہے،، بعض فرماتے ہیں کہ مچھلی کے علاوہ اگر کوئی اور آبی جانور پانی کے علاوہ کسی مائع چیز میں گر کر مر گیا تو وہ مائع چیز ناپاک ہو جائے گی کیونکہ وہ آبی جانور اپنے معدن میں نہیں مرا جبکہ بعض کہتے ہیں کہ وہ مائع چیز پاک ہی رہے گی کیونکہ آبی جانوروں میں خون نہیں ہوتا اور جب خون نہیں ہوتا تو ان کی موت سے دیگر مائع چیزیں بھی ناپاک نہیں ہوں گی۔۔۔۔۔۔

سوال::: کیا خشکی کے مینڈک کے پانی میں مرنے سے پانی نجس ہو جائے گا؟؟؟

جواب::: خشکی اور پانی والے مینڈک کا حکم ایک ہی ہے یعنی پانی ناپاک نہیں ہو گا لیکن ایک قول یہ بھی ہے کہ خشکی والے مینڈک کی وجہ سے پانی ناپاک ہو جائے گا کیونکہ وہ اپنے معدن میں نہیں مرا اور اس میں خون بھی ہے۔۔۔۔۔

سوال::: آبی جانور کسے کہتے ہیں؟؟؟

جواب::: وہ جانور جو پانی میں رہتے ہیں اور ان کے انڈے اور بچے وغیرہ پانی میں ہوتے ہوں انہیں آبی جانور کہا جاتا ہے،، وہ جانور جو پانی میں رہتے ہیں لیکن ان کی پیدائش کا سلسلہ پانی میں نہیں ہوتا مثلاً::: بطخ،، تو وہ آبی جانور نہیں ہیں اور ان کے مرنے سے پانی ناپاک ہو جائے گا۔۔۔۔۔

سوال::: ماء مستعمل سے طہارت حاصل کرنے کے بارے میں فقہاء کے اقوال بیان کریں۔۔۔۔

جواب::: امام مالک اور امام شافعی فرماتے ہیں کہ ماء مستعمل پاک ہے اور پاک کرنے والا ہے کیونکہ اللہ پاک نے اسے """طہور""" قرار دیا ہے اور طہور وہ ہوتا ہے جو اپنے غیر کو ایک کے بعد دوسری دفعہ پاک کرے،، پس ثابت ہوا کہ ماء مستعمل پاک ہے اور پاک کرنے والا ہے۔۔۔۔۔

امام زفر فرماتے ہیں ((امام شافعی کا بھی ایک یہی قول ہے)) کہ اگر اس پانی کو استعمال کرنے والا شخص باوضو ہے تو وہ پانی پاک ہو گا اور پاک کرنے والا ہو گا،، اور اگر اس پانی کو استعمال کرنے والا بے وضو شخص تھا تو وہ پانی پاک ہو گا لیکن پاک کرنے والا نہیں ہو گا کیونکہ اعضاء حقیقی طور پر پاک تھے اس لیے وہ پانی پاک ہے لیکن حکمی طور نجس تھے اس لیے پانی نجس ہے لہذا ہم نے کہا کہ وہ پاک ہے لیکن پاک کرنے والا نہیں ہے۔۔۔۔۔

امام محمد فرماتے ہیں اور امام اعظم کی بھی ایک یہی روایت ہے کہ وہ پاک ہے لیکن پاک کرنے والا نہیں ہے کیونکہ پاک پانی پاک اعضاء سے ملنے کی وجہ سے ناپاک نہیں ہوتا لیکن جب اس سے عبادت ادا کی گئی تو وہ حکمی طور پر میلا ہو گیا اس لیے وہ پاک تو ہے لیکن پاک کرنے والا نہیں ہے۔۔۔۔۔۔

شیخین فرماتے ہیں کہ وہ نجس ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا"""تم میں سے کوئی ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب نہ کرے اور نہ اس میں غسل جنابت کرے"""یعنی جس طرح ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنا اس کو نجس کر دے گا اسی طرح اس میں غسل جنابت کرنا بھی اسے نجس کر دے گا پس ثابت ہوا کہ ماء مستعمل ناپاک ہے،، شیخین کی دوسری دلیل یہ ہے کہ ماء مستعمل وہ پانی ہوتا جس سے نجاست حکمیہ دور کی گئی ہو اور اسے اس پانی پہ قیاس کیا جائے گا جس سے

https://chat.whatsapp.com/E7cNsewqBAZ7XFU5RzygUY
Designed by [Umar Raza]

نجاست حقیقیہ دور کی جائے،، تو جس طرح نجاست حقیقیہ کو زائل کرنے والا پانی ناپاک ہوتا ہے بلکل اسی طرح نجاست حکمیہ کو بھی زائل کرنے والا پانی ناپاک ہوتا ہے۔۔۔۔۔

جب یہ ثابت ہو گیا کہ شیخین کے نزدیک ماء مستعمل نجس ہے تو یہ نجاست غلیظہ ہے یا خفیفہ ؟؟؟اس میں بھی اختلاف ہے،، امام حسن امام اعظم سے روایت کرتے ہیں کہ یہ نجاست غلیظہ ہے جبکہ امام ابو یوسف روایت کرتے ہیں کہ یہ نجاست خفیفہ ہے۔۔۔۔۔۔

سوال::: ماء مستعمل کسے کہتے ہیں ؟؟؟

جواب::: ماء مستعمل وہ پانی ہے جس سے کوئی حدث زائل کیا جائے یا عبادت کی نیت سے اسے استعمال کیا جائے،، یہ تعریف امام ابو یوسف کے نزدیک ہے اور کہا گیا ہے کہ امام اعظم کا بھی یہی قول ہے،، امام محمد فرماتے ہیں کہ صرف عبادت کی نیت سے استعمال کرنے سے پانی مستعمل ہو گا کیونکہ اس پانی کے ذریعے گناہ تبھی زائل ہوں گے جب وہ عبادت کی نیت کرے گا۔۔۔۔

سوال::: پانی کب مستعمل ہو گا ؟؟؟

جواب::: جب پانی عضو سے جدا ہو جائے گا تب مستعمل کہلائے گا،، عضو سے جدا ہونے سے پہلے پانی کو مستعمل نہیں کہا جا سکتا کیونکہ اس صورت میں حرج لازم آئے گا۔۔۔۔

سوال::: اگر جنبی کنوئیں میں ڈول نکالنے کے لیے غوطہ لگائے تو اس صورت میں کنوئیں اور جنبی کی پاکی یا ناپاکی کے متعلق کیا حکم ہو گا ؟؟؟

جواب::: اس مسئلہ کے بارے میں تین مؤقفات ہیں:::

(1)امام ابو یوسف کے نزدیک کنوئیں کا پانی اور وہ شخص اپنے اپنے حال پہ رہیں گے یعنی وہ شخص جنبی ہی رہے گا اور کنوئیں کا پانی پاک رہے گا،، وہ شخص جنبی اس لیے ہو گا کیونکہ وہاں جسم پہ پانی کا بہانا نہیں پایا گیا اور حدث زائل کرنے کے لیے پانی بہانا امام ابو یوسف کے نزدیک شرط ہے،، پانی پاک اس لیے رہے گا کیونکہ اس جنبی کا حدث زائل نہیں ہوا اور نہ ہی اس نے عبادت کی نیت کی تھی۔۔۔۔۔

(2)امام محمد کے نزدیک دونوں پاک ہو جائیں گے،، امام محمد کے نزدیک جنبی کا پاک ہونے کے لیے پانی بہانا شرط نہیں ہے پس اگر اس نے غوطہ لگایا تو وہ پاک ہو گیا اور وہ پانی بھی پاک رہا کیونکہ اس نے قربت کی نیت نہیں کی تھی،، امام محمد کے نزدیک پانی تب مستعمل ہو گا جس قربت کی نیت سے استعمال کیا جائے گا۔۔۔۔۔

(3)امام اعظم کے نزدیک دونوں ناپاک ہو جائیں گے کیونکہ جب جنبی پانی میں داخل ہوا تو اس کے بعض اعضاء پانی سے ملنے کی وجہ سے پاک ہو گئے لیکن پانی مستعمل ہو گیا اور وہ شخص اس لیے ناپاک ہے کیونکہ اس کے بعض اعضاء پاک ہوئے ہیں جبکہ بعض اعضاء ابھی تک ناپاک ہیں،، امام اعظم کے نزدیک اس شخص کے ناپاک ہونے کے بارے میں ایک قول یہ ہے کہ جب وہ پانی میں داخل ہوا تو اس کا غسل ادا ہو گیا لیکن پانی مستعمل ہو گیا تھا اور مستعمل پانی میں رہنے کی وجہ سے وہ دوبارہ ناپاک ہو گیا،، ایک روایت یہ بھی ہے کہ مذکورہ مسئلہ میں وہ شخص امام اعظم کے نزدیک پاک ہو جائے گا کیونکہ پانی تب مستعمل ہوتا ہے جب وہ عضو سے جدا ہو جائے پس جب تک وہ شخص پانی میں رہا تو وہ پانی مستعمل نہیں ہوا لیکن جیسے ہی وہ باہر آ گیا تو پانی مستعمل ہو گیا لیکن وہ شخص پاک ہو گیا۔۔۔۔۔۔

یہی روایت زیادہ موافق ہے۔۔۔۔۔

سوال::: کیا دباغت کی گئی کھال کے اوپر نماز پڑھنا اور اس میں پانی بھر کر وضو کرنا جائز ہے ؟؟؟اختلاف آئمہ مع دلائل تفصیل کے ساتھ بیان کریں۔۔۔۔

جواب::: خنزیر اور آدمی کی کھال کے سوا بقیہ ہر وہ کھال جس کو دباغت کیا گیا اس پہ نماز پڑھنا اور اس میں پانی بھر کر وضو کرنا جائز ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا"""جس کھال کو دباغت دی گئی وہ پاک ہو گئی""،، یہ حدیث عام ہے اور امام مالک کے خلاف ہماری دلیل ہے کیونکہ ان کے نزدیک مردار کی

کھال پاک نہیں ہوتی،،یہ حدیث اس حدیث کے خلاف بھی نہیں ہے جس میں مردار کی کھال سے نفع اٹھانے سے منع کیا گیا کیونکہ اس حدیث میں مردار کی کچی کھال سے نفع اٹھانے سے روکا گیا ہے جبکہ دباغت دی گئی کھال سے نفع اٹھانا بلکل جائز ہے۔۔۔۔۔

یہ حدیث شوافع کے خلاف بھی حجت ہے کیونکہ امام شافعی کے نزدیک کتے کی کھال سے نفع اٹھانا جائز نہیں ہے کیونکہ حدیث مبارک میں اسے نجس کہا گیا ہے،،امام شافعی کی بات کا جواب یہ ہے کہ کتا نجس العین نہیں ہے جس طرح چوکیداری اور شکار میں کتے سے نفع اٹھایا جاتا ہے اس طرح اس کی دباغت دی گئی کھال سے بھی نفع اٹھانا جائز ہے۔۔۔۔۔۔

خنزیر کی کھال سے نفع اٹھانا جائز نہیں ہے کیونکہ وہ نجس العین ہے جیسا کہ قرآن کریم میں ہے ""فانہ رجس""،،آدمی کی کھال سے بھی نفع اٹھانا جائز نہیں ہے کیونکہ اس کی عزت وکرامت ہے((الغرض یہ کہ آدمی اور خنزیر کے علاوہ بقیہ تمام جانوروں کی کھال سے نفع اٹھانا جائز ہے))۔۔۔۔۔۔

سوال::: دباغت کی تعریف بیان کریں۔۔۔۔

جواب::: کھال کی بدبو اور فساد کو دور کرنا دباغت کہلاتا ہے،،اب چاہے یہ عمل کسی بھی طریقے سے کیا جائے۔۔۔۔۔

سوال::: جس کی کھال دباغت سے پاک ہو جائے گی کیا اس کی کھال ذبح کرنے سے بھی پاک ہو جائے گی؟؟؟

جواب::: جس جانور کی کھال دباغت کے ذریعے پاک ہو سکتی ہے اس کی کھال ذبح کے ذریعے بھی پاک ہو سکتی ہے کیونکہ ذبح کرنا بھی ایک لحاظ سے دباغت کا کام دیتا ہے وہ اس طرح کہ ذبح کرنے کی وجہ سے نجس رطوبات زائل ہو جاتی ہیں،،اسی طرح اس جانور کا گوشت بھی پاک ہو جائے گا اگرچہ وہ جانور حرام ہی کیوں نہ ہو۔۔۔۔۔

سوال::: کیا مردار کے بال اور ہڈی پاک ہیں؟؟؟

جواب::: شوافع کے نزدیک وہ ناپاک ہیں کیونکہ وہ مردار کا جزء ہیں لیکن احناف کے نزدیک پاک ہیں کیونکہ ان میں زندگی نہیں ہوتی اسی وجہ سے اگر ان کو کاٹا جائے تو درد نہیں ہوتا،،جب ان کے اندر زندگی ہی نہیں ہوتی تو ان کے اندر موت بھی سرایت نہیں کرے گی پس اسی وجہ سے مردار کے بال اور ہڈی پاک ہیں۔۔۔۔۔

سوال::: انسان کے بال اور ہڈی کے پاک یا ناپاک ہونے کے بارے میں کیا حکم ہے؟؟؟

جواب::: شوافع کے نزدیک یہ ناپاک ہیں کیونکہ ان سے نفع نہیں اٹھایا جاتا اور نہ ہی ان کی بیع جائز ہے،،احناف کے نزدیک پاک ہیں کیونکہ ان سے نفع نہ اٹھانا اور ان کی بیع کا ناجائز ہونا ان کی کرامت کی وجہ سے ہے نجس ہونے کی وجہ سے نہیں۔۔۔۔۔

((فصل فی البئر))

سوال::: چھوٹے کنوئیں میں گندگی گرنے کی صورت میں اس کو پاک کرنے کے لیے کیا کرنا ہوگا؟؟؟

جواب::: جب((چھوٹے))کنوئیں میں نجاست گر جائے تو اس کو خالی کر دیا جائے گا اور اس بات پہ سلف کا اجماع ہے کہ کنواں خالی کرنے سے وہ پاک ہو جائے گا، اس کی دیواریں ڈول اور رسی وغیرہ یہ سب چیزیں بھی پاک ہو جائیں گی۔۔۔۔۔

سوال::: کیا کنوئیں کے مسائل قیاس پہ مبنی ہیں؟؟؟

جواب::: جی نہیں۔۔۔۔

کنوئیں کے مسائل آثار کی اتباع پہ مبنی ہیں۔۔۔۔

https://chat.whatsapp.com/E7cNsewqBAZ7XFU5RzygUY Designed by [Umar Raza]

سوال::: اگر کنوئیں میں اونٹ یا بکری کی ایک یادو مینگنیاں گر جائیں تو کیا کنوئیں میں موجود پانی ناپاک ہو جائے گا؟؟؟

جواب::: قیاس کا تقاضا تو یہی ہے کہ پانی ناپاک ہو جائے لیکن استحساناً یہ حکم لگایا گیا ہے کہ پانی پاک ہی رہے گا۔۔۔

استحسان کی وجہ یہ ہے کہ جنگلات و بیاباں میں جو کنوئیں ہوتے ہیں ان پہ کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی جو کسی چیز کو کنوئیں میں جانے سے روکے۔۔۔ مویشی وہاں گوبر و غیرہ کر دیتے ہیں اور ہوا اس نجاست کو اٹھا کر کنوئیں میں گرا دیتی ہے لہذا اس سے بچنا ممکن ہے تو ضرورتاً پانی کے ناپاک ہونے کا حکم نہیں لگایا۔۔۔

لیکن اگر یہ نجاست کثیر ہو یعنی دیکھنے والا اسے کثیر سمجھے تو اس صورت میں پانی ناپاک ہو جائے گا۔۔۔

لید گوبر یا مینگنیاں چاہے خشک ہوں یا تر، صحیح ہوں یا ٹوٹ گئی ہوں اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا،، سب کا حکم برابر ہی ہو گا۔۔۔۔۔

سوال::: اگر بکری نے دودھ میں ایک یادو مینگنیاں کر دیں تو کیا حکم ہو گا؟؟؟

جواب::: اگر بکری نے دودھ والے برتن میں ایک یادو مینگنیاں کر دیں تو دودھ ناپاک نہیں ہو گا بلکہ مینگنیاں نکال کر دودھ پی لیا جائے گا کیونکہ بکری کی عادت ہوتی ہے وہ دودھ دھونے کے دوران مینگنیاں کرتی ہے لہذا ضرورتاً دودھ کو پاک قرار دیا جائے گا۔۔۔

ایک قول کے مطابق دودھ ناپاک ہو جائے گا۔۔۔

امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک دودھ ایک یادو مینگنیوں کے حق میں کنوئیں کی طرح ہے ((لہذا ناپاک نہیں ہو گا))۔۔۔۔۔۔

سوال::: اگر کنوئیں میں کبوتر یا چڑیا کی بیٹ گر گئی تو کیا کنواں ناپاک ہو جائے گا؟؟؟ اختلاف آئمہ مع دلائل بیان کریں۔۔۔۔

جواب::: اس مسئلہ میں شوافع اور احناف کا اختلاف ہے۔۔۔۔

شوافع کا مؤقف اور دلیل::: امام شافعی کے نزدیک کنواں ناپاک ہو جائے گا کیونکہ وہ بیٹ بدبو اور فساد کی طرف منتقل ہو کر مرغی کی بیٹ کے مشابہ ہو گئی ((اور مرغی کی بیٹ بالاجماع ناپاک ہے اور کنوئیں کو ناپاک کر دیتی ہے)) لہذا کبوتر اور چڑیا کی بیٹ سے بھی کنواں ناپاک ہو جائے گا۔۔۔۔۔

احناف کا مؤقف اور دلیل::: احناف کے نزدیک کنواں پاک ہی رہے گا کیونکہ مسلمانوں کا مساجد میں کبوتر رکھنے پہ اجماع ہے حالانکہ مسجد کو پاک رکھنے کا حکم دیا گیا ہے لہذا ثابت ہوا کہ کبوتر اور چڑیا کی بیٹ پاک ہے۔۔۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ کبوتر اور چڑیا کی بیٹ بدبو اور فساد کی طرف منتقل نہیں ہوتی بلکہ یہ کیچڑ کے مشابہ ہے۔۔۔۔

سوال::: اگر بکری کنوئیں میں پیشاب کر دے تو کنوئیں کے بارے میں کیا حکم لگے گا؟؟؟ اختلاف آئمہ مع دلائل بیان کریں۔۔۔

جواب::: اس بارے میں امام محمد اور شیخین کا اختلاف ہے:::

امام محمد کا مؤقف اور دلیل::: امام محمد فرماتے ہیں کہ کنواں پاک ہی رہے گا،، ہاں اگر پیشاب پانی پہ غلبہ پا جاتا ہے تو کنواں ناپاک ہو جائے گا۔۔۔

امام محمد نے تھوڑے پیشاب کی صورت میں پاکی کا حکم اس لیے دیا کیونکہ ان کے نزدیک حلال جانوروں کا پیشاب پاک ہے،، اس کی دلیل یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل عرینہ کو اونٹوں کا دودھ اور پیشاب پینے کا حکم دیا تھا۔۔۔((اگر یہ پیشاب ناپاک ہوتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسا حکم نہ دیتے لہذا ثابت ہوا حلال جانوروں کا پیشاب پاک ہے))۔۔۔۔

شیخین کا مؤقف اور دلیل::: شیخین کے نزدیک بکری اگر کنوئیں میں پیشاب کرے گی تو کنواں ناپاک ہو جائے گا کیونکہ پیشاب ناپاک ہوتا ہے۔۔۔

اس کی دلیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے ""پیشاب سے بچو کیونکہ عام طور پر قبر کا عذاب پیشاب کی وجہ سے ہوتا ہے ""۔۔۔۔یہ حدیث عام ہے اس میں ماکول اللحم اور غیر ماکول اللحم سب کا پیشاب شامل ہو گیا۔۔۔دوسری دلیل یہ دیتے ہیں کہ بکری کا پیشاب بدبو اور فساد کی جانب منتقل ہو جاتا ہے پس وہ نجاست میں غیر ماکول اللحم جانور کے پیشاب جیسا ہو جائے گا اور کنواں ناپاک ہو جائے گا۔۔۔۔۔۔

قبیلہ عرینہ والی حدیث کا جواب::: وہ حکم صرف انہی کے ساتھ خاص تھا۔۔۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی معلوم ہو گیا تھا کہ ان لوگوں کی شفاء اونٹ کا دودھ اور پیشاب پینے میں ہے لہذا اس بناء پر مطلقا ماکول اللحم جانوروں کے پیشاب کو پاک نہیں کہا جا سکتا جیسا کہ امام محمد فرماتے ہیں۔۔۔

سوال::: کیا ماکول اللحم جانوروں کے پیشاب کو بطور دوائی پیا جا سکتا ہے؟؟؟

جواب::: اس بارے میں آئمہ کا اختلاف ہے۔۔۔۔

امام اعظم فرماتے ہیں::: ماکول اللحم جانوروں کا پیشاب بطور دوائی پینا جائز نہیں ہے کیونکہ یہ بات یقینی طور پر ثابت نہیں کہ اس میں شفاء ہو گی یا نہیں لہذا اس کی حرمت سے اعراض نہیں کیا جائے گا۔۔۔۔۔

امام ابو یوسف فرماتے ہیں::: قبیلہ عرینہ والے قصے کی وجہ سے پینا جائز ہے۔۔۔۔

امام محمد کا مؤقف::: ماکول اللحم جانوروں کا پیشاب بطور دوائی پی سکتے ہیں کیونکہ یہ پاک ہے۔۔۔۔۔

سوال::: اگر کنوئیں میں چوہا، چھپکلی، چڑیا اور ان جیسا کوئی اور جانور گر کر مر جائے تو کتنے ڈول نکالے جائیں گے؟؟؟ دلیل کے ساتھ بیان کریں۔۔۔۔

جواب::: اگر کنوئیں میں چوہا، چھپکلی، چڑیا، ممولا اور ان جیسا کوئی اور جانور گر کر مر جائے اور ابھی تک پھولا یا پھٹا نہ ہو تو اس جانور کو کنوئیں سے نکالنے کے بعد بیس ڈول نکالنا واجب ہیں جبکہ تیس ڈول نکالنا مستحب ہیں۔۔۔۔۔

دلیل::: وہ چوہا جو کنوئیں میں گر کر مر گیا اور اسے ((پھولنے اور پھٹنے سے پہلے)) فورا نکال لیا گیا تو اس کے بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "" کنوئیں سے بیس ڈول نکالے جائیں گے ""۔۔۔۔۔

اس حدیث سے چوہے کا حکم ثابت ہوا لیکن چڑیا، چھپکلی اور دیگر ان جیسے جانور بھی چوہے کے برابر کے ہیں لہذا بقیہ تمام جانوروں کو چوہے پہ قیاس کر کے اس کا حکم ان کو بھی دے دیا گیا۔۔۔۔۔۔

سوال::: اگر کنوئیں میں کبوتر یا اس جیسا کوئی جاندار گر کر مر جائے تو کنوئیں سے کتنے ڈول نکالے جائیں گے؟؟؟ دلیل کے ساتھ بیان کریں۔۔۔نیز یہ بھی بتائیں کہ پانی نکالنے میں کس ڈول کا اعتبار کیا جائے گا؟؟؟

جواب::: اگر کنوئیں میں کبوتر یا اس جیسا کوئی جاندار مثلا مرغی یا بلی وغیرہ گر کر مر جائے اور ابھی تک پھولا یا پھٹا نہ ہو تو کنوئیں سے چالیس سے لے کر ساٹھ تک ڈول نکالے جائیں گے اور جامع صغیر کی روایت ہے کہ چالیس یا پچاس ڈول نکالے جائیں گے یعنی چالیس ڈول نکالنا واجب ہیں اور پچاس ڈول نکالنا مستحب ہیں۔۔۔۔

دلیل::: وہ مرغی جو کنوئیں میں گر کر مر گئی ((اور ابھی تک پھولی پھٹی نہیں)) تو اس کے بارے میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کنویں سے چالیس ڈول نکالے جائیں گے۔۔۔۔

کنوئیں سے پانی نکالنے میں اسی ڈول کا اعتبار ہو گا جس کے ذریعے اس کنوئیں سے پانی نکالا جاتا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس ڈول کا اعتبار ہو گا جس میں ایک صاع ((یعنی تین کلو 18 گرام)) پانی آ جائے۔۔۔۔

سوال::: اگر کنوئیں سے ایسے ڈول کے ذریعے پانی نکالا جائے جس میں ایک ہی دفعہ بیس ڈول کے برابر پانی آ جائے تو کیا یہ طریقہ جائز ہے؟؟؟

جواب::: جی ہاں،، کیونکہ مقصود حاصل ہو گیا ہے۔۔۔۔۔

سوال::: اگر کنوئیں میں بکری، آدمی یا کتا گر کر مر جائے تو کیا حکم ہو گا؟؟؟

جواب::: اگر کنوئیں میں آدمی، بکری یا کتا گر کر مر گیا تو مکمل کنواں خالی کیا جائے گا کیونکہ جب زمزم کے کنوئیں میں ایک حبشی گر کر مر گیا تھا تو حضرت ابن زبیر اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے پورا کنواں خالی کرنے کا فتویٰ دیا تھا۔۔۔۔۔۔

سوال::: اگر کنوئیں میں کوئی حیوان گر کر مر گیا اور اس کا جسم پھول یا پھٹ گیا تو کنواں کس طرح پاک ہو گا؟؟؟

جواب::: اگر کنوئیں میں کوئی حیوان گر کر مر گیا اور اس کا جسم پھول یا پھٹ گیا تو مکمل کنواں خالی کیا جائے گا چاہے وہ حیوان بڑا ہو یا چھوٹا،، کیونکہ پھولنے اور پھٹنے کی صورت میں اس کے ذرات پانی کے اجزاء کے ساتھ مل گئے ہیں،، لہذا مکمل کنواں خالی کیا جائے گا۔۔۔۔۔

سوال::: اگر کنواں بڑا ہو اور اسے مکمل خالی کرنا ممکن نہ ہو تو اس میں سے کتنا پانی نکالا جائے گا اور پانی نکالنے کا کیا طریقہ کار ہو گا؟؟؟ اختلاف آئمہ کے ساتھ بیان کریں۔۔۔۔

جواب::: امام ابو یوسف کی روایت::: امام ابو یوسف سے اس حوالے سے دو رائے منقول ہیں:::

(1) کنوئیں میں جہاں تک پانی ہے اس کی مثل لمبائی چوڑائی اور گہرائی کے اعتبار سے ایک گڑھا کھودا جائے اور کنوئیں سے پانی نکال کر اس گڑھے میں ڈالا جائے اور جب وہ گڑھا مکمل بھر جائے تو سمجھ لیا جائے کہ کنواں خالی ہو گیا اور پاک ہو گیا۔۔۔۔۔

(2) دوسرا طریقہ یہ ہے کہ کنوئیں میں ایک بانس ڈالا جائے اور دیکھا جائے کہ پانی اس بانس کے کتنے حصے تک پہنچا ہے اور وہاں ایک نشان لگا دیا جائے اور پھر فورا کنوئیں سے دس ڈول تیزی کے ساتھ نکالنے کے بعد بانس دوبارہ کنوئیں میں ڈالا جائے اور دیکھا جائے کہ کتنا پانی کم ہوا ہے اور پھر اسی کی مثل پانی نکالا جائے،، مثلاً اگر کنوئیں میں دس فٹ تک پانی ہے اور دس ڈول نکالنے کے بعد ایک فٹ پانی کم ہو گیا تو معلوم ہوا کہ کنوئیں میں سو ڈول پانی ہے لہذا سو ڈول نکالنے سے کنواں پاک ہو جائے گا۔۔۔۔۔۔

امام محمد کی روایت::: امام محمد فرماتے ہیں کہ دو سو سے لے کر تین سو تک ڈول نکالے جائیں گے،، لیکن امام محمد کی یہ روایت ان کے اپنے شہر بغداد کے لیے ہے کیونکہ بغداد کے کنوؤں میں عام طور پر دو سو سے لے کر تین سو ڈول پانی ہوتا تھا اس لیے یہ روایت ہر شہر کے لیے معتبر نہیں۔۔۔۔۔

امام اعظم کی روایت::: امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اتنا پانی نکالا جائے کہ پانی نکالنے والے تھک جائیں۔۔۔۔

بعض فقہاء کی رائے::: بعض کا کہنا ہے کہ ایسے دو مرد جو عادل ہوں اور ماہر ہوں تو پانی نکالنے میں ان کی رائے کا اعتبار ہو گا یعنی جتنی مقدار وہ بتا دیں اس کنوئیں سے اتنا پانی نکال لیا جائے تو کنواں پاک ہو جائے گا۔۔۔۔۔۔

سوال::: اگر کنوئیں میں چوہا یا کوئی اور جاندار گر کر مر گیا اور یہ نہیں پتا کہ کب سے مرا ہوا ہے لیکن لوگ اس کا پانی استعمال کرتے رہے،، تو کتنے دنوں کی نمازوں کا اعادہ کیا جائے گا؟؟؟

اختلاف آئمہ مع دلائل بیان کریں۔۔۔۔۔

جواب::: اس مسئلہ میں صاحبین اور امام اعظم کا اختلاف ہے۔۔۔

صاحبین کا مؤقف اور دلیل::: صاحبین فرماتے ہیں کہ لوگوں پر کسی بھی چیز کا اعادہ واجب نہیں ہے کیونکہ جانور گرنے سے پہلے کنواں بالیقین پاک تھا اور جانور گرنے کے بعد ناپاک ہو گیا اور یہ نہیں پتا کب سے ناپاک ہے لہذا شک یقین کے ذریعے زائل نہیں ہو سکتا۔۔۔۔۔

صاحبین اپنے مؤقف پہ دوسری دلیل دیتے ہوئے اس مسئلہ کو کپڑے والے مسئلہ پہ قیاس کرتے ہیں کہ اگر کسی شخص کے کپڑوں پہ نجاست لگی ہوئی ہے اور وہ یہ نہیں جانتا کہ یہ نجاست کب سے لگی ہوئی ہے تو اس پہ کسی چیز کا اعادہ واجب نہیں ہوگا،، لہذا صاحبین کنوئیں والے مسئلہ کو اس کپڑے والے مسئلہ پہ قیاس کر کے حکم لگاتے ہیں کہ کسی بھی چیز کا اعادہ نہیں کیا جائے گا جب تک یقین نہ ہو جائے کہ کنواں کب سے ناپاک ہے۔۔۔۔۔۔

امام اعظم کا مؤقف اور دلیل::: امام اعظم فرماتے ہیں کہ اگر جانور مرا ہے اور ابھی تک پھولا یا پھٹا نہیں ہے تو ایک دن اور ایک رات کی نمازوں کا اعادہ کیا جائے گا اور اگر جانور پھول گیا ہے یا پھٹ گیا ہے تو تین دن اور تین راتوں کی نمازوں کا اعادہ کیا جائے گا کیونکہ جانور کی موت کا سبب کنوئیں میں گر کر مرنا ہے اور اس جانور کا پھولنا یا پھٹنا اس بات کی دلیل ہے کہ اسے مرے کافی دیر ہو گئی ہے اور تقادم کی کم از کم مدت تین دن اور تین رات ہے لہذا اس صورت میں تین دن اور تین راتوں کی نمازوں کا اعادہ کیا جائے گا اور جانور کے جسم کا نہ پھولنا اس بات کی دلیل ہے کہ اسے مرے ہوئے زیادہ دیر نہیں گزری اور مقادیر کی کم از کم مدت ایک دن اور ایک رات ہوتی ہے لہذا اس صورت میں ایک دن اور ایک رات کی نمازوں کا اعادہ کیا جائے گا۔۔۔۔۔

صاحبین کے قیاس کا رد::: صاحبین نے کنوئیں والے مسئلہ کو کپڑے والے مسئلہ پہ قیاس کرتے ہوئے حکم لگایا تھا کہ کسی بھی چیز کا اعادہ نہیں کیا جائے گا ان کا یہ قیاس کرنا درست نہیں۔۔۔اس کی دو وجوہات ہیں:::

(1) کپڑے والا مسئلہ بھی اختلافی ہے،، امام اعظم کے نزدیک کپڑے والا مسئلہ کچھ یوں ہے کہ اگر نجاست خشک ہو چکی ہے تو یہ اس بات پہ دلیل ہے کہ نجاست لگے کافی دیر ہو چکی ہے لہذا تین دن اور تین راتوں کی نمازوں کا اعادہ کیا جائے گا اور اگر نجاست تر ہے تو اس بات پر دلالت کر رہی ہے کہ نجاست زیادہ پرانی نہیں ہے لہذا ایک دن اور رات کی نمازوں کا اعادہ کیا جائے گا۔۔۔۔

(2) اگر کپڑے والے مسئلہ کو اتفاقی مسئلہ بھی تسلیم کر لیا جائے تب بھی قیاس درست نہیں کیونکہ کپڑا ہر وقت بندے کی نظروں کے سامنے ہوتا ہے جبکہ کنواں غائب ہوتا ہے لہذا کپڑے کو کنوئیں پہ قیاس نہیں کیا جا سکتا۔۔۔۔۔۔

((فصل فی الآسار وغیرھا))

سوال::: تمام جانداروں کے پسینے کو کس پہ قیاس کیا جائے گا؟؟؟

جواب::: تمام جانداروں کے پسینے کو ان کے جوٹھے پہ قیاس کیا جائے گا کیونکہ یہ دونوں چیزیں ((یعنی پسینہ اور جوٹھا)) گوشت سے پیدا ہوتا ہے لہذا جو حکم جوٹھے کا ہوگا وہی حکم پسینے کا ہوگا۔۔۔۔

سوال::: انسان اور حلال جانوروں کے جوٹھے کے بارے میں کیا حکم ہے؟؟؟

جواب::: آدمی اور حلال جانوروں کا جوٹھا پاک ہے کیونکہ جوٹھے میں لعاب ملا ہوتا ہے اور یہ لعاب پاک گوشت سے پیدا ہوا ہے لہذا آدمی اور حلال جانوروں کا جوٹھا پاک ہوگا،، جنبی مرد، حائضہ عورت اور کافر کا جوٹھا بھی پاک ہے۔۔۔۔

سوال::: کتے کے جوٹھے کا کیا حکم ہے اور جس برتن سے کتا پانی پی لے وہ برتن کتنی دفعہ دھونے کے بعد پاک ہوگا؟؟؟ دلیل کے ساتھ بیان کریں۔۔۔اختلاف آئمہ بھی سپرد قلم کریں۔۔۔۔

جواب::: کتے کا جوٹھا ناپاک ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ """کتے کے منہ ڈالنے سے برتن تین بار دھویا جائے""" اور جب کتا پانی پیتا ہے تو اس کی زبان پانی سے ملتی ہے نہ کہ برتن کے ساتھ،، تو جب برتن ناپاک ہو گیا تب پانی بدرجہ اولیٰ ناپاک ہوگا۔۔۔۔

یہ حدیث امام مالک اور امام شافعی کے خلاف ہماری دلیل بنتی ہے کہ امام مالک کے نزدیک کتے کا جوٹھا ناپاک نہیں ہے پس ان کا اس حدیث میں رد ہو گیا اور امام شافعی فرماتے ہیں کہ جس برتن میں کتا منہ ڈال لے اسے سات دفعہ دھویا جائے گا لیکن اس حدیث میں آیا ہے کہ تین دفعہ دھویا جائے لہذا امام شافعی کا بھی رد ہو گیا،، امام شافعی کے رد پہ ایک اور عقلی دلیل یہ بھی ہے کہ وہ کپڑا جس پہ کتے کا پیشاب لگ جائے اسے تین دفعہ دھویا جائے تو وہ پاک ہو جائے گا اور جس برتن میں کتا منہ ڈال لے وہ تو تین دفعہ دھونے سے بدرجہ اولی پاک ہو جائے گا۔۔۔۔

امام شافعی جس حدیث سے دلیل پکڑ کر سات دفعہ برتن دھونے کا حکم لگاتے ہیں وہ حدیث ابتداء اسلام پر محمول ہے لہذا وہ بعد میں منسوخ ہو گئی ہے۔۔۔۔

سوال::: خنزیر کے جوٹھے کا کیا حکم ہے؟؟؟

جواب::: خنزیر کا جوٹھا ناپاک ہے کیونکہ وہ نجس العین ہے۔۔۔۔

سوال::: درندوں کے جوٹھے پانی کے بارے میں احناف اور شوافع کا کیا مؤقف ہے؟؟؟

جواب:::

شوافع کا مؤقف::: امام شافعی فرماتے ہیں کہ کتے اور خنزیر کے علاوہ تمام درندوں کا جوٹھا پاک ہے۔۔۔

احناف کا مؤقف::: احناف کہتے ہیں کہ تمام درندوں کا جوٹھا ناپاک ہے کیونکہ درندوں کا گوشت ناپاک ہے اور ناپاک گوشت سے ناپاک لعاب پیدا ہو کر جوٹھے میں ملتا ہے لہذا ثابت ہوا کہ درندوں کا جوٹھا ناپاک ہے۔۔۔۔۔۔

سوال::: بلی کے جوٹھے کے بارے میں آئمہ کرام کے مؤقفات مع دلائل بیان کریں۔۔۔۔

جواب:::

امام ابو یوسف کا مؤقف::: آپ فرماتے ہیں کہ بلی کا جوٹھا پاک ہے اور غیر مکروہ ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلی کے لیے اپنا برتن جھکاتے تھے تو وہ بلی اس برتن سے پانی پیتی تھی پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پانی سے وضو فرماتے تھے۔۔۔۔۔

طرفین کا مؤقف اور دلیل::: ان کا کہنا ہے کہ بلی کا جوٹھا پاک ہے لیکن مکروہ ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا"""بلی درندہ ہے"""لیکن یہ گھروں میں چکر لگاتی رہتی ہے اس لیے اس کا جوٹھا پاک ہے لیکن کراہت ابھی بھی باقی ہے۔۔۔۔۔

امام ابو یوسف کا رد::: جو روایت امام ابو یوسف نے پیش کی ہے وہ روایت بلی کی حرمت کا حکم آنے سے پہلے کی ہے لہذا اس سے وہ حکم ثابت نہیں ہو سکتا جو امام ابو یوسف نے کیا ہے۔۔۔۔

سوال::: بلی کا جوٹھا مکروہ تحریمی ہے یا مکروہ تنزیہی؟؟؟

جواب::: اس میں امام طحاوی اور امام کرخی کا اختلاف ہے۔۔۔

امام طحاوی فرماتے ہیں کہ یہ کراہت اس وجہ سے ہے کہ بلی کا گوشت حرام ہے لہذا بلی کا جوٹھا مکروہ تحریمی ہے۔۔۔۔

امام کرخی فرماتے ہیں کہ یہ کراہت اس وجہ سے باقی ہے کیونکہ بلی نجاست سے نہیں بچتی لہذا یہ مکروہ تنزیہی ہے۔۔۔۔۔

سوال::: اگر بلی چوہا کھا کر فورا پانی پی لے تب اس پانی کا کیا حکم ہو گا؟؟؟

جواب::: اگر بلی نے چوہا کھا کر فورا پانی پی لیا تو وہ پانی ناپاک ہو جائے گا،، ہاں اگر کچھ دیر ٹھہر کر پانی پیا تو اس میں شیخین اور امام محمد کا اختلاف ہے۔۔۔۔

شیخین فرماتے ہیں کہ اگر چوہا کھانے کے کچھ دیر بعد اس نے پانی پیا تو وہ پانی ناپاک نہیں ہو گا بلکہ پاک ہی رہے گا کیونکہ اس نے اپنے لعاب سے اپنا منہ صاف کر لیا ہے۔۔۔۔۔

امام محمد کے نزدیک نجاست بغیر پانی کے زائل نہیں ہوتی لہذا ان کا کہنا ہے کہ اگر چوہا کھا کر تھوڑی دیر ٹھہر کر بلی نے پانی پیا تو وہ پانی ناپاک ہو جائے گا۔۔۔۔

سوال::: گندگی کھانے والی مرغی کے جوٹھے پانی کا کیا حکم ہے؟؟؟

جواب::: اس کا جوٹھا مکروہ تنزیہی ہے کیونکہ یہ نجاست سے ملی رہتی ہے،،اور اگر گندگی کھانے والی مرغی اس طرح قید کر دی جائے کہ اس کی چونچ پاؤں کے نیچے نہ پہنچ سکے تو اس کا جوٹھا مکروہ بھی نہیں ہو گا کیونکہ نجاست سے ملنے کا خوف ختم ہو گیا ہے۔۔۔۔۔

سوال::: چیر پھاڑ کرنے والے پرندوں کے جوٹھے کا حکم بیان کریں۔۔۔۔

جواب::: جس طرح گندگی کھانے والی مرغی کا جوٹھا مکروہ ہے اسی طرح چیر پھاڑ کرنے والے پرندوں کا جوٹھا بھی مکروہ ہو گا کیونکہ وہ مردار کھاتے ہیں۔۔۔

امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ اگر ایسے پرندے کا مالک اسے قید کر کے رکھے اور یہ جان لے کہ اس پرندے کی چونچ میں گندگی نہیں ہے تب اس کا جوٹھا مکروہ نہیں ہو گا کیونکہ نجاست کا خوف زائل ہو گیا ہے۔۔۔۔

سوال::: جو حشرات الارض گھروں میں رہتے ہیں مثلاً چوہا اور سانپ وغیرہ ان کے جوٹھے کا کیا حکم ہے؟؟؟

جواب::: سانپ اور چوہے وغیرہ کا جوٹھا مکروہ ہے،،وجہ یہ ہے کہ ان کا گوشت حرام ہے جس کی وجہ سے ان کا جوٹھا بھی نجس ہو گیا لیکن یہ حشرات گھروں میں چکر لگاتے رہتے ہیں لہذا نجاست والا حکم ساقط ہو گیا لیکن کراہت ابھی بھی باقی ہے لہذا ان کا جوٹھا مکروہ ہے۔۔۔۔۔

سوال::: گدھے اور خچر کے جوٹھے کا حکم بیان کریں۔۔۔نیز اختلاف آئمہ مع دلائل تفصیل سے بیان کریں۔۔۔

جواب::: ((جواب سے پہلے ایک بات سمجھ لیں یہاں گدھے سے مراد پالتو گدھا ہے نہ کہ جنگلی گدھا یعنی زیبرا،،اور خچر سے مراد وہ خچر ہے جس کی ماں گدھی ہے اور ایسا خچر جس کی ماں گھوڑی ہو تب اس کا جوٹھا پاک ہو گا))۔۔۔۔۔

گدھے اور خچر کے جوٹھے میں شک ہے،،اب یہ شک دو طرح کا ہے:::

(1) پہلا قول یہ ہے کہ ان کے جوٹھے کے پاک ہونے میں شک ہے،،اگر گدھے اور خچر کا جوٹھا پانی پاک ہوتا تو جب تک اس پانی پر ان کا لعاب غالب نہ آ جائے وہ پانی پاک کرنے والا بھی ہوتا جبکہ ایسا نہیں ہے لہذا ان کے جوٹھے کے پاک ہونے میں شک ہے۔۔۔۔۔۔

(2) دوسرا قول یہ ہے کہ ان کا جوٹھا پانی پاک تو ہے لیکن اس بات میں شک ہے کہ وہ پانی آگے کسی چیز کو پاک کر سکتا ہے یا نہیں،،پاک ہونے کی دلیل یہ ہے کہ اگر کوئی شخص ان کے جوٹھے پانی سے سر کا مسح کرلے اور اس کے بعد اسے ماء مطلق مل جائے تو اس شخص پہ سر کا دھونا واجب نہیں ہے لہذا ثابت ہوا کہ ان کا جوٹھا پاک ہے کیونکہ اگر یہ جوٹھا ناپاک ہوتا تو ماء مطلق ملنے کے بعد اس شخص پہ سر کو دھونا واجب ہوتا((جس طرح جوٹھا پانی پاک ہے اسی طرح ان کا دودھ اور پسینہ بھی پاک ہے اور امام محمد نے اس پہ نص بھی وارد کی ہے))،،لیکن شک اس بات میں ہے کہ ان کا جوٹھا پانی آگے کسی کو پاک کر سکتا ہے یا نہیں۔۔۔۔۔۔

اس شک کے دو سبب ہیں:::

(1) گدھے اور خچر کے حلال یا حرام ہونے میں دلائل کا تعارض ہونا۔۔۔۔

(2) شک کا دوسرا سبب ان کے جوٹھے پانی کے پاک یا ناپاک ہونے کے بارے میں صحابہ کرام کا اختلاف ہے۔۔۔۔

ان دو اسباب کی وجہ سے یہ شک پیدا ہوا ہے۔۔۔۔۔

امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے حرمت اور نجاست والی دلیل کو ترجیح دیتے ہوئے حکم لگایا ہے کہ ان کا جوٹھا ناپاک ہے۔۔۔۔۔۔

سوال::: اگر گدھے اور خچر کے جوٹھے پانی کے علاوہ پانی نہ ہو تو اس صورت میں اس جوٹھے پانی سے وضو کیا جائے گا یا مٹی سے تیمم کیا جائے گا؟؟؟

جواب::: اگر ان کے جوٹھے پانی کے علاوہ پانی نہ ہو تو اس صورت میں وضو بھی کیا جائے گا اور تیمم بھی کیا جائے گا،،اب وضو اور تیمم میں سے مقدم کس کو کرنا ہے اس بات میں آئمہ کا اختلاف ہے:::

امام زفر کا مؤقف اور دلیل::: آپ فرماتے ہیں کہ وضو کو مقدم کیا جائے گا کیونکہ وہ پانی واجب الاستعمال ہے پس وہ ماء مطلق کے مشابہ ہو گیا ہے لہذا اسے تیمم پہ مقدم کیا جائے گا۔۔۔۔

دیگر آئمہ احناف کا مؤقف اور دلیل::: دیگر آئمہ کرام فرماتے ہیں کہ گدھے اور خچر کے جوٹھے پانی اور مٹی میں سے کوئی ایک چیز پاک کرنے والی ہے لہذا وضو یا تیمم میں سے جسے چاہے مقدم کر لیں مقصود حاصل ہو جائے گا۔۔۔۔۔۔

سوال::: گھوڑے کے جوٹھے کا حکم بیان کریں۔۔۔۔۔

جواب::: صاحبین کے نزدیک گھوڑے کا جوٹھا پاک ہے کیونکہ حقیقت میں وہ ایک حلال جانور ہے اور اس کا گوشت اس کے شرف کے اظہار کے لیے مکروہ قرار دیا گیا،،اور امام اعظم کی صحیح روایت بھی یہی ہے کہ گھوڑے کا جوٹھا پاک ہے۔۔۔۔۔

سوال::: اگر کسی کے پاس کھجور کی نبیذ کے علاوہ کوئی اور پانی نہ ہو تو اس صورت میں وضو کیا جائے گا یا تیمم کیا جائے گا؟؟؟اختلاف آئمہ مع دلائل بیان کریں۔۔۔

جواب::: اس مسئلہ میں امام اعظم،امام ابو یوسف اور امام محمد کا آپس میں اختلاف ہے۔۔۔۔

امام اعظم کا مؤقف اور دلیل::: امام اعظم فرماتے ہیں کہ اس صورت میں تیمم نہیں کیا جائے گا بلکہ اس نبیذ سے وضو کر لیا جائے گا،،دلیل یہ ہے کہ لیلۃ الجن والی رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ماء مطلق نہ ہونے کی صورت میں کھجور کی نبیذ سے وضو کیا تھا۔۔۔

امام ابو یوسف کا مؤقف اور دلیل::: آپ فرماتے ہیں کہ اس صورت میں نبیذ سے وضو نہیں کیا جائے گا بلکہ تیمم کر لیا جائے گا۔۔۔امام شافعی کا بھی یہی مؤقف ہے اور امام اعظم بھی اپنی ایک روایت میں اسی طرح فرماتے ہیں۔۔۔۔

امام ابو یوسف اپنے مؤقف پہ اور امام اعظم کے رد پہ دو دلائل دیتے ہیں:::

(1) قرآن کریم میں آیا ہے کہ جب تم پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمم کرو،،نبیذ ماء مطلق نہیں ہے لہذا یہاں لیلۃ الجن والی حدیث پہ عمل کر کے وضو نہیں کیا جائے گا بلکہ کتاب اللہ پہ عمل کرتے ہوئے تیمم کیا جائے گا اور کیونکہ آیت مبارکہ کا مرتبہ حدیث سے اونچا ہے لہذا کتاب اللہ کے مقابلے میں حدیث کو چھوڑ دیا جائے گا۔۔۔۔

(2) امام اعظم نے جو لیلۃ الجن والی حدیث پیش کی ہے وہ آیت تیمم کی وجہ سے منسوخ ہے کیونکہ آیت تیمم مدنیہ ہے جبکہ لیلۃ الجن والی حدیث مکی ہے یعنی یہ واقعہ مکہ میں پیش آیا تھا لہذا یہ حدیث منسوخ ہے۔۔۔۔۔

امام محمد کا مؤقف اور دلائل:::: آپ فرماتے ہیں کہ اس نبیذ سے وضو بھی کیا جائے گا اور مٹی سے تیمم بھی کیا جائے گا۔۔۔۔۔

اب امام محمد """امام اعظم"""کا رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ نبیذ سے صرف وضو کرنا کفایت نہیں کرے گا کیونکہ اس حدیث میں اضطراب ہے لہذا وضو کے ساتھ ساتھ تیمم بھی کیا جائے گا،،اب امام محمد """امام ابو یوسف"""کا رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ محض تیمم بھی کافی نہیں رہے گا کیونکہ تاریخ مجہول ہے لہذا یہ بات یقینی نہیں ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے،،اس وجہ سے احتیاطاً تیمم کے ساتھ ساتھ وضو بھی کیا جائے گا۔۔۔۔۔

امام اعظم کی جانب سے صاحبین کا رد::: امام ابو یوسف نے کہا تھا کہ لیلۃ الجن والی حدیث کی ہے جبکہ تیمم والی آیت مدنی ہے لہذا حدیث منسوخ ہے،، ان کا یہ کہنا درست نہیں ہے کیونکہ یہ جنات والا واقعہ ایک دفعہ نہیں بلکہ چھ مرتبہ پیش آیا ہے۔۔۔۔۔

امام محمد کا کہنا تھا کہ لیلۃ الجن والی حدیث میں اضطراب ہے لہذا محض نبیذ کے ساتھ وضو کرنا کافی نہیں بلکہ تیمم بھی کرنا پڑے گا ان کی یہ بات درست نہیں کیونکہ یہ حدیث مشہور ہے اور صحابہ نے اس پہ عمل کیا ہے اور حدیث مشہور کے ذریعے کتاب اللہ پہ زیادتی کرنا جائز ہے۔۔۔۔۔

سوال::: کیا کھجور کی نبیذ سے غسل کرنا جائز ہے؟؟؟

جواب::: اس کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وضو پہ قیاس کرتے ہوئے نبیذ تمر سے غسل کرنا امام اعظم کے نزدیک جائز ہے،، اور ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ جائز نہیں ہے کیونکہ وضو حدث اصغر کی وجہ سے کیا جاتا ہے اور غسل حدث اکبر کی وجہ سے کیا جاتا ہے یعنی غسل کا مرتبہ وضو سے اونچا ہے لہذا کھجور کی نبیذ سے غسل کرنا جائز نہیں ہے۔۔۔۔۔

سوال::: کون سی نبیذ کے بارے میں آئمہ کرام نے اختلاف کیا ہے؟؟؟

جواب::: وہ نبیذ جو میٹھی ہو، پتلی ہو اور پانی کی طرح اعضاء پہ بہ جائے اس نبیذ کے بارے میں اختلاف ہے کہ اس سے وضو کرنا جائز ہے یا نہیں،، ہاں وہ نبیذ جو گاڑھی ہو جائے وہ حرام ہو جائے گی اور اس سے بالاتفاق وضو کرنا ناجائز ہے۔۔۔۔۔

اگر کسی نبیذ کو آگ سے پکا لیا گیا تو جب تک وہ میٹھی ((اور پتلی)) ہے تب تک وہ مختلف فیہ ہے۔۔۔ اگر نبیذ آگ پر پکانے سے گاڑھی ہو گئی تو امام اعظم کے نزدیک اس سے وضو کرنا جائز ہے کیونکہ ان کے نزدیک اس کا پینا حلال ہے،، امام محمد کے نزدیک اس نبیذ سے وضو نہیں کیا جائے گا یعنی جو آگ پر پکانے سے گاڑھی ہو گئی کیونکہ ان کے نزدیک اس کا پینا حرام ہے۔۔۔۔۔

کھجور کی نبیذ کے علاوہ بقیہ کسی بھی چیز کی نبیذ سے وضو کرنا جائز نہیں۔۔۔۔۔

((باب التیمم))

سوال::: کس کے لیے تیمم کرنا جائز ہے؟؟؟ دلائل کے ساتھ بیان کریں۔۔۔۔۔

جواب::: اگر کوئی شخص مسافر ہو یا شہر سے باہر ہو اور اس کے پاس پانی نہ ہو،، اس کے اور پانی کے درمیان ایک میل یا اس سے زیادہ فاصلہ ہو تو وہ شخص پاک مٹی سے تیمم کر سکتا ہے۔۔۔۔

دلائل::: اللہ پاک کا فرمان ہے:::

فلم تجدوا ماء فتیمموا صعیدا طیبا

ترجمہ::: پس ((اگر)) تم پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمم کرو۔۔۔۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:::

جب تک مسلمان پانی نہ پائے تب تک مٹی اس کے لیے طہارت ہے اگرچہ وہ دس سال تک پانی نہ پائے۔۔۔۔۔

سوال::: کوئی شخص پانی سے کتنا دور ہو تو اسے تیمم کی اجازت ملے گی؟؟؟

جواب::: اگر کوئی شخص پانی سے ایک میل کے فاصلے پہ ہو تو وہ تیمم کر سکتا ہے کیونکہ اگر وہ ایک میل سفر کر کے پانی تک جائے گا تو اس صورت میں حرج لاحق ہو گا،، اور یہی مقدار ((یعنی ایک میل)) مختار ہے،، اس کے علاوہ صاحبین نے اپنی اپنی مقدار بیان کی ہے لیکن ایک میل کی مقدار مختار ہے۔۔۔۔۔

سوال::: تیمم کے جائز ہونے میں مسافت کا اعتبار کیا جائے گا یا نماز کے فوت ہونے کا؟؟؟

جواب::: یہاں مسافت کا اعتبار ہو گا نماز کے فوت ہونے کا اعتبار نہیں کیا جائے گا لہذا اگر کسی شخص کو نماز میں دیر ہو رہی ہو اور پانی قریب ہو تو اسے تیمم کرنے کی اجازت نہیں ہے کیونکہ تیمم کے جائز ہونے میں مسافت کا اعتبار ہے نماز کے فوت ہونے کا اعتبار نہیں۔۔۔۔۔

سوال::: اگر مریض کو خوف ہو کہ پانی استعمال کرنے سے اس کا مرض بڑھ جائے گا تو کیا اسے تیمم کی اجازت ہے؟؟؟

جواب::: جی ہاں،، دلیل یہ ہے کہ اگر دو شخص اکٹھے جا رہے ہوں اور ان میں سے ایک نے وضو کرنا ہو اور دوسرے کے پاس پانی موجود ہو اور وہ دوسرا شخص مارکیٹ ریٹ سے زیادہ قیمت پہ پانی بیچ رہا ہو تو پہلے شخص کو تیمم کرنے کی اجازت ہے کیونکہ اس کے مال کا نقصان ہو رہا ہے،، اگر وہاں مال کے نقصان کی وجہ سے تیمم کرنا جائز ہے تو مریض والی صورت میں بدرجہ اولی تیمم کرنا جائز ہو گا کیونکہ یہاں مرض بڑھنے کا خدشہ ہے اور مرض کے بڑھنے کا نقصان مال کے نقصان سے بڑا ہے لہذا مریض کو اگر خوف ہو کہ پانی کے استعمال سے اس کا مرض بڑھ جائے گا تو وہ تیمم کر سکتا ہے۔۔۔۔۔

امام شافعی کے نزدیک مریض کو تب تیمم کرنے کی اجازت ہو گی جب اسے جان جانے یا عضو کے تلف ہونے کا خوف ہو لیکن یہ مؤقف قرآن پاک کی آیت ((وان کنتم مرضی)) کی وجہ سے مردود ہے۔۔۔۔۔

سوال::: اگر جنبی شخص کو خوف ہو کہ اگر وہ نہائے گا تو سردی کی وجہ سے مر جائے گا یا بیمار ہو جائے گا تو کیا اسے تیمم کرنے کی اجازت ہے؟؟؟ اختلاف ائمہ کے ساتھ بیان کریں۔۔۔

جواب:::

امام اعظم کا مؤقف::: امام اعظم کے نزدیک اس صورت میں جنبی تیمم کر سکتا ہے اگرچہ شہر میں ہو یا شہر سے باہر ہو کیونکہ اس کا عجز حقیقی طور پر ثابت ہے۔۔۔۔

صاحبین کا مؤقف::: صاحبین اور صاحب ہدایہ کا کہنا ہے کہ اس صورت میں اگر وہ شہر سے باہر ہے تب تیمم کرنے کی اجازت ہو گی اور اگر شہر میں ہو تو تیمم نہیں کر سکتا کیونکہ شہر میں ایسی صورت نادر الوقوع ہے ((یعنی شہر میں بندہ لکڑیاں لے کر پانی گرم کر سکتا ہے یا اس کے علاوہ کوئی اور راستہ بھی ہو سکتا ہے لہذا اگر وہ شہر میں ہو گا تو اسے غسل ہی کرنا پڑے گا تیمم کی اجازت نہیں ہو گی))۔۔۔۔۔۔۔

سوال::: تیمم کا طریقہ بیان کریں۔۔۔

جواب::: تیمم دو ضربیں ہیں:::

(1) ایک ضرب سے چہرے کا مسح کرنا ہے

(2) دوسری ضرب سے دونوں ہاتھوں کا کہنیوں تک مسح کرنا ہے۔۔۔

اس کی دلیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے "" تیمم دو ضربیں ہیں،، ایک ضرب چہرے کے لیے اور ایک ضرب دونوں ہاتھوں کے لیے ""۔۔۔

تیمم کرنے والا اپنے ہاتھوں کو زمین پہ مار کر اس قدر جھاڑے کہ ہاتھوں سے مٹی جھڑ جائے تاکہ اس کی شکل میں بگاڑ پیدا نہ ہو۔۔

سوال:::

کیا تیمم میں استیعاب ضروری ہے؟؟؟

جواب:::

چونکہ تیمم وضو کے قائم مقام ہے اور وضو میں استیعاب شرط ہے یعنی عضو کا کوئی بھی حصہ بغیر دھوئے نہ رہے اسی طرح تیمم میں بھی ظاہر الروایہ کے مطابق استیعاب شرط ہے اسی وجہ سے فقہاء نے کہا ہے کہ وہ اپنی انگلیوں کا خلال کرے اور اگر انگوٹھی پہنی ہوئی ہے تو اسے حرکت دے تاکہ مسح پورا ہو جائے۔۔۔۔

سوال::: جس طرح حدث اصغر سے پاکی حاصل کرنے کے لیے تیمم جائز ہے کیا حدث اکبر یعنی جنابت سے بھی تیمم کر کے پاک ہوا جا سکتا ہے؟؟؟ نیز کیا حیض و نفاس والی عورت بھی پاک ہونے کے لیے تیمم کر سکتی ہے؟؟؟

جواب::: حدث اصغر اور اکبر دونوں سے پاک ہونے کے لیے تیمم کیا جا سکتا ہے اور اسی طرح حیض و نفاس والی عورت بھی پاکی حاصل کرنے کے لیے تیمم کر سکتی ہے کیونکہ ایک قوم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوئی اور انہوں نے کہا::: ہم ریگستان میں رہتے ہیں اور ایک یا دو ماہ تک ہمیں پانی نہیں ملتا اور ہم میں جنبی اور حیض و نفاس والی عورتیں بھی ہوتی ہیں ((تو ہمارے لیے کیا حکم ہے؟؟؟ یعنی ہم کس طرح پاک ہوں؟؟؟)) تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا """تم پر تمہاری زمین لازم ہے""" ((یعنی تم مٹی سے تیمم کر سکتے ہو))۔۔۔۔۔۔

سوال::: کس کس چیز سے تیمم کر سکتے ہیں؟؟؟ اختلاف آئمہ مع دلائل بیان کریں۔۔۔۔

جواب::: اس بارے میں آئمہ کا اختلاف ہے،، مختلف مؤقفات اور ان کے دلائل درج ذیل ہیں:::

امام ابو یوسف کا مؤقف اور دلیل::: آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صرف مٹی اور ریت سے تیمم کرنا جائز ہے۔۔۔۔

مٹی کی دلیل آیت تیمم ہے ((فتیمموا صعیدا طیبا)) اور ریت سے تیمم کے جائز ہونے کو امام ابو یوسف نے سابقہ حدیث سے ثابت کیا ہے جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ریگستان والوں کو ان کی زمین سے تیمم کرنے کا حکم دیا ہے۔۔۔۔۔

امام شافعی کا مؤقف اور دلیل::: امام شافعی کہتے ہیں کہ صرف اگانے والی مٹی سے تیمم کرنا جائز ہے،، ان کی دلیل بھی آیت تیمم ہے:::

فتیمموا صعیدا طیبا

پس تم پاک مٹی یعنی اگانے والی مٹی سے تیمم کرو۔۔۔۔

حضرت ابن عباس کا بھی یہی قول ہے اور امام ابو یوسف نے بھی اپنی ایک روایت میں یہی مؤقف اختیار کیا ہے کہ صرف اگانے والی مٹی سے تیمم جائز ہے لیکن اس قول سے انہوں نے رجوع کر لیا تھا اور ان کا مؤقف اوپر ذکر ہو چکا ہے۔۔۔۔۔

طرفین کا مؤقف اور دلیل::: امام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک ہر وہ چیز جو زمین کی جنس سے ہے اس سے تیمم کرنا جائز ہے مثلا::: مٹی، ریت، پتھر، گچ، چونا، سرمہ، ہڑتال وغیرہ۔۔۔۔

طرفین کی دلیل ہے کہ آیت تیمم میں لفظ """صعید""" آیا ہے تو صعید زمین کی بالائی سطح کا نام ہے اور چونکہ بالائی حصہ بلند اور اونچا ہے اس لیے اس کا نام """صعید""" رکھا گیا ہے،، آیت میں مذکور لفظ """طیب""" کا مطلب طاہر، حلال اور منبت تینوں ہیں اور یہاں طہارت کی بات ہو رہی ہے لہذا """طاہر""" مطلب زیادہ مناسب رہے گا یا یہاں طیب کا مطلب طاہر بالاجماع مراد ہے اور اس کا مطلب """منبت""" کرنا درست نہیں۔۔۔۔

الحاصل یہ کہ کوئی بھی چیز جو زمین کی جنس میں سے ہو اور پاک ہو اس سے تیمم کرنا جائز ہے۔۔۔۔۔

سوال::: جس چیز سے تیمم کرنا ہے کیا اس پہ غبار کا ہونا شرط ہے؟؟؟

جواب::: امام اعظم کے نزدیک اس پہ غبار کا ہونا شرط نہیں کیونکہ آیت مطلق ہے،، لہذا اس پہ غبار ہو یا نہ ہو اس سے تیمم کر سکتے ہیں۔۔۔۔۔

سوال::: اگر مٹی سے تیمم کرنے پہ قدرت ہونے کے باوجود کوئی شخص محض غبار سے تیمم کر لے تو کیا اس کا تیمم ہو جائے گا؟؟؟

جواب::: طرفین کے نزدیک اس شخص کا تیمم ہو جائے گا کیونکہ غبار پتلی مٹی کو کہتے ہیں۔۔۔۔

سوال::: تیمم میں نیت کا کیا حکم ہے؟؟؟اختلاف آئمہ مع دلائل بیان کریں۔۔۔۔

جواب::: اس بارے میں امام زفر اور دیگر آئمہ احناف کا اختلاف ہے۔۔۔۔

امام زفر کا مؤقف اور دلیل::: آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تیمم میں نیت کرنا فرض نہیں ہے،، کیونکہ تیمم وضو کا نائب ہے یعنی وضو اصل ہے اور تیمم نائب یا تابع ہے،، چونکہ وضو میں نیت کرنا فرض نہیں ہے لہذا اس کے نائب یعنی تیمم میں بھی نیت کرنا فرض نہیں۔۔۔۔۔۔

دیگر آئمہ احناف کا مؤقف اور دلیل::: ان کے نزدیک تیمم میں نیت کرنا فرض ہے اور اس کے دو دلائل ہیں:::

(1) تیمم کا لغوی مطلب ہے قصد اور ارادہ کرنا اور شریعت میں لغوی معنی کا بھی لحاظ رکھا جاتا ہے اس لیے تیمم میں نیت کرنا فرض ہے۔۔۔۔

(2) وضو میں نیت کرنا اس لیے فرض نہیں کیونکہ وضو پانی سے ہوتا ہے اور پانی بذات خود مطہر ((یعنی پاک کرنے والا)) ہے جبکہ مٹی بذات خود پاک کرنے والی نہیں ہے بلکہ یہ اسی وقت پاک کرے گی جب پہلے سے نیت کی جائے گی لہذا تیمم میں نیت کرنا فرض ہے۔۔۔۔۔۔۔

سوال::: اگر تیمم کرتے ہوئے پاکی حاصل کرنے یا استباحت صلوۃ کی نیت کی ((یعنی اس نیت سے تیمم کیا کہ تیمم کرنے کے بعد اس کے لیے نماز پڑھنا جائز ہو جائے گا)) تو کیا تیمم کفایت کر جائے گا؟؟؟

جواب::: اگر صرف پاکی حاصل کرنے یا استباحت صلوۃ کی نیت کی تو تیمم کفایت کر جائے گا علیحدہ سے حدث یا جنابت دور کرنے کی نیت کرنا ضروری نہیں۔۔۔۔۔

سوال::: اگر نصرانی اسلام لانے کے ارادے سے تیمم کرے اور مسلمان ہو جائے تو کیا اس کا تیمم معتبر ہو گا؟؟؟

جواب::: اس مسئلہ میں طرفین اور امام ابو یوسف کا اختلاف ہے۔۔۔۔

امام ابو یوسف کا مؤقف اور دلیل::: امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ اگر وہ اسلام لانے کے لیے تیمم کرے اور مسلمان ہو جائے تو اس کا تیمم معتبر ہو گا ((یعنی وہ اس تیمم کی بناء پر نماز وغیرہ پڑھ سکتا ہے))۔۔۔۔

دلیل یہ ہے کہ اس نے قربت مقصودہ کی نیت کی کیونکہ اسلام سب سے بڑی قربت یعنی عبادت ہے اور مقصودہ یوں ہے کہ یہ کسی کے ضمن میں نہیں ہے اور جو تیمم قربت مقصودہ کے لیے کیا جائے وہ معتبر ہوتا ہے۔۔۔اور اگر کوئی مسلمان مسجد میں داخل ہونے یا قرآن کریم چھونے کے لیے تیمم کرے گا تو اس کا تیمم معتبر نہیں ہے لہذا وہ اس تیمم سے نماز نہیں پڑھ سکتا کیونکہ مسجد میں داخل ہونا اور قرآن چھونا قربت مقصودہ نہیں ہے۔۔۔۔۔۔۔

طرفین کا مؤقف اور دلیل::: طرفین کا کہنا ہے کہ اس کا تیمم معتبر نہیں ہو گا۔۔۔

دلیل یہ ہے کہ مٹی اس وقت پاک کرتی ہے جب ایسی عبادت مقصودہ کی نیت کی جائے جو بغیر طہارت کے درست نہ ہو جبکہ اسلام ایسی قربت مقصودہ ہے جو بغیر طہارت کے بھی درست ہے بخلاف سجدہ تلاوت کے،، سجدہ تلاوت ایسی قربت مقصودہ ہے جو بغیر طہارت کے درست نہیں لہذا اگر سجدہ تلاوت کی نیت سے تیمم کیا تو وہ معتبر ہو گا اور اس تیمم کی بناء پر متیمم نماز وغیرہ پڑھ سکتا ہے۔۔۔

سوال::: اگر نصرانی نے وضو کیا اور اس کا ارادہ اسلام لانے کا نہیں تھا لیکن پھر وہ اسلام لے آیا تو کیا اس کا وضو معتبر ہو گا؟؟؟

جواب::: اس میں شوافع اور احناف کا اختلاف ہے۔۔۔

شوافع کا مؤقف اور دلیل::: امام شافعی کے نزدیک اس کا وضو معتبر نہیں ہو گا کیونکہ ان کے نزدیک وضو میں نیت کرنا ضروری ہے اور نصرانی نیت کا اہل نہیں ہے لہذا اس کا وضو معتبر نہیں۔۔۔۔

احناف کا مؤقف اور دلیل::: احناف کہتے ہیں کہ اس کا وضو شرعاً معتبر ہو گا لہذا وہ اگر اس وضو کی بناء پہ نماز وغیرہ پڑھنا چاہے تو پڑھ سکتا ہے کیونکہ ہمارے نزدیک وضو میں نیت شرط نہیں۔۔۔۔

سوال::: اگر مسلمان نے تیمم کیا پھر معاذاللہ مرتد ہو گیا اور الحمدللہ پھر مسلمان ہو گیا تو کیا وہ اپنے تیمم پہ باقی رہے گا؟؟؟

جواب::: اس مسئلہ میں امام زفر اور دیگر آئمہ احناف کا اختلاف ہے۔۔۔۔

امام زفر کا مؤقف اور دلیل::: آپ فرماتے ہیں کہ اس کا تیمم باطل ہو گیا کیونکہ کفر تیمم کے منافی ہے اور اس میں ابتداء اور انتہاء برابر ہوں گی یعنی جس طرح ایک کافر کا ابتدائی طور پر تیمم معتبر نہیں اسی طرح انتہاء کے طور پر بھی اس کا تیمم معتبر نہیں ہو گا۔۔۔امام زفر نے اس مسئلہ کو نکاح میں محرمیت والے مسئلہ پہ قیاس کیا ہے کہ اگر ابتدائی طور پر عورت اور مرد دونوں محرم ہوں تو ان کا نکاح درست نہیں اسی طرح اگر انتہاء کے طور پر ((یعنی نکاح کے بعد)) ان کے اندر محرمیت پائی گئی تو ان کا نکاح باطل ہو جائے گا،، مثلاً دو دودھ پیتے بچوں کا نکاح کر دیا گیا اور پھر کسی عورت نے ان دونوں کو اپنا دودھ پلا دیا تو اس صورت میں ان کے درمیان حرمت رضاعت پیدا ہو گئی اور وہ آپس میں محرم بن گئے اس لیے ان کا نکاح باطل ہو جائے گا۔۔۔۔۔

دیگر احناف کا مؤقف اور دلیل::: بقیہ آئمہ کے نزدیک تیمم سے حاصل ہونے والی پاکی باقی رہے گی اور کفر کا پاکی پہ طاری ہونا اس کے منافی نہیں یعنی کفر کی وجہ سے پاکی یا طہارت ختم نہیں ہوتی جس طرح اگر کوئی شخص وضو کرے اور پھر کافر ہو جائے تو اس کا وضو باقی رہے گا کیونکہ کفر کی وجہ سے طہارت ختم نہیں ہوتی،، اور کافر کا تیمم ابتدائی طور پر اس لیے معتبر نہیں ہے کیونکہ تیمم میں نیت کرنا فرض ہے اور کافر نیت کا اہل نہیں ہے لہذا اس کا تیمم سرے سے ہی درست نہیں۔۔۔۔۔

سوال::: کس چیز سے تیمم ٹوٹ جائے گا؟؟؟

جواب::: ہر وہ چیز جس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اس سے تیمم بھی ٹوٹ جائے گا کیونکہ تیمم وضو کا نائب ہے لہذا وہ اس ((یعنی وضو)) کا حکم لے لے گا۔۔۔۔

اس کے علاوہ اگر تیمم کرنے والے نے پانی دیکھ لیا اور اس کے استعمال پہ قادر ہوا تب بھی اس کا تیمم ٹوٹ جائے گا۔۔۔قرآن پاک کی آیت """ فلم تجدوا الماء """ میں وجود سے مراد پانی پہ قدرت حاصل کرنا ہی ہے کیونکہ وہ شخص جسے اس بات کا ڈر ہو کہ اگر وہ پانی لینے گیا تو درندے کے ہاتھوں ہلاک ہو جائے گا یا دشمن اسے قتل کر دے گا یا پانی اتنا کم ہے کہ اگر اس نے وضو کیا تو پیاسا مر جائے گا،، ان تمام صورتوں میں قدرت نہیں پائی جا رہی لہذا ان صورتوں میں تیمم بھی نہیں ٹوٹے گا۔۔۔۔۔

سوال::: جس پانی کو دیکھ کر تیمم ٹوٹ جائے گا وہ پانی کتنی مقدار میں ہونا چاہیے؟؟؟

جواب::: وہ پانی اتنا ہونا چاہیے جو وضو کرنے کے لیے کافی ہو،، اس سے اگر کم پانی ہے تو اسے دیکھنے سے تیمم نہیں ٹوٹے گا بلکہ باقی رہے گا۔۔۔۔۔

سوال::: اگر کوئی شخص سویا ہوا ہے اور وہ پانی کے پاس سے گزر گیا تو کیا اس کا تیمم ٹوٹ جائے گا؟؟؟

جواب::: امام اعظم کے نزدیک سونے والا حکمی طور پر پانی پہ قادر ہے،، لہذا اگر وہ پانی کے پاس سے گزرا تو اس کا تیمم امام اعظم کے نزدیک ٹوٹ جائے گا۔۔۔۔

سوال::: کیا تیمم کرنے کے لیے مٹی کا پاک ہونا ضروری ہے؟؟؟

جواب::: جی ہاں،، پاک مٹی سے ہی تیمم کرنا چاہیے ((اگر مٹی کے علاوہ زمین کی جنس میں سے کوئی اور چیز تیمم کرنے کے لیے دستیاب ہے تو اس کا بھی پاک ہونا ضروری ہے)) کیونکہ یہ پاکی کا آلہ ہے اور آلے کا پاک ہونا ضروری ہے تاکہ آگے وہ پاکی کا آلہ بن سکے۔۔۔۔۔

سوال::: وہ شخص جس کے پاس وضو کے لیے پانی نہیں ہے،، اگر اسے امید ہو کہ مجھے پانی مل جائے گا تو کیا وہ نماز کو آخری وقت تک مؤخر کر سکتا ہے؟؟؟

جواب::: وہ شخص جسے پانی ملنے کی امید ہو اس کے لیے نماز مؤخر کرنا مستحب ہے تاکہ اکمل طہارت یعنی وضو کے ساتھ نماز ادا کر سکے،، اگر پانی نہ ملے تو پھر تیمم کر کے نماز پڑھ لے۔۔۔۔۔

شیخین کا کہنا ہے کہ اگر پانی ملنے کا ظن غالب ہو تو نماز میں تاخیر کرنا ضروری ہے کیونکہ غالب رائے متحقق کی طرح ہوتی ہے لہذا جس طرح پانی موجود ہونے کی صورت میں تیمم کی اجازت نہیں اسی طرح پانی ملنے کا ظن غالب ہو تب بھی تیمم نہیں کر سکتے بلکہ نماز کو آخری وقت تک مؤخر کیا جائے گا۔۔۔۔۔

اوپر بیان کردہ ظاہر الروایہ ((جس کے مطابق پانی ملنے کی امید ہو تو تاخیر کرنا مستحب ہے)) کی دلیل یہ ہے کہ عجز ((یعنی پانی کا نہ پایا جانا)) حقیقی طور پر ثابت ہے اور اس صورت میں تیمم کے جواز کا حکم لگایا جاتا ہے تو یہ حکم اسی وقت زائل ہو گا جب پانی موجود ہونے کا یقین ہو اور چونکہ پانی کے موجود ہونے کا یقین نہیں ہے بلکہ ظن غالب ہے لہذا نماز میں تاخیر واجب نہیں بلکہ مستحب ہو گی۔۔۔۔۔۔

سوال::: تیمم کرنے والا اپنے تیمم سے کتنی نمازیں پڑھ سکتا ہے؟؟؟

جواب::: اس مسئلہ میں شوافع اور احناف کا اختلاف ہے۔۔۔۔

شوافع کا مؤقف اور دلیل::: ان کا کہنا ہے کہ ہر فرض نماز کے لیے علیحدہ سے تیمم کیا جائے گا کیونکہ تیمم طہارت ضروریہ ہے اور جب اس سے ایک فرض ادا ہو گیا تو ضرورت پوری ہو گئی،، چنانچہ ضرورت پوری ہونے کی وجہ سے اس کا تیمم ختم ہو جائے گا اور جب اگلی نماز کا وقت آئے گا تو ضرورت دوبارہ لوٹ آئے گی پھر اس صورت میں دوبارہ تیمم کرنا ہو گا۔۔۔ یعنی ان کے نزدیک ایک تیمم سے ایک ہی فرض نماز ادا ہو سکتی ہے۔۔۔۔۔

احناف کا مؤقف اور دلیل::: احناف کے نزدیک جب تک تیمم نہیں ٹوٹتا تب تک جتنی مرضی نمازیں پڑھیں برابر ہے کہ وہ نمازیں فرض ہوں یا نوافل۔۔۔۔

دلیل یہ ہے کہ پانی نہ پائے جانے کی صورت میں مٹی پاکی کا ذریعہ ہے یعنی مٹی کے پاک ہونے کی شرط پانی کا نہ پایا جانا ہے تو جب تک شرط باقی ہے تب تک مٹی طہور ہے لہذا جب تک تیمم نہ ٹوٹے تب تک جتنی مرضی نمازیں پڑھی جا سکتی ہیں۔۔۔۔۔۔

سوال::: کیا ایسی کوئی صورت ہے جس کی وجہ سے انسان شہر میں ہونے کے باوجود تیمم کر سکتا ہے؟؟؟

جواب::: جی ہاں،، جنازہ حاضر ہونے کی صورت میں اگر کوئی شخص محدث ہو اور وہ میت کا ولی بھی نہ ہو اور اسے خوف ہو کہ اگر وہ پانی سے طہارت حاصل کرنے چلا گیا تو نماز جنازہ فوت ہو جائے گی تو اس صورت میں وہ شہر میں بھی تیمم کر سکتا ہے کیونکہ نماز جنازہ کی قضاء نہیں ہو سکتی،، ہاں اگر وہ شخص میت کا ولی ہو تو اسے شہر میں تیمم کرنے کی اجازت نہیں کیونکہ ولی نماز جنازہ کا اعادہ کر سکتا ہے۔۔۔۔

اسی طرح اگر عید کی نماز شروع ہونے لگے اور بے وضو شخص کو خوف ہو کہ اگر وضو کرنے گیا تو عید کی نماز جاتی رہے گی تو اس صورت میں وہ تیمم کر سکتا ہے کیونکہ عید کی نماز کا اعادہ نہیں کیا جا سکتا۔۔۔۔۔

سوال::: اگر عید کی نماز میں امام یا مقتدی میں سے کوئی حادث ہو گیا تو کیا حکم ہو گا؟؟؟

جواب::: اگر عید کی نماز میں امام یا مقتدی حادث ہو گیا اور اس نے وہ نماز وضو کر کے شروع کی تھی تو اس صورت میں امام اعظم اور صاحبین کا اختلاف ہے،، امام اعظم فرماتے ہیں کہ وہ تیمم کرے گا اور اپنی اسی نماز پہ بناء کرے گا جبکہ صاحبین کا کہنا ہے کہ وہ تیمم نہیں کرے گا بلکہ وضو کر کے آئے گا اور آ کر بقیہ نماز ادا کرے گا کیونکہ وہ لاحق ہے اور لاحق امام کے فارغ ہونے کے بعد بھی نماز پڑھ سکتا ہے لہذا خوف باقی نہیں تو اس کا وضو کرنا لازمی ہے تیمم کر کے بناء کرنا کفایت نہیں کرے گا۔۔۔ امام اعظم کا مؤقف تھا کہ وہ تیمم کرے گا اور اس پہ بناء کرے گا ان کی دلیل یہ ہے کہ خوف باقی ہے کیونکہ عید کے دن رش ہوتا ہے تو یہ نہ ہو اس محدث کو کوئی

عارضہ پیش آجائے جس کی وجہ سے اس کی نماز فاسد ہو جائے مثلا کوئی اسے سلام کہ دے اور یہ سلام کا جواب دے دے یا کوئی اسے عید مبارک کہ دے اور یہ مبارک قبول کرلے تو اس صورت میں اس کی نماز فاسد ہو جائے گی لہذا وہ تیمم کر کے بناء کرے گا۔۔۔۔۔

ہاں اگر اس مقتدی یا امام نے تیمم کر کے نماز شروع کی تھی تو اس صورت میں بالاتفاق وہ تیمم کر کے بناء کرے گا کیونکہ اگر اس پہ وضو واجب کیا جائے تو وہ پانی کو پانے والا ہو جائے اور اس کا تیمم ٹوٹ جائے نتیجتاً اُس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔۔۔۔۔

سوال::: اگر وضو میں مشغول ہونے کی صورت میں اس بات کا خوف ہو کہ نماز جمعہ فوت ہو جائے گی تو کیا وہ تیمم کر سکتا ہے؟؟؟

جواب::: اگر کسی شخص کو یہ خوف ہو کہ وضو میں مشغول ہونے کی وجہ سے اس کی نماز جمعہ فوت ہو جائے گی تو اس کو تیمم کی اجازت نہیں،، بلکہ اس کے لیے یہ حکم ہے کہ وہ وضو کرے اور اگر نماز جمعہ کے ساتھ مل جاتا ہے تو نماز جمعہ ادا کرے ورنہ وہ ظہر کی چار رکعات پڑھ لے،، نماز جمعہ فوت ہونے کے خوف کی صورت میں تیمم کی اجازت اس لیے نہیں ہے کیونکہ جمعہ کا نائب """ظہر""" موجود ہے،، لہذا اس کا حکم اپنے نائب کی طرف منتقل ہو جائے گا((چونکہ عید کی نماز کا کوئی نائب نہیں تو اس لیے اس کے فوت ہونے کے خوف کی صورت میں تیمم کرنے کی اجازت ہے))۔۔۔۔۔

سوال::: اگر کوئی شخص وضو کرنے میں مشغول ہوا تو فرض نماز کا وقت گزر جائے گا،، کیا اس صورت میں وہ تیمم کر سکتا ہے؟؟؟

جواب::: جی نہیں،، کیونکہ فرض نماز کا نائب یعنی خلیفہ """قضاء نماز""" موجود ہے،، لہذا اگر اسے خوف ہو کہ وضو میں مشغول ہونے کی صورت میں فرض نماز جاتی رہے گی تو اسے تیمم کرنے کی اجازت نہیں بلکہ اس کے لیے یہ حکم ہے کہ وہ وضو کرے اور قضاء نماز ادا کرے۔۔۔۔۔۔

ضروری نوٹ!!! یہ مسئلہ مفتی بہ نہیں ہے،، بلکہ اگر وضو کی وجہ سے فرض نماز کے فوت ہونے کا خوف ہو تو تیمم کرنا جائز ہے۔۔۔۔۔

سوال::: اگر مسافر اپنے کجاوے میں پانی رکھ کر بھول گیا پس اس نے تیمم کیا اور نماز پڑھ لی پھر اس کو یاد آیا کہ کجاوے میں پانی موجود تھا تو کیا وہ نماز کا اعادہ کرے گا؟؟؟؟

جواب::: اگر اسے پہلے سے کجاوے میں رکھے ہوئے پانی کا علم نہیں تھا بایں طور پر کہ اس کے حکم کے بغیر کسی نے کجاوے میں پانی رکھ دیا تھا اور اسے علم نہیں تھا تو اس صورت میں بالاتفاق اس پہ نماز کا اعادہ کرنا واجب نہیں۔۔۔۔

اگر اسے پہلے سے کجاوے میں رکھے ہوئے پانی کا علم تھا بایں طور پر کہ اس نے وہ پانی خود رکھا تھا یا کسی نے اس کے حکم سے رکھا تھا اور پھر اس نے بھول کر تیمم سے نماز پڑھ لی تو اس صورت میں طرفین اور امام ابو یوسف کا اختلاف ہے۔۔۔۔

امام ابو یوسف کا مؤقف اور دلیل::: اس پہ نماز کا اعادہ کرنا واجب ہے کیونکہ وہ پانی کو پانے والا ہے لہذا اس کے لیے تیمم کی اجازت نہیں تھی کیونکہ تیمم اس کے لیے جائز ہوتا ہے جس کے پاس پانی نہ ہو۔۔۔ امام ابو یوسف اس مسئلہ کو ایک دوسرے مسئلہ پہ قیاس کرتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ اگر کسی شخص کے پاس کجاوے میں کپڑے موجود تھے اور وہ بھول گیا پس اس نے برہنہ حالت میں نماز ادا کرلی تو اس پہ نماز کا اعادہ کرنا واجب ہے اسی طرح کجاوے میں پانی رکھ کر بھول جانے والے پہ بھی نماز کا اعادہ کرنا واجب ہے۔۔۔۔۔

امام ابو یوسف مزید ایک اور دلیل دیتے ہیں کہ عام طور پر مسافر کا سامان کجاوے میں رکھا ہوتا ہے تو اس شخص پہ کجاوے میں پانی دیکھنا لازم تھا اور اس نے ایسا نہیں کیا لہذا اس پہ نماز کا اعادہ واجب ہے۔۔۔۔

طرفین کا مؤقف اور دلیل::: ان کے نزدیک اس پہ اعادہ کرنا واجب نہیں کیونکہ آیت تیمم میں """فلم تجدواماء""" سے مراد پانی پہ قدرت نہ ہونا ہے اور جب وہ یاد بھول گیا تو اس کو قدرت بھی حاصل نہیں ہوئی کیونکہ قدرت بغیر علم کے حاصل نہیں ہوتی تو جب ثابت ہو گیا کہ وہ پانی پہ قادر نہیں تھا تو اس کا تیمم کر کے نماز ادا کرنا جائز تھا پس اس پہ اعادہ نہیں ہو گا۔۔۔۔

امام ابو یوسف کا کہنا تھا کہ کجاوے میں عام طور پر مسافر کا سامان رکھا جاتا ہے تو طرفین اس کا جواب دیتے ہیں کہ کجاوے میں وہ پانی رکھا جاتا ہے جو پینے کے لیے ہو نہ کہ وہ پانی جسے استعمال کرنا ہو۔۔۔۔

امام ابو یوسف نے کپڑے نہ ملنے والے مسئلہ کو اس مسئلہ پہ قیاس کیا تھا تو اس کا رد کرتے ہوئے صاحبین کہتے ہیں کہ کپڑے والے مسئلہ پہ قیاس کرنا درست نہیں ہے کیونکہ وہ مسئلہ مختلف فیہ ہے اور اگر وہ مسئلہ متفق علیہ بھی ہو تب بھی قیاس درست نہیں ہو سکتا کیونکہ دونوں مسائل میں بڑا فرق ہے اور وہ یہ ہے کہ بدن چھپانا فرض ہے اور اگر یہ فرض فوت ہو جائے تو اس کا کوئی نائب نہیں،، اور اگر پانی کے ساتھ طہارت کا حصول نہ ہو تو اس کا نائب تیمم موجود ہے لہذا کپڑے والے مسئلہ کو اس مسئلہ پہ قیاس نہیں کیا جا سکتا اور ثابت ہوا کہ اس شخص کا تیمم کر کے نماز ادا کرنا درست تھا اور اس پہ اعادہ بھی نہیں ہو گا۔۔۔۔

سوال::: اگر کسی شخص کو پانی کے ملنے کا ظن غالب نہ ہو تو کیا اس پہ پانی کو تلاش کرنا لازم ہے؟؟؟

جواب::: اگر کسی کو پانی ملنے کا ظن غالب نہ ہو تو اس پہ پانی تلاش کرنا لازم نہیں ہے کیونکہ عام طور جنگلات میں پانی نہیں ملتا لہذا وہ پانی نہ پانے والا ہو گیا اور وہ تیمم کر سکتا ہے،، ہاں اگر کسی کو پانی کے ملنے کا ظن غالب ہو تو اس کو تیمم کی اجازت نہیں دی جائے گی بلکہ اس پہ پانی تلاش کرنا لازم ہے۔۔۔

سوال::: اگر کسی کو پانی ملنے کا ظن غالب ہو تو وہ کتنی مقدار تک پانی تلاش کرے؟؟؟

جواب::: وہ ایک غلوۃ کی مقدار پانی تلاش کرے تاکہ اپنے ساتھیوں سے منقطع نہ ہو جائے،، غلوہ سے مراد تیر پھینکنے کی مقدار کا فاصلہ ہے،، یہ بھی کہا گیا ہے کہ غلوہ سے مراد تین سو گز سے چار سو گز تک کا فاصلہ ہے۔۔۔۔

سوال::: اگر سفر میں دوسرے ساتھی کے پاس پانی ہو تو کیا اس سے پانی طلب کرنا لازم ہے؟؟؟

جواب::: اس صورت میں دوسرے ساتھی سے پانی طلب کیا جائے گا کیونکہ عام طور پر جب کسی دوسرے سے وضو کے لیے پانی مانگا جائے تو وہ دے دیتا ہے انکار نہیں کرتا،، پس اگر وہ پانی دینے سے انکار کر دے تو پہلے شخص کے لیے عجز کے ثابت ہونے کی وجہ سے تیمم کرنا جائز ہے۔۔۔

سوال::: اگر دوسرے ساتھی سے پانی مانگنے سے پہلے تیمم کر لیا تو کیا وہ تیمم درست ہو جائے گا؟؟؟

جواب::: امام اعظم کے نزدیک تیمم کفایت کر جائے گا کیونکہ دوسرے کی ملک میں موجود پانی کو وضو کے لیے طلب کرنا لازمی نہیں۔۔۔

صاحبین کے نزدیک تیمم کفایت نہیں کرے گا کیونکہ عام طور پر پانی دینے سے کوئی انکار نہیں کرتا۔۔۔۔

سوال::: اگر دوسرا ساتھی قیمت کے عوض پانی دینا چاہتا ہو تو پہلے شخص کے لیے کیا حکم ہو گا؟؟؟

جواب::: اگر وہ پانی کو ثمن مثل کے عوض بیچنا چاہتا ہو ((یعنی پانی کی جو عام طور پر قیمت ہوتی ہے اس کے مطابق بیچنا چاہتا ہو)) اور پہلے شخص کے پاس اتنی قیمت بھی ہو تو اس کے لیے پانی خریدنا لازم ہے تیمم کی اجازت نہیں ہو گی۔۔۔۔

اگر وہ غبن فاحش کے عوض پانی بیچنا چاہتا ہو ((یعنی مارکیٹ ریٹ سے زیادہ قیمت لگا کر پانی بیچنا چاہتا ہو)) تو پہلے شخص پہ پانی خریدنا لازم نہیں ہو گا کیونکہ اس صورت میں اس کو نقصان ہو گا لہذا وہ تیمم کر کے نماز پڑھ سکتا ہے۔۔۔۔۔

((باب المسح علی الخفین))

سوال::: موزوں پر مسح کرنے کا کیا حکم ہے؟؟؟

جواب::: موزوں پر مسح کرنا جائز ہے کیونکہ یہ سنت سے ثابت ہے،،اس کے بارے کثیر روایات نقل کی گئی ہیں یہاں تک کہ یہ کہا گیا ہے کہ اگر کوئی اس کو جائز نہ سمجھے تو وہ بدعتی ہے۔۔۔۔۔

سوال::: وہ شخص جو موزوں پہ مسح کرنا جائز سمجھے لیکن عزیمت کے طور پر مسح نہ کرے تو کیا وہ بھی بدعتی ہے؟؟؟

جواب::: جی نہیں،،اگر وہ مسح کرنا جائز سمجھتا ہے لیکن عزیمت کو اختیار کرتے ہوئے مسح نہیں کرتا تو اس کو اجر دیا جائے گا۔۔۔۔۔۔

سوال::: کس کے لیے موزوں پہ مسح کرنا جائز ہے؟؟؟اور اس مسح کے جائز ہونے کی کتنی اور کون سی شرائط ہیں؟؟؟

جواب::: محدث یعنی بے وضو کے لیے موزوں پہ مسح کرنا جائز ہے اور وہ شخص جس پہ غسل فرض ہو اس کے لیے مسح کرنا جائز نہیں۔۔۔۔

مسح کے جائز ہونے کی دو شرائط ہیں:::

(1)وہ حدث جس کی وجہ سے موزوں پہ مسح کرنا جائز ہے وہ حدث اصغر ہو یعنی وضو کو واجب کرتا ہو،،اگر حدث اکبر ہے یعنی غسل کو واجب کرتا ہے تو اس کی وجہ سے موزوں پہ مسح کرنا جائز نہیں ہو گا۔۔۔۔۔

(2)یہ حدث وضو کرنے کے بعد پیش آیا ہو کیونکہ موزہ حدث کو پاؤں میں سرایت کرنے سے روکتا ہے لیکن پاؤں سے حدث کو دور نہیں کر سکتا،،لہذا اگر سابقہ حدث کی وجہ سے مسح کرنا جائز قرار دیا گیا تو موزہ رافع حدث((یعنی حدث کو دور کرنے والا))ہو جائے گا جبکہ یہ تو محض مانع حدث((یعنی حدث کو روکنے والا)) ہے۔۔۔۔۔

سوال::: کیا موزہ پہنتے وقت طہارت کاملہ کا ہونا شرط ہے؟؟؟

جواب::: جی نہیں،،موزہ پہنتے وقت طہارت کاملہ کا ہونا شرط نہیں ہے بلکہ طہارت کاملہ حدث کے وقت ہونا شرط ہے،،لہذا اگر کوئی شخص پاؤں دھو کر موزے پہن لے اور پھر مکمل وضو کر لے اس کے بعد اگر وہ حادث ہو جاتا ہے تو اس کے لیے موزوں پہ مسح کرنا جائز ہو گا کیونکہ موزہ پاؤں میں حدث کے سرایت ہونے کو روکتا ہے لہذا طہارت کاملہ کی شرط اس وقت رکھی جائے گی جب حدث پایا جائے گا،،پس اگر حدث کے پائے جانے کے وقت طہارت کاملہ نہ پائی گئی تو موزوں پہ مسح کرنا جائز نہیں ہو گا۔۔۔۔۔

سوال::: مقیم اور مسافر کب تک موزوں پہ مسح کر سکتے ہیں؟؟؟دونوں کی مدت بیان کریں۔۔۔۔۔

جواب::: مقیم کی مدت ایک دن اور ایک رات ہے جبکہ مسافر کی مدت تین دن اور تین راتیں ہیں،،کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا"""مقیم ایک دن اور ایک رات مسح کرے گا جبکہ مسافر تین دن اور تین رات تک مسح کرے گا"""۔۔۔۔۔۔

سوال::: موزوں پر مسح کی مدت کی ابتداء کب ہو گی؟؟؟

جواب::: جب حدث پایا جائے گا اس کے بعد سے مدت کی ابتداء ہو گی کیونکہ موزہ مانع حدث ہے لہذا مدت کی ابتداء بھی اسی وقت سے ہو گی جب سے اس نے حدث کو سرایت کرنے سے روکنا شروع کیا ہے۔۔۔۔۔

سوال::: کیا مسح موزوں کے نیچے والے حصے پہ کرنا ہو گا یا اوپر والے ظاہری حصے پہ؟؟؟نیز مسح کرنے کا طریقہ کار بیان فرمائیں۔۔۔۔

جواب::: خلاف قیاس مسح موزوں کے اوپر والے ظاہری حصے پہ ہو گا اگر موزوں کے نیچے،پنڈلی پہ یا ایڑی پہ مسح کیا تو جائز نہیں ہو گا۔۔۔۔

مسح کا طریقہ کار یہ ہے کہ ہاتھوں کی انگلیوں کے ذریعے پاؤں کی انگلیوں سے پنڈلی کی جانب خط کھینچا جائے گا کیونکہ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے موزوں پہ اپنے ہاتھ رکھے اور پاؤں کی انگلیوں سے اوپر((یعنی پنڈلی کی جانب))دونوں ہاتھوں کو کھینچا اور ایک دفعہ مسح کیا،گویا کہ میں اللہ کے رسول کے موزوں پہ مسح کا نشان دیکھ رہا ہوں جو انگلیوں سے خط کھینچنے کے ذریعے پیدا ہوا تھا۔۔

سوال::: اگر پنڈلی سے پاؤں کی انگلیوں کی جانب مسح کیا تو کیا یہ جائز ہوگا؟؟؟

جواب::: جی ہاں،،ایسا کرنا بھی جائز ہے لیکن مستحب یہ ہے کہ اصل یعنی دھونے کا اعتبار کرتے ہوئے انگلیوں سے ابتداء کی جائے((یعنی جس طرح وضو میں پاؤں کا دھونا انگلیوں سے شروع کیا جاتا ہے یونہی مسح کرنا بھی پاؤں کی انگلیوں کی جانب سے شروع ہونا چاہیے))۔۔۔۔

سوال::: موزے پہ کتنی مقدار میں مسح کرنا فرض ہے؟؟؟

جواب::: ہاتھ کی تین انگلیوں کی مقدار موزوں پہ مسح کرنا فرض ہے لیکن امام کرخی فرماتے ہیں کہ پاؤں کی تین انگلیوں کا اعتبار کیا جائے گا،، لیکن پہلا قول((یعنی ہاتھوں کی انگلیوں والا))زیادہ صحیح ہے کیونکہ ہاتھوں کی انگلیاں مسح کرنے کا آلہ ہیں۔۔۔۔

سوال::: موزے میں کتنی پھٹن ہو تو مسح کرنا جائز نہیں ہوگا؟؟؟اختلاف آئمہ مع دلائل بیان کریں۔۔۔

جواب::: ایسا موزہ جو پاؤں کی تین انگلیوں کی مقدار پھٹا ہو اس پہ مسح کرنا جائز نہیں اور اگر پھٹن کی مقدار تین انگلیوں سے کم ہے تب مسح کرنا جائز ہوگا۔۔۔۔
لیکن امام زفر اور امام شافعی فرماتے ہیں کہ پھٹن چاہے جتنی بھی ہو اس موزے پہ مسح کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ جتنی مقدار میں پھٹن ہوگی اتنا پاؤں بھی ظاہر ہو رہا ہوگا تو واجب ہے کہ پاؤں کا وہ حصہ جو ظاہر ہو رہا ہے اسے دھویا جائے اور اس ظاہری حصے کو دھونے کی وجہ سے بقیہ پورا پاؤں بھی دھویا جائے گا،،ایسا نہیں ہو سکتا کہ پاؤں کا کچھ حصہ دھو لیا جائے اور کچھ پہ مسح کر لیا جائے۔۔۔۔
چونکہ احناف کا مؤقف تھا کہ پھٹن پاؤں کی تین انگلیوں کی مقدار سے کم ہے تو مسح کرنا جائز ہوگا ورنہ نہیں،،دلیل یہ ہے کہ موزہ عام طور پر تھوڑی پھٹن سے خالی نہیں ہوتا تو اگر تھوڑی سی پھٹن کی بناء پر موزہ اتار کر پاؤں دھونا ضروری قرار دیا جائے تو لوگوں کے لیے حرج کا باعث بنے گا لہذا تھوڑی پھٹن کو معاف کر دیا جائے گا لیکن کثیر پھٹن کو معاف نہیں کیا جائے گا کیونکہ موزے میں کثیر پھٹن نہیں پائی جاتی،،اور کثیر پھٹن سے مراد پاؤں کی چھوٹی تین انگلیوں کا ظاہر ہونا ہے کیونکہ انگلیاں پاؤں میں اصل ہوتی ہیں اور تین انگلیاں پانچ کا اکثر ہیں پس اکثر کو کل کے قائم مقام کر دیا گیا ہے اور چھوٹی انگلیوں کا اعتبار احتیاطا کیا گیا ہے۔۔۔اور اس مقدار کا اعتبار ہر موزے میں علیحدہ علیحدہ اعتبار کیا جائے گا یعنی اگر ایک موزے میں مختلف جگہ پہ تھوڑی تھوڑی پھٹن ہے تو اس ساری پھٹن کو جمع کرکے دیکھا جائے گا اگر وہ پاؤں کی چھوٹی تین انگلیوں کی مقدار کے برابر ہوئی تو اس موزے پہ مسح نہیں ہوگا،،دو موزوں کی پھٹن کو ایک موزے میں جمع نہیں کیا جائے گا((یعنی اگر دو موزوں کی مجموعی پھٹن تین انگلیوں کے برابر ہوتی ہے تو اس کا اعتبار نہیں ہوگا بلکہ ہر موزے کی پھٹن کا علیحدہ علیحدہ اعتبار ہوگا))ہاں اگر دو موزوں پہ تھوڑی تھوڑی نجاست لگی ہوئی ہے اور اگر ان دو موزوں کی نجاست کو ملایا جائے اور وہ ایک درھم کی مقدار کے برابر یا اس سے زائد ہو جائے تو ان موزوں میں نماز جائز نہیں ہوگی۔۔۔۔۔

سوال::: جس شخص پہ غسل واجب ہو،کیا وہ موزوں پہ مسح کر سکتا ہے؟؟؟

جواب::: جس پہ غسل واجب ہو اس کے لیے موزوں پہ مسح کرنا جائز نہیں۔۔۔نقلی دلیل یہ ہے کہ حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب ہم سفر میں ہوتے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں حکم ارشاد فرماتے کہ ہم پیشاب،پائخانہ یا نیند کی وجہ سے تین دن اور تین رات موزیں نہ اتاریں لیکن جنابت کی

وجہ سے اتاریں،، عقلی دلیل یہ ہے کہ غالبا جنابت بار بار نہیں ہوتی لہذا جنابت کی وجہ سے موزے اتارنے میں حرج نہیں لیکن حدث کا وقوع بار بار ہوتا ہے تو اس صورت میں موزے اتارنے میں حرج واقع ہو گا۔۔۔۔۔

سوال::: کس چیز سے موزوں پر کیا گیا مسح ٹوٹ جائے گا؟؟؟

جواب::: ہر وہ چیز جس سے وضو ٹوٹتا ہے اس سے مسح بھی ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ مسح وضو کا جزء ہے۔۔۔۔

موزوں کا اتارنا بھی مسح کو توڑ دے گا کیونکہ اس صورت میں حدث قدموں میں سرایت کر جائے گا۔۔۔۔۔

اسی طرح اگر ایک بھی موزہ اتارا تب بھی مسح ٹوٹ جائے گا کیونکہ اس صورت میں جس پاؤں سے موزہ اتارا ہے اسے دھونا لازمی ہو گا اور دوسرے پہ مسح کرنا لازم آئے گا جبکہ مسح اور غسل جمع نہیں ہو سکتے لہذا مسح ٹوٹ جائے گا،، اور مدت کے گزرنے سے بھی مسح ٹوٹ جائے گا اس کی دلیل حضرت صفوان والی حدیث ہے۔۔۔۔۔۔

سوال::: اگر مسح کی مدت پوری ہو گئی یا مدت پوری ہونے سے پہلے موزہ اتار لیا تو کیا نماز پڑھنے کے لئے نئے سرے سے وضو کرنا پڑے گا؟؟؟

جواب::: جی نہیں،، بلکہ موزے اتار کر پاؤں دھو لیے جائیں اور نماز پڑھ لی جائے مکمل وضو کرنا ضروری نہیں کیونکہ موزہ اتارنے کی صورت میں حدث پاؤں میں سرایت کر گیا گویا کہ اس نے پاؤں دھوئے ہی نہیں لہذا صرف پاؤں دھونا کافی ہو گا وضو کرنا ضروری نہیں۔۔۔۔۔

سوال::: موزہ اتارنے کا حکم کب ثابت ہو گا؟؟؟

جواب::: جب قدم نکل کر موزے کی پنڈلی میں آجائے تب موزہ اتارنا ثابت ہو جائے گا کیونکہ پنڈلی کا مسح کرنا معتبر نہیں اور جس کا مسح کرنا معتبر نہیں اگر پاؤں نکل کر وہاں آجائے تو اس سے مسح ٹوٹ جائے گا،، اسی طرح اگر قدم کا اکثر حصہ نکل کر موزے کی پنڈلی میں آگیا تب بھی مسح ٹوٹ جائے گا۔۔۔۔۔

سوال::: جس نے حالت اقامت میں مسح کی ابتداء کی پھر ایک دن اور ایک رات پوری ہونے سے پہلے سفر شروع کر دیا تو وہ کب تک مسح کرے گا؟؟؟

جواب::: مذکورہ صورت میں وہ حدیث کے مطلق ہونے کی وجہ سے تین دن اور تین رات تک مسح کر سکتا ہے کیونکہ وہ اقامت کی مدت پوری ہونے سے پہلے مسافر بن گیا لہذا اب وہ مسافر کی مدت پوری کرے گا،، عقلی دلیل یہ ہے کہ اس میں آخری وقت کا اعتبار ہو گا یعنی آخری وقت میں مسح کرنے والے کی جو حالت ہو گی اسی کا اعتبار ہو گا۔۔۔۔۔۔

ہاں اگر اقامت کی مدت پوری کر کے سفر شروع کیا گیا تب مسافر والی مدت پوری نہیں کرے گا کیونکہ اس صورت میں حدث قدم میں سرایت کر جائے گا لہذا پاؤں دھونے پڑیں گے۔۔۔۔۔۔

سوال::: اگر مسافر نے اقامت کی مدت ((یعنی ایک دن اور ایک رات)) پوری ہونے کے بعد یا پوری ہونے سے پہلے اقامت اختیار کی تو اس کے لیے کیا حکم ہو گا؟؟؟

جواب::: اگر اس نے اقامت والی مدت پوری کر کے اقامت اختیار کی تو وہ موزے اتار دے گا کیونکہ وہ اقامت کی مدت پوری کر چکا ہے اور سفر والی مدت پوری نہیں کرے گا کیونکہ اب وہ مسافر نہیں رہا،، اگر اس نے اقامت کی مدت ((یعنی ایک دن اور ایک رات)) پوری ہونے سے پہلے اقامت اختیار کر لی تو اب وہ اقامت والی مدت پوری کرے گا کیونکہ وہ مقیم بن چکا ہے۔۔۔۔۔۔۔

سوال::: اگر کسی نے موزے کے اوپر جرموق پہنا ہے تو کیا اس جرموق پہ مسح کیا جا سکتا ہے؟؟؟ اختلاف آئمہ مع دلائل بیان کریں۔۔۔۔۔

جواب::: اس مسئلہ میں احناف اور شوافع کا اختلاف ہے۔۔۔۔

شوافع کا مؤقف اور دلیل::: شوافع کا کہنا ہے کہ موزے کے اوپر جرموق پہننے کی صورت میں جرموق پہ مسح نہیں کیا جا سکتا کیونکہ موزوں پر مسح کرنا پاؤں دھونے کا بدل ہے اور موزے کے اوپر پہنے گئے جرموق پہ مسح کرنا موزوں کا بدل ہے،، پس بدل کا بدل نہیں ہو سکتا لہذا موزے کے اوپر پہنے ہوئے جرموق پہ مسح کرنا جائز نہیں۔۔۔۔۔

احناف کا مؤقف اور دلیل::: احناف کے نزدیک موزے کے اوپر پہنے گئے جرموق پہ مسح کرنا جائز ہے۔۔۔ نقلی دلیل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جرموق پہ مسح فرمایا ہے اور عقلی دلیل یہ ہے کہ جرموق استعمال اور غرض کے اعتبار سے موزے کے تابع ہے پس وہ ایسا موزہ ہو گیا جو تہوں والا ہے۔۔۔۔

امام شافعی کی دلیل کا رد::: جرموق موزے کا بدل نہیں ہے بلکہ پاؤں کا بدل ہے لہذا اس پہ مسح کرنا جائز ہو گا۔۔۔

سوال::: اگر حدث کے بعد موزے پہ جرموق پہنا تو کیا اس صورت میں اس پہ مسح کیا جا سکتا ہے؟؟؟

جواب::: جی نہیں،، کیونکہ اس صورت میں حدث موزے میں سرایت کر چکا ہے لہذا موزے سے جرموق کی جانب منتقل نہیں ہو گا۔۔۔۔۔

سوال::: اگر سوتی کپڑے کا جرموق ہو تو کیا اس پہ مسح کیا جا سکتا ہے؟؟؟

جواب::: سوتی کپڑے کے جرموق پہ مسح کرنے کی اجازت نہیں کیونکہ وہ پاؤں کا بدل بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا،، ہاں اگر پانی کی تری سوتی کپڑے کے جرموق سے گزر کر موزے تک پہنچ جائے تو اس صورت میں مسح جائز ہو گا۔۔۔۔۔

سوال::: کیا جرابوں پہ مسح کرنا جائز ہے؟؟؟

جواب::: اس مسئلہ میں امام اعظم اور صاحبین کا اختلاف ہے۔۔۔۔

صاحبین کا مؤقف اور دلیل::: صاحبین کا کہنا ہے کہ اگر جرابیں موٹی ہوں تو ان پہ مسح کرنا جائز ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی جرابوں پہ مسح فرمایا تھا،، عقلی دلیل یہ ہے کہ جب جرابیں موٹی ہوں اور بغیر باندھے پنڈلی پہ ٹھہر جائیں تو ایسی جرابیں پہن کر پیدل چلنا ممکن ہوتا ہے پس یہ موزے کے مشابہ ہو گئی ہیں لہذا جس طرح موزوں پہ مسح کرنا جائز ہے اسی طرح ان پہ بھی مسح کرنا جائز ہے۔۔۔۔۔

امام اعظم کا مؤقف اور دلیل::: امام اعظم کے نزدیک جرابوں پہ مسح کرنا جائز نہیں دلیل یہ ہے کہ یہ موزے کے مشابہ نہیں ہیں کیونکہ ان کو پہن کر مواظبت مشی ممکن نہیں ((جبکہ موزے کی صورت میں ممکن ہے)) لہذا اگر یہ مجلد ((مجلد اسے کہتے ہیں جس کے اوپر اور نیچے چمڑا لگا ہو)) ہوں یا منعل ((منعل اسے کہتے ہیں جس کے نیچے چمڑا لگا ہو)) تو ان پہ مسح کرنا جائز ہے کیونکہ اس صورت میں یہ موزے کے مشابہ ہو جائیں گی اور مواظبت مشی ممکن ہو گا۔۔۔۔

لیکن امام اعظم صاحبین کے قول کی جانب رجوع کر چکے ہیں۔۔۔۔۔۔

سوال::: کیا عمامہ، ٹوپی، برقع اور دستانوں پہ مسح کرنا جائز ہے؟؟؟

جواب::: جی نہیں،، کیونکہ ان کو اتارنے میں کوئی حرج نہیں جبکہ رخصت صرف حرج کو دور کرنے کے لیے،، چونکہ یہاں حرج نہیں پایا جا رہا لہذا ان پہ مسح بھی نہیں ہو سکتا۔۔۔۔۔۔

سوال::: کیا پٹی پہ مسح کرنا جائز ہے؟؟؟

جواب::: جی ہاں،، پٹی پہ مسح کرنا جائز ہے اگرچہ اسے حالت حدث میں باندھا گیا ہو۔۔۔

نقلی دلیل یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یوں عمل کیا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو بھی ایسا کرنے کا حکم دیا تھا۔۔۔ عقلی دلیل یہ ہے کہ پٹی میں موزے سے زیادہ حرج پایا جا رہا ہے تو اس پہ مسح کرنا بھی زیادہ اولی ہے۔۔۔۔۔

سوال::: پٹی کے کتنے حصے پہ مسح کرنا کفایت کر جائے گا؟؟؟

جواب::: پٹی کے اکثر حصے پہ مسح کرنا کافی ہو گا۔۔۔۔۔

سوال::: پٹی پہ مسح کرنے کی مدت بیان کریں۔۔۔۔

جواب::: اس کی کوئی مقررہ مدت نہیں کیونکہ اس کے بارے میں کوئی بھی نص وارد نہیں ہوئی لہذا تندرست ہونے تک پٹی پہ مسح کیا جاسکتا ہے۔۔۔۔۔

سوال::: اگر پٹی گر گئی تو کیا مسح ٹوٹ جائے گا؟؟؟

جواب::: پٹی کے گرنے کی دو صورتیں ہیں:::

(1) اگر زخم ٹھیک ہونے سے پہلے گری تو مسح باطل نہیں ہو گا کیونکہ عذر موجود ہے،، اور پٹی پہ مسح کرنا اس کے نیچے والے حصے کو دھونے کی طرح ہے۔۔۔۔۔

(2) اگر زخم ٹھیک ہو گیا اور پھر پٹی گری تو اس صورت میں مسح باطل ہو جائے گا کیونکہ عذر ختم ہو چکا ہے،، اس صورت میں اگر وہ نماز میں تھا تو وہ دوبارہ پڑھے گا کیونکہ بدل ((یعنی مسح)) کے ذریعے مقصود ((یعنی نماز ادا کرنا)) حاصل ہونے سے پہلے وہ اصل پہ قادر ہو گیا۔۔۔۔۔

((باب الحیض والاستحاضۃ))

سوال::: حیض کی مدت کتنی ہے؟؟؟ مع اختلاف بیان کریں۔۔۔ نیز استحاضہ کسے کہتے ہیں؟؟؟

جواب:::

احناف کا مؤقف اور دلیل::: احناف کے نزدیک حیض کی کم سے کم مدت تین دن اور تین راتیں ہیں جبکہ زیادہ سے زیادہ مدت دس دن ہے۔۔۔۔

دلیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے """ باکرہ اور ثیبہ عورت کے لیے حیض کی کم از کم مدت تین دن اور تین راتیں ہیں اور زیادہ سے زیادہ مدت دس دن ہے""" ۔۔۔۔

امام ابو یوسف کے نزدیک کم از کم مدت دو دن ہے کیونکہ دو دن تین دن کا اکثر ہیں اور اکثر کل کے قائم مقام ہوتا ہے لہذا ان کے نزدیک کم از کم مدت دو دن ہے،، لیکن بقیہ ائمہ احناف اس کو تسلیم نہیں کرتے کیونکہ یہ شریعت کی مقررہ مقدار میں کمی کرنا ہے جو کہ جائز نہیں۔۔۔۔۔۔۔

شوافع کا مؤقف::: شوافع کا کہنا ہے کہ حیض کی کم از کم مدت ایک دن اور ایک رات ہے جبکہ زیادہ سے زیادہ مدت پندرہ دن ہیں۔۔۔۔۔

استحاضہ کی تعریف::: اگر خون تین دن سے کم ہو یا دس دن سے زائد ہو تو وہ استحاضہ کہلائے گا۔۔۔۔۔۔

سوال::: حیض کے خون کے کون کون سے رنگ ہیں؟؟؟ ہدایہ کی روشنی میں بیان کریں۔۔۔۔

جواب::: سرخ، زرد اور مٹیالا رنگ کا خون حیض ہے،، اگر عورت حیض والی ہے اور اس کو سبز رنگ کا خون آتا ہے تو وہ بھی حیض میں شمار کیا جائے گا اور خون کے سبز رنگ کو غذاء کی خرابی پہ محمول کیا جائے گا کہ غذا کی خرابی کی وجہ سے خون سبز رنگ کا آیا ہے اور اگر کسی بوڑھی عورت کو بس سبز خون ہی آتا ہو تو اس کو حیض شمار نہیں کیا جائے گا بلکہ اسے رحم کی خرابی پہ محمول کیا جائے گا۔۔۔۔۔۔

سوال::: اگر سرخ خون نکلنے سے پہلے مٹیالے رنگ کا خون نکل آیا تو کیا وہ بھی حیض میں شمار ہو گا؟؟؟

جواب::: اس مسئلہ میں طرفین اور امام ابو یوسف کا اختلاف ہے۔۔۔۔

طرفین کا کہنا ہے کہ مٹیالا رنگ چاہے سرخ رنگ سے پہلے نکلے یا بعد میں نکلے وہ حیض ہی کہلائے گا جبکہ امام ابو یوسف کا کہنا ہے کہ اگر مٹیالا رنگ سرخ رنگ سے پہلے نکل آیا تو وہ حیض نہیں کہلائے گا۔۔۔۔۔

امام ابویوسف کی دلیل::: حیض کا خون رحم سے آتا ہے اگر وہ مٹیالے رنگ کا خون رحم سے آیا ہے تو ضروری ہے کہ وہ سرخ رنگ کے بعد نکلے کیونکہ عادتاً سرخ رنگ مٹیالے سے پہلے نکلتا ہے،، پس اگر مٹیالا رنگ پہلے نکل آیا تو وہ حیض میں شمار نہیں ہو گا۔۔۔۔

طرفین کی دلیل::: طرفین ایک نقلی دلیل دیتے ہیں اور دوسری عقلی دیتے ہیں۔۔۔

نقلی دلیل یہ ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے سفید رنگ کے علاوہ بقیہ رنگوں کو حیض شمار کیا ہے۔۔

عقلی دلیل یہ ہے کہ حیض کے وقت رحم کا منہ الٹا ہو جاتا ہے تو مٹیالے رنگ کا خون منہ کے قریب آجاتا ہے اور جیسے ہی منہ کھلتا ہے تو مٹیالا رنگ صاف سرخ رنگ سے پہلے باہر نکلتا ہے جیسا کہ اگر کسی گھڑے کو نیچے سے توڑا جائے تو اس سے پہلے گدلا پانی نکلے گا اور پھر صاف پانی نکلے گا،، لہذا ثابت ہوا کہ مٹیالا رنگ چاہے سرخ سے پہلے نکلے یا بعد میں نکلے وہ حیض ہی ہے۔۔۔۔

سوال::: کیا حائضہ عورت نماز روزے ادا کرے گی؟؟؟

جواب::: جی نہیں،، حیض عورت سے نماز کو ساقط کر دیتا ہے اور ایسی عورت پہ روزہ رکھنا بھی حرام ہوتا ہے،، لیکن جب وہ حیض سے فارغ ہو گی تو نمازوں کی قضاء نہیں کرے گی بلکہ محض روزوں کی قضاء کرے گی۔۔۔

صرف روزوں کے قضاء کرنے کی وجہ یہ ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا فرمان ہے""نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مبارک میں اگر ہم میں سے کوئی ایک حیض سے پاک ہوتی تو وہ روزے قضاء کرتی نمازوں کی قضاء نہ کرتی""۔۔۔۔

نمازیں قضاء نہ کرنے کی عقلی دلیل یہ ہے کہ نمازیں قضاء کرنے میں بہت زیادہ حرج لاحق ہو گا کیونکہ نمازوں کی تعداد کثیر ہے جبکہ روزے کی قضاء میں حرج نہیں ہے لہذا صرف روزے کی قضاء کرے گی نماز کی قضاء نہیں کرے گی۔۔۔۔۔

سوال::: کیا حائضہ عورت یا جنبی شخص مسجد میں داخل ہو سکتا ہے؟؟؟

جواب::: حائضہ اور جنبی کا مسجد میں داخلہ ممنوع ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا""میں مسجد کو حائضہ عورت اور جنبی کے لیے حلال نہیں کرتا""۔۔۔۔

یہ حدیث امام شافعی کے خلاف حجت ہے کیونکہ ان کے نزدیک جنبی اور حائضہ کا مسجد سے گزرنا جائز ہے۔۔۔

سوال::: کیا حائضہ عورت طواف کر سکتی ہے؟؟؟

جواب::: جی نہیں،، کیونکہ طواف مسجد میں ہوتا ہے اور مسجد میں اس کا داخلہ ممنوع ہے۔۔۔

سوال::: کیا حیض ونفاس والی عورت سے اس کا شوہر وطی کر سکتا ہے؟؟؟

جواب::: جب تک عورت پاک نہ ہو جائے تب تک اس کے ساتھ وطی کرنا جائز نہیں،، کیونکہ قرآن مجید میں ارشاد ہے""ولا تقربوھن حتی یطھرن""

ترجمہ::: اور تم ان کے قریب نہ جاؤ یہاں تک کہ وہ پاک ہو جائیں۔۔۔

سوال::: کیا حیض ونفاس والی عورت اور جنبی شخص قرآن کی تلاوت کر سکتا ہے؟؟؟

جواب::: جی نہیں،، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا""حائضہ اور جنبی قرآن میں سے کچھ بھی نہ پڑھیں""۔۔۔

یہ حدیث مبارک امام مالک اور امام طحاوی کے خلاف دلیل ہے کیونکہ امام مالک کا کہنا ہے کہ حائضہ قرآن پڑھ سکتی ہے جبکہ اس حدیث میں منع کیا گیا ہے،، اور امام طحاوی کا کہنا ہے کہ ایک آیت سے کم پڑھنا جائز ہے لیکن حدیث میں مطلقاً منع کر دیا گیا ہے اور یہ حکم ایک آیت اور اس سے کم کو بھی شامل ہے۔۔۔۔۔

سوال::: جنبی، بے وضو اور حائضہ کا قرآن چھونے کا کیا حکم ہے ؟؟؟

جواب::: ان کے لیے قرآن پاک چھونا جائز نہیں ہے ہاں اگر وہ قرآن کریم غلاف میں ہو تو اسے چھونے کی اجازت ہے اور اسی طرح ایسا درھم جس میں کوئی قرآنی سورت لکھی ہو اسے بھی چھونے کی اجازت نہیں ہاں اگر وہ درھم تھیلی میں ہو تب اسے پکڑ سکتے ہیں۔۔۔۔۔

ان کے لیے قرآن کریم کو چھونے کی اجازت اس لیے نہیں ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا""قرآن کریم کو صرف پاک شخص چھوئے""۔۔۔۔

سوال::: جنبی اور بے وضو شخص قرآن کو چھونے کے حکم میں برابر ہیں لیکن اس کی قرأت کرنے کے بارے میں ان کا حکم مختلف کیوں ہے ؟؟؟ چاہیے تو یہ تھا کہ جس طرح بے وضو شخص کے لیے بغیر چھوئے قرآن پڑھنا جائز ہے جنبی کے لیے بھی ہونا چاہیے۔۔۔۔۔

جواب::: یہ دونوں چھونے کے حکم میں ایک ہیں جبکہ قرأت کے حکم میں مختلف ہیں کیونکہ جنابت منہ میں بھی سرایت کر جاتی ہے جبکہ حدث منہ میں سرایت نہیں کرتا لہذا بے وضو شخص کو بغیر چھوئے مصحف شریف پڑھنے کی اجازت ہے۔۔۔۔۔۔

سوال::: قرآن پاک کے غلاف سے کیا مراد ہے ؟؟؟

جواب::: غلاف سے مراد وہ کپڑا ہے جو مصحف سے جدا ہو،، اگر کوئی کپڑا مصحف سے ملا ہوا ہے جیسا کہ ""چولی"" تو وہ غلاف نہیں کہلائے گا اور ناپاک شخص کے لیے اسے چھونے کی اجازت بھی نہیں ہو گی۔۔۔۔۔۔

سوال::: کیا جنبی مصحف کو اپنی آستین سے چھو سکتا ہے ؟؟؟

جواب::: اس کا آستین سے قرآن چھونا مکروہ ہے کیونکہ آستین اس جنبی شخص کے تابع ہے،، ہاں اہل علم کے لیے شریعت کی کتب کو آستین سے چھونے کی رخصت ہے کیونکہ اس میں ضرورت پائی جا رہی ہے۔۔۔۔۔

سوال::: کیا بچوں کو قرآن کریم پکڑانا جائز ہے ؟؟؟

جواب::: جی ہاں،، کیونکہ اگر بچوں کو قرآن پکڑانے سے روکیں گے تو حفظ قرآن کے ضائع ہونے کا خدشہ ہے اور بچوں کو طہارت کا حکم دینے میں بھی حرج ہے لہذا بچوں کو قرآن کریم پکڑایا جا سکتا ہے۔۔۔۔۔

سوال::: اگر حیض کا خون دس دن سے کم عرصے میں بند ہو گیا تو کیا شوہر اس کے ساتھ وطی کر سکتا ہے ؟؟؟

جواب::: مذکورہ صورت میں جب تک وہ نہا کر پاک نہیں ہو جاتی تب تک وہ وطی نہیں کر سکتا کیونکہ خون کبھی کبھی بہتا ہے اور کبھی کبھی نہیں بہتا تو غسل کرنا ضروری ہے تاکہ خون کے منقطع ہونے کی جانب ترجیح پا جائے۔۔۔۔۔

اور اگر اس عورت نے غسل نہیں کیا لیکن اس پہ اتنا وقت گزر گیا کہ وہ غسل کر کے تحریمہ باندھ سکتی تھی تب بھی اس کے ساتھ وطی حلال ہو جائے گی کیونکہ جب نماز اس کے اوپر لازم ہو گئی تو حکماً وہ عورت پاک ہو گئی لہذا اس کے ساتھ وطی کرنا جائز ہے۔۔۔۔۔

سوال::: اگر عورت کی عادت کے ایام مکمل ہونے سے پہلے خون بند ہو گیا تو کیا شوہر وطی کر سکتا ہے ؟؟؟

جواب::: جب تک اس کی عادت کے ایام پورے نہیں ہو جاتے تب تک شوہر اس کے قریب نہ جائے کیونکہ غالباً خون کا واپس لوٹ آنا ممکن ہے لہذا بچنے میں ہی بھلائی ہے،، جب تک اس کی عادت کے ایام پورے نہیں ہو جاتے تب تک وطی نہ کی جائے۔۔۔۔۔

سوال::: اگر دس دن گزرنے پہ خون بند ہوا تو شوہر اس سے کب وطی کرے گا ؟؟؟

جواب::: مذکورہ صورت میں عورت کے غسل کرنے سے پہلے بھی اس کا شوہر اس کے ساتھ وطی کر سکتا ہے کیونکہ حیض کی زیادہ سے زیادہ مدت دس دن ہے لیکن مستحب یہی ہے کہ پہلے عورت غسل کر کے خوب پاک ہو جائے تب وطی کی جائے۔۔۔۔

سوال::: اگر حیض کی مدت میں دو خونوں کے درمیان طہر حائل ہو جائے تو کیا وہ طہر فاصل کہلائے گا؟؟؟

جواب::: اگر حیض کی مدت میں دو خونوں کے درمیان طہر حائل ہو جائے تو وہ دم متوالی کی طرح ہے ((مثلاً گر پہلے تین دن خون آیا اور پھر درمیان میں پانچ دن خون نہیں آیا بلکہ آخری دو دن آیا تو درمیان والے پانچ دن بھی گویا خون آنے کے دن ہیں)) اور یہ امام اعظم کی ایک روایت ہے کیونکہ خون کا حیض کی مدت کو گھیرنا لازم نہیں ہے ((یعنی یہ بات ضروری نہیں کہ روزانہ خون آئے)) صرف اول و آخر کا اعتبار ہو گا ((یعنی اگر پہلے تین دن خون آیا اور پھر آخری ایک یا دو دن خون آیا تو اول و آخر کا اعتبار کرتے ہوئے وہ درمیان والے سارے دن بھی حیض میں شمار ہوں گے)) جیسا کہ زکوۃ کے باب میں نصاب کا مسئلہ ہے ((یعنی اگر کوئی شخص سال کے شروع میں صاحب نصاب تھا پھر درمیان میں وہ صاحب نصاب نہیں رہا لیکن سال کے آخر میں دوبارہ صاحب نصاب ہو گیا تو اس پہ زکوۃ فرض ہو گی سال کے درمیان اس کا نصاب کا مالک نہ رہنا زکوۃ کی فرضیت کو ساقط نہیں کرے گا))۔۔۔۔۔۔

امام ابو یوسف سے روایت ہے اور یہی روایت امام اعظم سے بھی مروی ہے کہ طہر جب پندرہ دن سے کم ہو تو وہ فاصل نہیں ہو گا بلکہ طہر فاسد ہو گا اور درمیان کے جتنے دن خون رکا رہا وہ تمام دن بھی بمنزلہ خون آنے کے ہوں گے۔۔۔۔۔

سوال::: طہر کی مدت کتنی ہے؟؟؟

جواب::: طہر کی کم از کم مدت پندرہ دن ہے اور زیادہ سے زیادہ مدت کی کوئی حد نہیں کیونکہ یہ کئی سالوں تک بھی جا سکتا ہے۔۔۔۔۔

سوال::: کیا استحاضہ والی عورت پہ بھی نماز روزے ادا کرنا منع ہے؟؟؟ نیز اس سے وطی کا کیا حکم ہے؟؟؟

جواب::: استحاضہ کا خون نکسیر کی طرح ہے لہذا اس عورت سے نماز اور روزہ ساقط نہیں ہوں گے اور اس سے وطی کرنا بھی جائز ہو گا کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا """تم وضو کرو اور نماز پڑھو اگرچہ خون کے قطرے چٹائی پہ ٹپکیں"""۔۔۔۔

جب نماز کا حکم ثابت ہوا تو بالاجماع روزے اور وطی کا حکم بھی ثابت ہو گیا۔۔۔۔۔۔

سوال::: اگر کسی کو دس دن سے زیادہ خون آیا اور اس عورت کی حیض کی عادت بھی ہے تو کتنے دن حیض کے ہوں گے اور کتنے دن استحاضہ کے ہوں گے؟؟؟

جواب::: مذکورہ صورت میں اس کی عادت کے دن حیض کے دن شمار ہوں گے اگرچہ دس دن سے کم ہیں اور بقیہ ایام جو اس کی عادت پہ زائد ہوں گے وہ استحاضہ کے کہلائیں گے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا """مستحاضہ عورت اپنی عادت کے دنوں میں نماز چھوڑ دے"""،، اور اس کی عادت کے دنوں سے خون کا زائد ہونا ایسے ہے جیسے دس ایام سے خون زیادہ ہوا ہے ((یعنی اس کی عادت کے دن ہی دس دن کے قائم مقام ہوں گے اور اس کی عادت سے جتنے دن زائد خون آیا اتنے دن استحاضہ کے شمار ہوں گے))۔۔۔۔۔۔

سوال::: اگر کوئی عورت اس حال میں بالغہ ہوئی کہ وہ مستحاضہ تھی تو اس کا حیض کتنے دن ہو گا؟؟؟

جواب::: اگر کوئی عورت اس حالت میں بالغہ ہوئی کہ وہ مستحاضہ تھی تو اس کا حیض ہر مہینے دس دن ہو گا اور اس سے اوپر جو دن ہوں گے ان کو حیض میں شمار کیا جائے گا۔۔۔۔۔

((فصل فی احکام المعذورین))

سوال::: شرعی معذور کے وضو کا کیا حکم ہے؟؟؟

https://chat.whatsapp.com/E7cNsewqBAZ7XFU5RzygUY

Designed by [Umar Raza]

جواب::: شرعی معذور مثلا مستحاضہ، وہ جس کو پیشاب آنے کا مرض ہو، جسے دائمی نکسیر لاحق ہو یا جسے ایسا زخم ہو جو ہر وقت بہتا رہتا ہو الغرض شرعی معذور کسی بھی طریقے سے ہو تو وہ ہر نماز کے وقت کے لیے علیحدہ علیحدہ وضو کریں گے اور اس وقت میں اس ایک وضو سے جتنی چاہے نمازیں پڑھیں۔۔۔۔۔

شوافع کا کہنا ہے کہ مستحاضہ ((یا کوئی بھی شرعی معذور)) ہر فرض نماز کے لیے علیحدہ وضو کرے گی کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا"""

المستحاضۃ تتوضأ لکل صلاۃ"""

ترجمہ::: """مستحاضہ ہر نماز کے لیے وضو کرے گی""" ،،اور عقلی دلیل یہ ہے کہ مستحاضہ کی طہارت کا اعتبار فرض نماز کو ادا کرنے کی وجہ سے ہے اور جیسے ہی فرض نماز ادا ہو گئی تو ضرورت بھی باقی نہ رہی لہذا ایک نماز ادا کرنے کے بعد اس کا وضو ختم ہو جائے گا۔۔۔۔۔

احناف کا مؤقف تھا کہ وہ ایک نماز کے وقت کے لیے وضو کرے اور اسی وضو سے اس مکمل وقت میں جتنی مرضی نمازیں پڑھیں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے """مستحاضہ ہر نماز کے وقت کے لیے وضو کرے گی"""۔۔۔۔

شوافع کا رد::: شوافع نے جو حدیث پیش کی تھی اس سے مراد بھی وقت ہی ہے کیونکہ اس حدیث میں """لام""" وقت کے لیے ادھار لیا گیا ہے لہذا وہاں سے مراد ہر فرض نماز کے لیے وضو کرنا نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ ہر نماز کے وقت کے لیے علیحدہ وضو کرے۔۔۔۔۔۔

سوال::: شرعی معذور کا وضو کب ٹوٹے گا؟؟؟

جواب::: جیسے ہی نماز کا وقت گزرے گا تو اس شرعی معذور کا وضو ٹوٹ جائے گا اور اسے اگلی نماز کے وقت کے لیے علیحدہ سے وضو کرنا پڑے گا،،احناف کے ائمہ ثلاثہ کا یہی مؤقف ہے لیکن امام زفر کا کہنا ہے وقت کے خارج ہونے سے نہیں بلکہ اگلی نماز کے وقت کے داخل ہونے سے وضو ٹوٹے گا۔۔۔۔۔۔

سوال::: اگر کوئی شرعی معذور سورج کے طلوع ہونے کے وقت وضو کرے تو اس کا یہ وضو کب تک باقی رہے گا؟؟؟اختلاف آئمہ کے ساتھ بیان کریں۔۔۔۔

جواب::: پہلے ایک تمہید سمجھ لیں کہ طرفین کے نزدیک شرعی معذور کا وضو ٹوٹنے کے لیے کسی نماز کے وقت کا گزر جانا شرط ہے،،امام زفر کے نزدیک اس کا وضو ٹوٹنے کے لیے کسی نماز کے وقت کا داخل ہونا شرط ہے جبکہ امام یوسف کے نزدیک خروج وقت اور دخول وقت دونوں سے وضو ٹوٹ جائے گا۔۔۔۔۔

طرفین کے نزدیک اگر کسی شخص نے طلوع آفتاب کے وقت وضو کیا تھا تو اس کا وضو ظہر کے وقت کے گزر جانے تک باقی رہے گا کیونکہ ایک نماز کا وقت گزر گیا ہے ،،امام زفر کے نزدیک اس کا وضو تب ٹوٹے گا جب ظہر کا وقت شروع ہو گا کیونکہ ایک نماز کا وقت شروع ہو گیا ہے اور ان کے نزدیک جیسے ہی کسی نماز کا وقت شروع ہو گا وضو ٹوٹ جائے گا،،امام ابو یوسف کے نزدیک دونوں صورتوں میں وضو ٹوٹ جائے گا کیونکہ ان کے نزدیک دخول وقت اور خروج وقت دونوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔۔۔

اب تمام آئمہ کی دلیل ملاحظہ کریں۔۔۔۔

امام زفر کی دلیل::: ان کا مؤقف تھا کہ کسی ایک نماز کے وقت کے داخل ہونے سے وضو ٹوٹ جائے گا دلیل یہ ہے کہ شرعی معذور کے لیے ضرورتاً طہارت کا اعتبار کیا گیا ہے اور وقت سے پہلے کوئی حاجت نہیں لہذا دخول وقت سے وضو ٹوٹ جائے گا۔۔۔۔۔

امام ابو یوسف کی دلیل::: ان کا کہنا ہے کہ حاجت کو شریعت نے وقت پہ منحصر کیا ہے،،پس وقت سے پہلے اور بعد میں حاجت نہیں بلکہ حاجت وقت کے اندر پائی جا رہی ہے لہذا دخول وقت اور خروج وقت دونوں سے وضو ٹوٹ جائے گا۔۔۔۔۔۔

طرفین کی دلیل::: طرفین کی دلیل یہ ہے کہ وقت سے پہلے طہارت کو مقدم کرنا ضروری ہے تاکہ جیسے ہی وقت شروع ہو تو نماز ادا کی جا سکے،،پس نماز کے وقت کا نکل جانا حاجت کے زائل ہونے کی دلیل ہے اور جب حاجت زائل ہو گئی تو وضو بھی زائل ہو جائے گا۔۔۔۔۔۔

سوال::: جس وقت کے داخل اور خارج ہونے کا فقہاء نے اعتبار کیا ہے اس وقت سے مراد کون سا وقت ہے ؟؟؟

جواب::: اس سے مراد فرض نماز کا وقت ہے،، پس اگر کسی معذور نے عید کے لیے وضو کیا تو وہ طرفین کے نزدیک اسی وضو سے ظہر کی نماز ادا کر سکتا ہے کیونکہ ابھی تک کسی فرض نماز کا وقت نہیں گزرا،، اگر کسی نے ظہر کے وقت میں وضو کیا تو وہ طرفین کے نزدیک عصر کے وقت کے لیے علیحدہ سے وضو کرے گا کیونکہ ایک فرض نماز کا وقت گزر چکا ہے۔۔۔۔۔۔

سوال::: شرعی معذور کسے کہتے ہیں ؟؟؟

جواب::: وہ شخص جسے طہارت کے منافی کوئی چیز لاحق ہو اور اسے اتنا وقت نہ ملے کہ وہ پاک ہو کر نماز ادا کر سکے اور یوں ایک نماز کا مکمل وقت اس پہ گزر جائے تو وہ شرعی معذور کہلائے گا۔۔۔۔۔

((فصل فی النفاس))

سوال::: نفاس کسے کہتے ہیں ؟؟؟

جواب::: وہ خون جو بچے کی ولادت کے بعد نکلے نفاس کہلاتا ہے۔۔۔۔۔۔

سوال::: اگر عورت پیدائش سے پہلے خون دیکھے یا اکثر بچہ نکلنے سے پہلے دیکھے تو وہ خون کون سا ہو گا ؟؟؟ اختلاف آئمہ کے ساتھ بیان کریں۔۔۔۔۔

جواب::: اس مسئلہ میں احناف اور شوافع کا اختلاف ہے۔۔۔۔

شوافع کا مؤقف اور دلیل::: امام شافعی نفاس پہ قیاس کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ حیض کا خون ہے کیونکہ دونوں خون عورت کے رحم سے آتے ہیں۔۔۔۔۔

احناف کا مؤقف اور دلیل::: احناف کے نزدیک یہ خون استحاضہ کا ہے حیض کا نہیں،، کیونکہ حمل کی وجہ سے عورت کے رحم کا منہ بند ہو جاتا ہے تو ولادت سے پہلے یا اکثر بچہ نکلنے سے پہلے حیض کا خون کیسے رحم سے آسکتا ہے ؟؟؟ امام شافعی نے نفاس پہ قیاس کیا ہے وہ بھی درست نہیں کیونکہ نفاس کا خون مکمل یا اکثر بچہ نکلنے کے بعد آتا ہے لہذا ان کا قیاس کرنا باطل ہے اور ثابت ہوا کہ یہ خون حیض کا نہیں بلکہ استحاضہ کا ہے۔۔۔۔۔

سوال::: اگر کسی عورت کے بطن سے گرے ہوئے بچے کے جسم کا بعض حصہ ظاہر ہو مثلاً انگلی یا ناخن وغیرہ تو کیا وہ عورت اس کی وجہ سے نفاس والی کہلائے گی ؟؟؟

جواب::: اگر کسی عورت کے بطن سے گرے ہوئے بچے کا بعض حصہ مثلاً انگلی یا ناخن وغیرہ نکل آئے تو اس بچے کا اعتبار کیا جائے گا اس کی وجہ سے وہ عورت نفاس والی ہو گی،، اگر لونڈی نے ایسا بچہ جنا تو وہ ام ولد ہو جائے گی اور اگر مطلقہ عورت جو کہ عدت میں ہے اس نے ایسا بچہ جنا تو اس کی عدت بھی پوری ہو جائے گی۔۔۔۔۔۔

سوال::: نفاس کی کم از کم مدت کتنی ہے ؟؟؟

جواب::: نفاس کی کم از کم مدت کی کوئی حد نہیں،، کیونکہ بچے کا پیدا ہونا اس بات کی علامت ہے کہ یہ خون عورت کے رحم سے آیا ہے اور بچے کی پیدائش کے بعد رحم سے آنے والا خون نفاس کہلاتا ہے تو اب یہاں کسی مدت کی ضرورت نہیں ہے کہ اتنے دن تک ہو گا تب نفاس مانا جائے گا جیسا کہ حیض کی کم از کم مدت تین دن ہے،، تو نفاس میں مدت کی کوئی شرط نہیں لہذا اس کی کم از کم مدت کی کوئی حد نہیں اگر بچہ پیدا ہونے کے بعد ایک گھڑی کے لیے خون آکر بند ہو گیا تو وہ عورت پاک مانی جائے گی۔۔۔۔۔۔

سوال::: نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت کتنی ہے ؟؟؟

جواب::: اس کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن ہے اور اگر چالیس دن سے زیادہ خون آئے تو وہ استحاضہ ہوگا کیونکہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نفاس والی عورت کے لیے چالیس دن مقرر کیے ہیں۔۔۔۔

یہ حدیث امام شافعی کے خلاف ہماری دلیل بنتی ہے کیونکہ ان کے نزدیک نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت ساٹھ دن ہے۔۔۔۔

سوال::: اگر عورت پہلے سے بچے پیدا کر چکی ہے اور اس کی نفاس کی عادت بن گئی ہے اور اس کو چالیس دن سے زیادہ خون آیا ہے تو اس صورت میں استحاضہ کب سے شمار ہوگا؟؟؟

جواب::: اگر اس کی نفاس کی عادت بن چکی ہے تو عادت سے زیادہ جتنے دن خون آئے گا وہ تمام دن استحاضہ کے ہوں گے،، یہاں چالیس دن کا اعتبار نہیں ہوگا بلکہ اس عورت کی عادت کے ایام کا اعتبار ہوگا۔۔۔۔۔۔

((مثلاً اگر عورت کی نفاس کی عادت بیس دن ہے اور اس کو پچاس دن خون آیا ہے تو یہاں اس کی عادت کا اعتبار کرتے ہوئے بیس سے اوپر والے تمام دن یعنی تیس دن استحاضہ کے شمار ہوں گے چالیس دن کا اعتبار نہیں کیا جائے گا))۔۔۔۔۔

سوال::: اگر وہ پہلی دفعہ بچہ پیدا کر رہی ہے اور اس کی نفاس کی عادت نہیں بنی ہوئی اور اس کو چالیس دن سے زیادہ خون آیا ہے تو اس کا نفاس کتنے دن کا مانا جائے گا اور استحاضہ کب سے شمار ہوگا؟؟؟

جواب::: اگر وہ پہلی دفعہ بچہ پیدا کر رہی ہے تو چالیس دن تک کے خون کو نفاس مانا جائے گا اور اس سے اوپر جتنے دن ہوں گے وہ استحاضے کے ہوں گے کیونکہ ابھی تک اس کی عادت نہیں بنی لہذا چالیس دن تک نفاس شمار کرنا ممکن ہے۔۔۔۔۔۔

سوال::: اگر کوئی عورت دو بچے جنے تو اس کا نفاس کس بچے کے بعد شمار کیا جائے گا؟؟؟

جواب::: اس مسئلہ میں آئمہ کا اختلاف ہے۔۔۔

شیخین فرماتے ہیں کہ اگر عورت نے دو بچے جنے تو پہلے بچے کے پیدا ہونے کے بعد اس کا نفاس شمار کیا جائے گا اگرچہ ان دونوں بچوں کی پیدائش میں چالیس دن کا فاصلہ ہو لیکن امام محمد اور امام زفر کا کہنا ہے کہ جب وہ دونوں بچے پیدا کر لے گی تب سے اس کا نفاس شمار ہوگا دلیل یہ ہے کہ وہ پہلا بچہ جننے کے بعد ابھی بھی حاملہ ہے تو جس طرح حاملہ عورت حائضہ نہیں ہو سکتی اسی طرح وہ نفاس والی بھی نہیں بن سکتی اور پھر امام محمد اور امام زفر اس مسئلہ کو مطلقہ کے عدت والے مسئلہ پہ قیاس کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اگر ایک مطلقہ عورت جو حاملہ ہے اور عدت میں ہے جب تک وہ اپنے دونوں بچے پیدا نہ کر لے گی تب تک اس کی عدت پوری نہیں ہوگی اسی طرح عورت جب تک دونوں بچے پیدا نہ کر لے تب تک وہ نفاس والی نہیں ہوگی۔۔۔۔

شیخین کی دلیل ہے کہ حاملہ کے رحم کا منہ اگرچہ بند ہوتا ہے لیکن جیسے ہی پہلے بچے کی ولادت ہوگی تب منہ کھل جائے گا اور جو خون نکلے گا وہ نفاس کا ہوگا،، باقی رہا مطلقہ عورت کا عدت والا مسئلہ جس پہ ان دونوں آئمہ نے قیاس کیا تھا تو اس کا جواب یہ ہے کہ عدت پوری ہونے کا تعلق وضع حمل کے ساتھ ہے اور جب اس نے ایک بچہ جنا تو اس نے بعض حمل وضع کیا اور جیسے ہی دوسرا بچہ پیدا کیا تب اس کی عدت پوری ہوگئی کیونکہ وہ مکمل حمل وضع کر چکی ہے لہذا نفاس والے مسئلہ کو عدت والے مسئلہ پہ قیاس کرنا درست نہیں۔۔۔۔۔

((باب الانجاس وتطہیرھا))

سوال::: اگر نمازی کے بدن، کپڑے یا نماز والی جگہ پہ نجاست لگی ہو تو اس کا صاف کرنے کا کیا حکم ہے؟؟؟

جواب::: اس کو صاف کرنا واجب ہے کیونکہ اللہ پاک کا فرمان ہے""وثیابک فطھر""

ترجمہ::: اور اپنے کپڑوں کو خوب پاک کرو۔۔۔۔۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک عورت حاضر ہوئی اور اس نے حیض کے خون کے بارے میں پوچھا جو کپڑوں کو لگ جاتا ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا""اس کو رگڑو پھر کھرچو اور پانی سے دھوڈالو،،اور تمہیں اس کا داغ کوئی نقصان نہیں دے گا""۔۔۔۔۔۔

مذکورہ بالا آیت اور حدیث سے ثابت ہوا کہ کپڑے کو پاک کرنا واجب ہے،،جب کپڑے میں اس کا وجوب ثابت ہو گیا تو بطریق الدلالہ بدن اور مکان میں بھی اس کا وجوب ثابت ہو گا کیونکہ نماز کی حالت میں نمازی کا بدن، کپڑا اور نماز پڑھنے کی جگہ ان تینوں کو استعمال کیا جاتا ہے۔۔۔۔۔۔

سوال::: کس کس چیز سے نجاست کو زائل کر سکتے ہیں؟؟؟

جواب::: اس مسئلہ میں شیخین کا امام محمد،امام زفر اور امام شافعی کے ساتھ اختلاف ہے۔۔۔۔

امام محمد،امام زفر اور امام شافعی کا مؤقف اور دلیل::: ان کے نزدیک صرف پانی سے ہی نجاست کو زائل کر سکتے ہیں کیونکہ قیاس اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ جب پانی نجس چیز سے ملے گا تو پہلی ملاقات سے وہ بھی ناپاک ہو جائے گا اور ناپاک چیز طہارت کا فائدہ نہیں دیتی لیکن پانی میں اس قیاس کو ضرورتا چھوڑ دیا گیا کیونکہ اگر پانی سے بھی پاکی حاصل نہیں ہو گی تو بہت زیادہ حرج لازم آئے گا۔۔۔۔۔۔

شیخین کا مؤقف اور دلیل::: یہ فرماتے ہیں کہ ہر مائع مثلا سرکہ، عرق گلاب اور ان جیسی دیگر چیزیں جنہیں اگر نچوڑا جائے تو نچڑ جائیں ان سے نجاست کو زائل کیا جاسکتا ہے،،کیونکہ مائع چیز نجاست کو اکھیڑنے والی ہے اور ان کے اندر پاکی کی صفت نجاست کو اکھیڑنے اور زائل کرنے کی وجہ سے ہے،،اور رہی بات اول ملاقات کی وجہ سے پانی کے ناپاک ہونے کی تو پانی کا ناپاک ہونا نجاست کے اجزاء کی مجاورت کی وجہ سے ہے اور جب یہ نجاست زائل ہو جائے گی تو محل نجاست پاک ہو جائے گا۔۔۔۔

سوال::: کیا نجاست زائل کرنے میں کپڑے اور بدن میں کوئی فرق کیا جائے گا؟؟؟

جواب::: صاحب قدوری نے ان میں فرق نہیں کیا یعنی کپڑوں اور بدن کو پانی اور ہر مائع سے پاک کیا جاسکتا ہے،،امام کا اعظم کا بھی یہی مؤقف ہے اور امام ابو یوسف سے بھی اسی طرح کی ایک روایت مروی ہے لیکن ایک روایت میں انہوں نے بدن اور کپڑوں میں فرق کیا ہے کہ کپڑے کو پانی اور ہر مائع سے پاک کیا جاسکتا ہے جبکہ بدن کو صرف پانی سے ہی پاک کیا جائے گا۔۔۔۔۔۔

سوال::: اگر موزے کو جرم دار نجاست مثلا لید، پائخانہ وغیرہ لگ جائے تو اس کو کس طرح پاک کیا جائے گا؟؟؟

جواب::: اس مسئلہ میں امام محمد اور شیخین کا اختلاف ہے۔۔۔۔

امام محمد کا مؤقف اور دلیل::: آپ فرماتے ہیں کہ منی کے علاوہ بقیہ جرم دار نجاست لگنے کی صورت میں موزے کو دھویا جائے گا،، صرف زمین پر ملنا کافی نہیں رہے گا کیونکہ نجاست کے اجزاء موزے کے اندر سرایت کر چکے ہیں پس اس نجاست کو خشک کر کے زمین پر ملنے سے وہ نجاست زائل نہیں ہو گی لہذا موزہ دھونا ہو گا۔۔۔۔۔

شیخین کا مؤقف اور دلیل::: شیخین فرماتے ہیں کہ اگر موزے پر جرم دار نجاست لگی اور وہ خشک ہو گئی تو اس موزے کو زمین پر ملنے سے وہ پاک ہو جائے گا۔۔۔۔
شیخین کی نقلی دلیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے""اگر موزوں کو نجاست لگی ہو تو انہیں زمین سے پونچھ لو کیونکہ زمین ان کو پاک کرنے والی ہے""۔۔۔۔۔

عقلی دلیل یہ ہے کہ چمڑے کی سختی کی وجہ سے اس میں نجاست کے اجزاء بہت کم داخل ہوتے ہیں،، پھر نجاست کا جرم ان اجزاء کو جذب کرلیتا ہے تو جب وہ جرم زائل ہو گیا تو بقیہ اجزاء جو اس نے جذب کیے تھے وہ بھی اس کے ساتھ ہی زائل ہو جائیں گے اور موزہ پاک ہو جائے گا۔۔۔۔۔

سوال::: اگر موزے کو تر نجاست لگی ہے تو اس کو کیسے صاف کیا جائے گا؟؟؟

جواب::: اس صورت میں اسے دھویا جائے گا کیونکہ زمین کے ساتھ پونچھنے کی صورت میں نجاست زیادہ پھیل جائے گی اور وہ موزہ پاک نہیں ہو گا۔۔۔

لیکن امام ابو یوسف رحمۃاللہ علیہ عموم بلوی اور حدیث کے مطلق ہونے کی وجہ سے حکم لگاتے ہیں کہ اگر زمین پہ ملنے کی صورت میں اس پہ نجاست کا اثر باقی نہیں رہتا تو وہ پاک ہو جائے گا۔۔۔۔۔

سوال::: اگر موزے کو پیشاب لگ گیا اور خشک ہو گیا تو اس کو پاک کرنے کی کیا صورت ہے؟؟؟

جواب::: مذکورہ صورت میں موزہ صرف دھونے سے پاک ہو گا کیونکہ وہ نجاست جس کا جرم نہ ہو مثلا پیشاب، شراب وغیرہ تو اس کے اجزاء موزے میں سرایت کر جاتے ہیں اور ان کا کوئی جرم بھی نہیں ہے کہ ان اجزاء کو جذب کرلے تو دھونا ضروری ہو جائے گا۔۔۔۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ اگر موزے پہ پیشاب لگا اور اس پیشاب پہ ریت لگ گئی پھر وہ خشک ہو گیا تو اس کو زمین پر ملنے سے موزہ پاک ہو جائے گا کیونکہ اس صورت میں ریت اس کا جرم ہو گی۔۔۔۔۔

سوال::: اگر کپڑے پہ پیشاب لگ جائے تو وہ کیسے پاک ہو گا؟؟؟

جواب::: کپڑے پہ پیشاب لگنے کی صورت میں اسے دھونا ضروری ہو گا کیونکہ کپڑے کے ڈھیلے پن ہونے کی وجہ سے نجاست کے کثیر اجزاء اس میں داخل ہو جاتے ہیں پس وہ دھونے کی صورت میں ہی پاک ہو گا۔۔۔۔۔

سوال::: کپڑے پہ منی لگنے کی صورت میں اس کو پاک کرنے کا کیا طریقہ کار ہے؟؟؟

جواب::: اگر منی تر ہے تو اس کو دھونا واجب ہے اور اگر منی خشک ہو گئی تو اس کو کھرچنے سے کپڑا پاک ہو جائے گا کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہ سے فرمایا تھا""اگر وہ((یعنی منی)) تر ہے تو اسے دھولو اور اگر وہ خشک ہو گئی ہے تو اس کو کھرچ لو""۔۔۔۔۔۔

سوال::: منی پاک ہے یا ناپاک؟؟؟

جواب::: شوافع کے نزدیک منی پاک ہے لیکن احناف کے نزدیک منی ناپاک ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا""پانچ چیزوں کی وجہ سے کپڑے کو دھویا جائے گا"""اور پھر ان پانچ میں منی کا تذکرہ بھی کیا،، پس اگر منی پاک ہوتی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی وجہ سے کپڑا دھونے کا حکم کیوں دیتے؟؟؟

سوال::: اگر بدن پہ منی لگ جائے تو اس کو کیسے پاک کیا جائے گا؟؟؟

جواب::: ماوراءالنہر کے مشائخ کا کہنا ہے کہ عموم بلوی کی وجہ سے صرف منی کھرچنے سے جسم پاک ہو جائے گا،، لیکن امام اعظم فرماتے ہیں کہ بدن کو دھونا ضروری ہو گا کیونکہ بدن کی حرارت منی کو جذب کر جاتی ہے پس اس کو کھرچنا ممکن نہیں لہذا جسم دھویا جائے گا۔۔۔۔

سوال::: شیشے یا تلوار پہ نجاست لگنے کی صورت میں کیا کیا جائے گا؟؟؟

جواب::: مذکورہ صورت میں ان دونوں کو پونچھنے سے وہ پاک ہو جائیں گے کیونکہ نجاست شیشے یا تلوار میں داخل نہیں ہوئی پس صرف پونچھنے سے نجاست زائل ہو جائے گی اور چیز پاک ہو جائے گی۔۔۔۔۔

سوال::: اگر زمین پہ نجاست لگی اور سورج کی وجہ سے خشک ہو گئی تو کیا اس زمین پہ نماز پڑھ سکتے ہیں؟؟؟

جواب::: مذکورہ مسئلہ میں احناف کا امام زفر اور امام شافعی کے ساتھ اختلاف ہے۔۔۔۔۔

امام زفر اور امام شافعی کا مؤقف اور دلیل::: ان کا کہنا ہے کہ اس زمین پہ نماز نہیں پڑھ سکتے کیونکہ نجاست زائل کرنے والی چیز نہیں پائی گئی،، اسی وجہ سے اس زمین کی مٹی سے تیمم کرنا بھی جائز نہیں۔۔۔۔۔

احناف کا مؤقف اور دلیل::: ہمارے نزدیک اگر زمین سے نجاست کا اثر جاتا رہا ہے تو اس پہ نماز ہو جائے گی کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا""زمین کا پاک ہونا اس کا خشک ہونا ہے""((یعنی تر ناپاک زمین خشک ہونے سے پاک ہو جائے گی))۔۔۔۔۔۔۔

رہی بات اس زمین سے تیمم کے ناجائز ہونے کی تو وہ اس وجہ سے ہے کہ تیمم کے لیے پاک مٹی کا ہونا نص قرآنی سے ثابت ہے اور اس زمین کا خشک ہونے کی وجہ سے پاک ہونا خبر واحد سے ثابت ہے لہذا اس زمین پہ نماز تو ہو جائے گی لیکن اس کی مٹی سے تیمم جائز نہیں ہو گا۔۔۔۔۔۔

سوال::: نجاست غلیظہ کسے کہتے ہیں؟؟؟

جواب::: وہ نجاست جس کے نجس ہونے پہ دلیل قطعی موجود ہو مثلا:::پیشاب، شراب، خون، مرغی کی بیٹ اور گدھے کا پیشاب وغیرہ۔۔۔۔۔

سوال::: نمازی کے بدن یا کپڑوں پہ نجاست مغلظہ کی کتنی مقدار لگی ہو تو وہ اس میں نماز پڑھ سکتا ہے؟؟؟

جواب::: اگر یہ مقدار ایک درھم کی مقدار یا اس سے کم لگی ہو تو نماز جائز ہے لیکن اگر درھم سے زیادہ ہو گئی تب جائز نہیں۔۔۔۔

امام شافعی اور امام زفر کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے،، یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں کہ نجاست چاہے تھوڑی ہو یا زیادہ اس کے ساتھ نماز جائز نہیں ہو گی کیونکہ وہ نص جو پاکی کو واجب کرتی ہے وہ اس بات میں کوئی فرق نہیں کرتی کہ نجاست تھوڑی ہونی چاہیے یا زیادہ۔۔۔۔۔

احناف کی دلیل یہ ہے قلیل نجاست سے بچنا ممکن نہیں لہذا قلیل کو معاف کر دیا جائے گا،، استنجاء کی جگہ کا اعتبار کرتے ہوئے ایک درھم کی مقدار کو معین کر دیا گیا ہے۔۔۔۔۔۔

سوال::: نجاست غلیظہ کا حکم لگانے میں درھم کے سائز کا اعتبار ہو گا یا اس کے وزن کا؟؟؟

جواب::: اگر نجاست پتلی ہو تو سائز کا اعتبار ہو گا کہ جتنا درھم کا پھیلاؤ ہے اگر اس سے زیادہ ہو گئی تو نماز جائز نہیں ہو گی،، اور اگر نجاست کثیف ہے تو وزن کا اعتبار ہو گا،، درھم کا وزن ایک مثقال تک ہوتا ہے اگر کثیف نجاست ایک مثقال کے برابر لگی ہو گی تو اس میں نماز جائز نہیں ہو گی۔۔۔۔۔

سوال::: نجاست خفیفہ کی کتنی مقدار معاف ہے؟؟؟

جواب::: اگر نجاست خفیفہ مثلا ماکول اللحم جانوروں کا پیشاب کپڑے کی چوتھائی سے کم ہو تو اس میں نماز جائز ہے،، اس مسئلہ میں چوتھائی کو کل کے قائم مقام کیا گیا ہے یعنی اگر چوتھائی کپڑا ناپاک ہو تو پورے کپڑے کے ناپاک ہونے کا حکم لگایا جائے گا کیونکہ چوتھائی کل کے قائم مقام ہے۔۔۔۔۔۔

اب کس کا چوتھائی مراد ہے اس میں فقہاء کا اختلاف ہے،، امام اعظم کے نزدیک وہ کپڑا جس میں نماز پڑھنا جائز ہو مثلا تہبند اس کا چوتھائی مراد ہے،، ایک قول یہ ہے کہ یہاں اس جگہ کا چوتھائی مراد ہے جہاں نجاست لگی ہوئی ہو مثلا دامن وغیرہ،، امام ابو یوسف کے نزدیک اگر لمبائی اور چوڑائی میں ایک ایک بالشت تک نجاست لگی ہو تو وہ چوتھائی ہو گا۔۔۔۔۔

سوال::: حلال جانوروں کا پیشاب شیخین کے نزدیک کس وجہ سے نجاست خفیفہ ہے؟؟؟

جواب::: امام اعظم کے نزدیک اس لیے نجاست خفیفہ ہے کیونکہ اس کے پاک یا ناپاک ہونے میں دلائل کا تعارض ہے لیکن امام ابو یوسف کے نزدیک اس لیے نجاست خفیفہ ہے کیونکہ اس کی پاکی یا ناپاکی میں مجتہدین کا اختلاف ہے۔۔۔۔۔۔۔۔

سوال::: اگر کپڑے پہ گوبر یا لید درھم کی مقدار سے زیادہ لگ جائے تو کیا اس میں نماز ادا کرنا جائز ہو گی؟؟؟ اختلاف آئمہ مع دلائل بیان کریں۔۔۔۔

جواب::: اس مسئلہ میں امام اعظم اور صاحبین کا اختلاف ہے۔۔۔۔

امام اعظم کا مؤقف اور دلیل::: امام اعظم کے نزدیک یہ نجاست غلیظہ ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لید کے بارے میں فرمایا""یہ ناپاک ہے"" اور ایک درھم کی مقدار سے زائد ہونے کی صورت میں اس کپڑے میں نماز ادا کرنا جائز نہیں ہو گی،، چونکہ امام اعظم کے نزدیک نجاست غلیظہ وہ نجاست ہے جس کے خلاف کوئی نص وارد نہ ہو اور لید کی نجاست کے بارے میں وارد ہونے والی نص کے خلاف کوئی بھی روایت موجود نہیں ہے لہذا یہ امام اعظم کے نزدیک نجاست غلیظہ ہے اور نجاست غلیظہ اگر ایک درھم سے زائد لگی ہو تو اس میں نماز جائز نہیں ہو گی۔۔۔۔

صاحبین کا مؤقف اور دلیل::: صاحبین کے نزدیک جب تک وہ چوتھائی کی مقدار کو نہیں پہنچتی تب تک اس کپڑے میں نماز جائز ہو گی کیونکہ گوبر اور لید وغیرہ ان کے نزدیک نجاست خفیفہ ہے۔۔۔۔۔

صاحبین اپنے مؤقف پہ دو دلائل دیتے ہیں:::

(1) اس میں اجتہاد کی گنجائش ہے کیونکہ امام مالک کے نزدیک یہ چیزیں پاک ہیں اور صاحبین کے نزدیک اگر کسی نجاست کے بارے میں فقہاء کا اختلاف ہو جایے تو وہ نجاست خفیفہ ہوتی ہے لہذا ثابت ہوا گوبر اور لید نجاست خفیفہ ہے۔۔۔۔۔

(2) اس میں ضرورت پائی جا رہی ہے کیونکہ راستے گوبر اور لید سے بھرے ہوتے ہیں اور ضرورت کی وجہ سے بھی نجاست خفیفہ ثابت ہو جاتی ہے لہذا ثابت ہوا کہ گوبر اور لید نجاست خفیفہ ہے۔۔۔۔۔

سوال::: اگر صاحبین نے لید اور گوبر کو ضرورت کے پیش نظر نجاست خفیفہ قرار دیا ہے تو گدھے کے پیشاب کو نجاست غلیظہ کیوں کہا ہے؟؟؟ کیا گدھے کی لید کی طرح اس کے پیشاب میں ضرورت ثابت نہیں ہے؟؟؟

جواب::: گدھے کے پیشاب میں ضرورت ثابت نہیں ہے کیونکہ وہ زمین میں جذب ہو جاتا ہے لہذا اس کا پیشاب نجاست غلیظہ ہے لیکن لید نجاست خفیفہ ہے کیونکہ وہ زمین میں جذب نہیں ہوتی۔۔۔۔۔۔

سوال::: صاحبین نے ضرورت کے پیش نظر لید کو نجاست خفیفہ قرار دیا تھا،، امام اعظم اس کا کیا جواب دیتے ہیں؟؟؟

جواب::: امام اعظم فرماتے ہیں کہ یہ ضرورت بس جوتوں میں ثابت ہوتی ہے کپڑوں میں نہیں،، جب جوتوں میں ضرورت ثابت ہو گئی تو وہ آگے متعدی نہیں ہو گی لہذا لید محض جوتوں کے حق میں نجاست خفیفہ ہے اسی لیے جوتے رگڑنے سے وہ پاک ہو جائیں گے۔۔۔۔۔۔

سوال::: کیا ماکول اللحم جانوروں اور غیر ماکول اللحم جانوروں کے درمیان کوئی فرق ہے؟؟؟

جواب::: ہمارے آئمہ ثلاثہ کے نزدیک ان میں کوئی فرق نہیں یعنی جس طرح ماکول اللحم جانوروں کا گوبر اور لید ناپاک ہے اسی طرح غیر ماکول اللحم جانوروں کا گوبر اور لید وغیرہ بھی ناپاک ہے ((البتہ اس گوبر اور لید کو نجاست غلیظہ میں شمار کیا جائے گا یا نجاست خفیفہ میں،، اس کا بیان اوپر گزر چکا ہے))۔۔۔۔

امام زفر ان میں فرق کرتے ہیں،، غیر ماکول اللحم جانوروں کے گوبر کو امام اعظم کی موافقت کرتے ہوئے نجاست غلیظہ قرار دیتے ہیں اور ماکول اللحم جانوروں کے گوبر کو صاحبین کی موافقت کرتے ہوئے نجاست خفیفہ قرار دیتے ہیں۔۔۔۔

https://chat.whatsapp.com/E7cNsewqBAZ7XFU5RzygUY Designed by [Umar Raza]

سوال::: اگر کپڑے پہ گھوڑے کا پیشاب لگ گیا تو کیا اس کپڑے میں نماز جائز ہو گی ؟؟؟

جواب::: شیخین کے نزدیک جب تک وہ پیشاب چوتھائی تک نہیں پہنچ جاتا تب تک اس میں نماز ہو جائے گی کیونکہ ان کے نزدیک یہ نجاست خفیفہ ہے،، امام ابو یوسف کے نزدیک نجاست خفیفہ اس لیے ہے کیونکہ اس کی نجاست اور طہارت میں فقہاء کا اختلاف ہے اور امام اعظم کے نزدیک اس لیے نجاست خفیفہ ہے کیونکہ اس کے پاک یا ناپاک ہونے کے بارے میں دلائل کا تعارض ہے۔۔۔۔۔

امام محمد فرماتے ہیں کہ گھوڑے کا پیشاب اگر کپڑے کو لگا ہو تو اس میں نماز جائز ہو گی اگرچہ چوتھائی سے زیادہ ہی کیوں نہ لگا ہو کیونکہ ان کے نزدیک ماکول اللحم جانوروں کا پیشاب پاک ہے۔۔۔۔۔۔

سوال::: اگر کپڑے یا بدن پہ درھم کی مقدار سے زیادہ حرام پرندوں کی بیٹ لگ گئی تو کیا نماز ہو جائے گی ؟؟؟

جواب::: شیخین کے نزدیک اس صورت میں نماز ہو جائے گی جبکہ امام محمد کے نزدیک نماز نہیں ہو گی۔۔۔۔

اب یہ اختلاف نجاست میں ہے یا مقدار میں،، اس کے حوالے سے صحیح قول یہ ہے کہ یہ اختلاف مقدار میں ہے ((نجاست میں اختلاف ہونے سے مراد ہے کہ آیا حرام جانوروں کی بیٹ شیخین کے نزدیک پاک ہے اور امام محمد کے نزدیک ناپاک ہے جس کی بناء پہ شیخین اس بیٹ کے ساتھ نماز جائز قرار دیتے ہیں ؟؟؟ مقدار میں اختلاف سے مراد ہے کہ آیا شیخین کے نزدیک یہ نجاست خفیفہ ہے اور امام محمد کے نزدیک نجاست غلیظہ ہے جس کی بناء پہ شیخین نے اس کے ساتھ نماز کے جواز کا فتویٰ دیا ہے،، درست قول یہی ہے کہ یہ اختلاف مقدار میں ہے یعنی اس کے ناپاک ہونے پہ سب متفق ہیں لیکن یہ نجاست غلیظہ ہے یا نجاست خفیفہ اس بارے میں اختلاف ہے)) امام محمد کے نزدیک یہ بیٹ نجاست غلیظہ ہے کیونکہ نجاست خفیفہ تب ہوتی جب کوئی ضرورت پائی جاتی لیکن یہاں کوئی ضرورت نہیں پائی جا رہی جس کی بناء پہ یہ نجاست غلیظہ ہے،، صاحبین فرماتے ہیں کہ پرندوں کی بیٹ ہوا میں سے گرتی ہے اور اس سے بچنا ممکن ہے لہذا یہ نجاست خفیفہ ہے اور اگر درھم سے زائد لگی ہے ((اور چوتھائی تک نہیں پہنچتی)) تو نماز ہو جائے گی۔۔۔۔۔

سوال::: اگر حرام پرندوں کی بیٹ کسی برتن میں گر جائے تو کیا وہ برتن ناپاک ہو جائے گا ؟؟؟

جواب::: اس کے بارے میں دو اقوال ہیں:::

(1) برتن ناپاک ہو جایے گا۔۔۔۔

(2) برتن ناپاک نہیں ہو گا کیونکہ برتنوں کو اس سے بچانا ممکن نہیں۔۔۔۔۔

سوال::: اگر کسی کو مچھلی کا خون یا خچر یا گدھے کا لعاب ایک درھم کی مقدار سے زیادہ لگ گیا تو کیا اس کی نماز ہو جائے گی ؟؟؟

جواب:: جی ہاں اس کی نماز اس حالت میں ہو جایے گی کیونکہ مچھلی کا خون حقیقت میں خون نہیں ہے لہذا وہ ناپاک بھی نہیں ہے تو نماز ہو جائے گی،، لیکن امام ابو یوسف اسے نجاست خفیفہ گمان کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اگر چوتھائی کی مقدار تک یہ خون پہنچ جاتا ہے تو نماز نہیں ہو گی۔۔۔۔۔

گدھے یا خچر کے لعاب کے ساتھ نماز اس لیے ہو جائے گی کیونکہ اس کے پاک یا ناپاک ہونے میں شک ہے اور شک سے یقین زائل نہیں ہوتا لہذا نماز درست ہے۔۔۔۔۔

سوال::: اگر کسی شخص کے کپڑوں یا بدن پہ سوئی کے سوراخ کی مقدار پیشاب کے چھینٹے لگ گئے تو کیا وہ ناپاک ہو جایے گا ؟؟؟

جواب::: جی نہیں،، کیونکہ ان چھینٹوں سے بچنا ممکن نہیں لہذا اتنی مقدار میں لگ جانے سے کوئی ناپاک نہیں ہو گا۔۔۔۔۔

سوال::: نجاست کی کتنی اور کون سی اقسام ہیں ؟؟؟

جواب::: نجاست کی دواقسام ہیں:::

(1)نجاست مرئیہ یعنی جسے دیکھا جاسکے----

(2)نجاست غیر مرئیہ یعنی جسے نہ دیکھا جاسکے----

سوال::: اگر کسی کپڑے پہ نجاست مرئیہ لگی ہوئی ہے تو وہ کپڑا کب پاک ہوگا؟؟؟

جواب::: اس کو دھویا جائے اور جب وہ نجاست نظر آنا بند ہوگئی تو کپڑا پاک ہو جایے گا مگر بعض نجاستیں ایسی بھی ہوتی ہیں جن کا اثر باقی رہ جاتا ہے اور اسے دور کرنا مشکل ہوتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں-----

نجاست کے زائل ہونے کے بعد کپڑے کو دھونا ضروری نہیں اگرچہ ایک ہی دفعہ دھونے سے نجاست اتر جائے-----

سوال::: غیر مرئی نجاست سے کپڑا کب پاک ہوگا؟؟؟

جواب::: جو نجاست دکھائی نہیں دیتی مثلا پیشاب وغیرہ تو اسے دھویا جائے گا اور جب اس کے اترنے کا ظن غالب ہو جایے گا تو کپڑا پاک ہو جایے گا،، فقہاء نے فرمایا کہ اسے تین دفعہ دھویا جائے گا کیونکہ تین دفعہ دھونے سے ظن غالب حاصل ہو جاتا ہے اور ہر دفعہ اس کپڑے کو نچوڑا بھی جائے گا-----

((فصل فی الا ستنجاء))

سوال::: استنجاء کا کیا حکم ہے؟؟؟

جواب::: استنجاء کرنا سنت ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پہ ہمیشگی اختیار فرمائی ہے----

سوال::: استنجاء کس کس چیز سے کرنا جائز ہے؟؟؟ نیز اس کی کیفیت کیا ہے؟؟؟

جواب::: پتھر اور جو اس کے قائم مقام ہے اس سے استنجاء کرنا جائز ہے،، پتھروں کے ذریعے وہ محل نجاست کو پونچھے یہاں تک کہ وہ صاف ہو جائے کیونکہ مقصد صفائی حاصل کرنا ہے-----

سوال::: کیا استنجاء کرنے میں پتھروں کی تعداد معین ہے؟؟؟

جواب::: جی نہیں،، لیکن امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تین پتھروں ((یا ڈھیلوں)) کے ساتھ مسح کیا جائے گا کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا """اور تم میں سے استنجاء کرنے والے کو چاہیے کہ تین پتھروں سے استنجاء کرے""،، ہماری دلیل یہ فرمان ہے""" جو استنجاء کرے تو طاق اعداد میں کرے ((یعنی طاق عدد ڈھیلوں کے ساتھ کرے)) پس جس نے یہ کیا اس نے اچھا کیا اور جس نے یوں نہیں کیا تو اس میں کوئی حرج نہیں"""-----

امام شافعی نے جو حدیث روایت کی ہے وہ یا تو متروک ہے یا پھر استحباب پہ مبنی ہے ((یعنی تین پتھروں کا استعمال کرنا مستحب ہے))،، اگر ایک پتھر کے تین کونے ہیں اور اس نے ان سے استنجاء کیا تو یہ بالاجماع جائز ہے لہذا ثابت ہوا کہ پتھروں کی تعداد معین نہیں ہے-----

سوال::: استنجاء میں پانی کے استعمال کا کیا حکم ہے؟؟؟

جواب::: پتھروں سے استنجاء کرنے کے بعد پانی کے ساتھ استنجاء کرنا افضل ہے اور اس میں زیادہ پاکی بھی پائی جارہی ہے،، چنانچہ اللہ پاک نے ایسے لوگوں کی تعریف فرمائی ہے:::

ترجمہ::: اس ((مسجد)) میں وہ لوگ ہیں جو خوب پاک ہونا پسند کرتے ہیں-----

یہ آیت ایسی قوم کے بارے نازل ہوئی جو پتھروں سے استنجاء کرنے کے بعد پانی سے استنجاء کیا کرتے تھے اور پھر اس میں زیادہ ادب بھی پایا جا رہا ہے۔۔۔۔۔

امام حسن بصری فرماتے ہیں کہ ہمارے زمانے میں پانی سے استنجاء کرنا سنت ہے،، جب نجاست کے زائل ہونے کا ظن غالب ہو جایے تب تک پانی سے استنجاء کیا جائے،، پانی کو کتنی دفعہ استعمال کرنا ہے اس کی کوئی تعداد معین نہیں ہے ہاں اگر کسی شخص کو وسوسے آتے ہوں تو اسے تین دفعہ استنجاء کرنا چاہیے جبکہ بعض کہتے ہیں کہ سات دفعہ کرنا چاہیے۔۔۔۔۔۔

سوال::: اگر نجاست مخرج سے تجاوز کر جائے تو اسے کس چیز کے ساتھ زائل کیا جائے گا؟؟؟

جواب::: اس صورت میں اسے پانی یا کسی اور مائع چیز سے زائل کیا جائے گا کیونکہ پتھر سے پونچھنا کافی نہیں ہو گا،، موضع استنجاء میں پتھر سے استنجاء کرنا خلاف قیاس جائز قرار دیا گیا ہے اور جو چیز خلاف قیاس ہو وہ آگے متعدی نہیں ہوتی لہذا مخرج سے تجاوز کرنے والی نجاست کو پتھر یا ڈھیلے کے ساتھ زائل نہیں کیا جائے گا بلکہ وہاں پانی کا استعمال کرنا ضروری ہے۔۔۔۔۔۔

سوال::: نجاست کی کتنی مقدار نماز سے مانع ہے؟؟؟

جواب::: شیخین کے نزدیک مخرج کے علاوہ کی نجاست اگر درھم سے زائد ہو تب نماز نہیں ہو گی،، وہ نجاست جو مخرج پہ لگی ہے اس کا اعتبار نہیں کیا جائے گا جبکہ امام محمد فرماتے ہیں کہ استنجاء کی جگہ پہ لگنے والی نجاست کا بھی اعتبار کیا جائے گا۔۔۔۔۔

سوال::: کیا گوبر، ہڈی یا کھانے کے ذریعے استنجاء کیا جا سکتا ہے؟؟؟

جواب::: جی نہیں،، کیونکہ گوبر اور ہڈی سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے استنجاء کرنے سے منع کیا ہے لیکن اس کے باوجود اگر کوئی شخص ان دونوں میں سے کسی ایک سے استنجاء کر لیتا ہے تو وہ ہو جائے گا کیونکہ مقصود حاصل ہو گیا ہے،، گوبر سے استنجاء کرنا اس لیے منع کیا گیا کیونکہ وہ خود نجاست ہے اور ہڈی سے استنجاء کرنا اس لیے منع ہے کیونکہ وہ جنات کی غذا ہے۔۔۔۔۔

کھانے کے ساتھ استنجاء کرنا اس لیے ممنوع ہے کیونکہ اس میں کھانے کو ضائع کرنا اور اسراف کرنا پایا جا رہا ہے۔۔۔۔۔

سوال::: دائیں ہاتھ سے استنجاء کرنے کا کیا حکم ہے؟؟؟

جواب::: دائیں ہاتھ سے استنجاء کرنا ممنوع ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔۔۔۔۔

((کتاب الصلاۃ))

((باب المواقیت))

سوال::: فجر کا وقت کب سے کب تک ہوتا ہے؟؟؟

جواب::: جب فجر ثانی ((یعنی فجر صادق)) طلوع ہو جاتی ہے تب اس کا وقت شروع ہوتا ہے اور یہ سورج طلوع ہونے تک رہتا ہے۔۔۔۔۔

دلیل یہ ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو دن امامت کروائی،، پہلے دن فجر صادق کے طلوع ہوتے وقت نماز پڑھائی اور دوسرے دن جب سفیدی پھیل گئی اور سورج طلوع ہونے کے قریب ہو گیا تب نماز پڑھائی اور کہا """جو وقت ان دونوں اوقات کے درمیان ہے وہی وقت آپ کے لیے اور آپ کی امت کے لیے فجر کا وقت ہے"""۔۔۔۔۔۔۔

سوال::: فجر صادق کسے کہتے ہیں؟؟؟

جواب::: فجر صادق سے مراد وہ سفیدی ہے جو چوڑائی میں آسمان پہ پھیلتی ہے۔۔۔۔۔

سوال::: """فجر کاذب""" کسے کہتے ہیں؟؟؟ نیز یہ بتائیں کیا اس کا اعتبار ہو گا؟؟؟

جواب::: نماز فجر کے سلسلے میں صبح کاذب کا اعتبار نہیں کیا جائے گا((بلکہ صبح صادق کا اعتبار کیا جائے گا)) کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا""" لوگو!!! تمہیں بلال کی اذان دھوکے میں نہ ڈال دے((کیونکہ وہ تہجد کے لیے اذان دیتے ہیں))اور نہ فجر مستطیل دھوکے میں ڈالے،، فجر تو وہ ہے جو افق میں پھیلی ہوتی ہے"""-----

فجر کاذب وہ سفیدی ہے جو آسمان پہ لمبائی میں ظاہر ہوتی ہے اور اس کے بعد تاریکی آجاتی ہے-----

سوال::: ظہر کا وقت کب شروع ہوتا ہے؟؟؟

جواب::: جب سورج زائل ہو جائے تب ظہر کا وقت شروع ہو جاتا ہے کیونکہ جبرائیل علیہ السلام نے پہلے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سورج کے زائل ہونے کے وقت نماز پڑھائی-----

سوال::: ظہر کے آخری وقت میں اختلاف آئمہ مع دلائل بیان کریں-----

جواب::: ظہر کے آخری وقت کے بارے میں صاحبین اور امام اعظم کا اختلاف ہے:::

صاحبین کا مؤقف اور دلیل::: صاحبین کے نزدیک اور امام اعظم کی ایک روایت کے مطابق جب ہر چیز کا سایہ اس کی مثل ہو جائے تب تک ظہر کا وقت شمار کیا جائے گا کیونکہ جبرائیل علیہ السلام نے پہلے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نماز عصر اسی وقت پڑھائی تھی-----

امام اعظم کا مؤقف اور دلیل::: امام اعظم کے نزدیک جب ہر چیز کا سایہ """سایہ اصلی""" کے علاوہ دو مثل ہو جائے تب تک ظہر کا وقت باقی رہے گا کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا"""ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھو کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کی شدت کی وجہ سے ہے"""،، اور عرب کے علاقے میں شدید گرمی اسی وقت ہوتی ہے جب سایہ ایک مثل ہو-----

اس تعارض کی وجہ سے یہ نتیجہ نکلا کہ شک کی وجہ سے ظہر کا وقت سایہ کے دو مثل ہونے کے وقت تک رہے گا-----

سوال::: سایہ اصلی کسے کہتے ہیں؟؟؟

جواب::: زوال کے وقت اشیاء کا سایہ """سایہ اصلی""" کہلاتا ہے----

سوال::: عصر کا وقت کب سے شروع ہو گا اور کب تک رہے گا؟؟؟

جواب::: عصر کا وقت ظہر کے وقت کے بعد شروع ہو گا اور غروب آفتاب تک رہے گا کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا""" جس نے سورج غروب ہونے سے پہلے عصر کی ایک رکعت پالی تو اس نے نماز عصر کو پالیا-----

سوال::: نماز مغرب کا وقت کب شروع ہوتا ہے اور کب ختم ہوتا ہے؟؟؟ اختلاف آئمہ مع دلائل بیان کریں----

جواب::: نماز مغرب کا وقت غروب آفتاب کے بعد شروع ہو جاتا ہے----

یہ وقت کب تک رہتا ہے اس میں احناف اور شوافع کا اختلاف ہے:::

شوافع کا مؤقف اور دلیل::: امام شافعی کے نزدیک نماز مغرب کے وقت میں وسعت نہیں ہے،، یہ شروع ہونے کے بعد اتنی مقدار تک باقی رہتا ہے کہ ایک شخص اس میں تین رکعات نماز ادا کر سکے---ان کی دلیل یہ ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دونوں دن ایک ہی وقت میں

نماز مغرب پڑھائی((اگر نماز مغرب کے وقت میں توسیع ہوتی تو حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دونوں دن ایک ہی وقت میں نماز نہ پڑھاتے))۔۔۔۔۔۔

احناف کا مؤقف اور دلیل::: احناف کے نزدیک مغرب کا وقت تب تک رہے گا جب تک ""شفق"" غائب نہ ہو جائے۔۔۔دلیل یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا""نماز مغرب کا اول وقت سورج غروب ہونے کے وقت ہے اور آخری وقت شفق کے غائب ہونے تک ہے""۔۔۔۔۔۔۔

امام شافعی کی پیش کی گئی روایت مکروہ وقت سے بچنے پہ محمول ہے کیونکہ نماز مغرب میں تاخیر کرنا مکروہ ہے((اور یہ بات احناف کو بھی تسلیم ہے))۔۔۔۔۔۔

سوال::: شفق سے کیا مراد ہے؟؟؟اختلاف آئمہ مع دلائل سپرد قلم کریں۔۔۔۔۔

جواب:::

صاحبین اور امام شافعی کا مؤقف مع دلیل::: صاحبین،امام شافعی اور امام اعظم کی ایک روایت کے مطابق سورج غروب ہونے کے بعد جو سرخی آسمان پہ ظاہر ہوتی ہے اسے ""شفق"" کہتے ہیں،،دلیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے ""شفق سرخی ہے""۔۔۔۔۔۔

امام اعظم کا مؤقف اور دلیل::: امام اعظم کے نزدیک سورج غروب کے بعد والی سرخی کے بعد جو سفیدی آسمان پہ ظاہر ہوتی ہے اسے شفق کہتے ہیں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا""مغرب کا آخری وقت افق کے سیاہ ہونے تک ہے""((سورج غروب ہونے کے بعد افق سرخ ہوگا،پھر سفید ہوگا اور پھر سیاہ ہوگا،،پس ثابت ہوا کہ شفق سفیدی کو کہتے ہیں))۔۔۔۔۔

امام اعظم کی جانب سے رد::: وہ روایت جسے صاحبین اور امام شافعی نے روایت کیا ہے وہ موقوف ہے اور اس میں صحابہ کا اختلاف ہے جبکہ امام اعظم والی روایت مرفوع ہے۔۔۔۔۔۔

سوال::: عشاء کا اول وقت اور آخری وقت بیان کریں۔۔۔۔

جواب::: عشاء کا اول وقت شفق کے غائب ہونے کے بعد کا ہے اور فجر صادق طلوع ہونے تک اس کا وقت باقی رہتا ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا""عشاء کا آخری وقت فجر((صادق)) کے طلوع ہونے تک ہے""۔۔۔۔۔۔

یہ حدیث امام شافعی کے خلاف حجت ہے کیونکہ ان کے نزدیک عشاء کا آخری وقت تہائی رات تک باقی رہتا ہے۔۔۔۔۔۔

سوال::: وتر کب سے کب تک پڑھے جا سکتے ہیں؟؟؟اختلاف آئمہ مع دلائل تحریر کریں۔۔۔۔۔

جواب:::

صاحبین کا مؤقف اور دلیل::: صاحبین کے نزدیک وتر کا وقت عشاء کی نماز کے بعد سے لے کر صبح صادق کے طلوع ہونے تک ہے،،دلیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے""تم عشاء اور فجر صادق کے طلوع ہونے کے درمیان وتر پڑھو""((اس سے صاحبین نے استدلال کیا کہ وتر نماز عشاء کے بعد پڑھے جائیں گے))۔۔۔۔۔۔

امام اعظم کا مؤقف::: امام اعظم فرماتے ہیں جو عشاء کا وقت ہے وہی وتر کا وقت ہے لیکن عشاء کی نماز اور وتر میں ترتیب واجب ہے اس لیے جان بوجھ کر وتر کو عشاء کی نماز پہ مقدم نہیں کرنا چاہیے((اس صورت میں اعادہ کرنا لازم ہوگا لیکن اگر بھول کر وتر عشاء سے پہلے پڑھ لیے تو اعادہ لازم نہیں ہوگا جبکہ صاحبین کے نزدیک اس صورت میں بھی اعادہ ہوگا))۔۔۔۔۔۔۔

سوال::: فجر کا مستحب وقت بیان کریں۔۔۔۔

جواب::: فجر کو روشنی میں پڑھنا مستحب ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا"""فجر کو روشن کرکے پڑھو کیونکہ وہ وقت ثواب کے اعتبار سے بڑھا ہوا ہے""،،یہ حدیث امام شافعی کے خلاف حجت ہے کیونکہ ان کے نزدیک ہر نماز کو جلدی ادا کرنا مستحب ہے۔۔۔۔۔

سوال::: ظہر کا مستحب وقت کیا ہے؟؟؟

جواب::: گرمیوں میں ظہر کو ٹھنڈا کرکے پڑھنا اور سردیوں میں جلدی پڑھنا مستحب ہے کیونکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں"""نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سردی میں ظہر جلدی ادا فرماتے تھے جبکہ گرمی میں ٹھنڈا کرکے ادا فرماتے تھے""۔۔۔۔۔۔۔

سوال::: عصر کو کب تک موخر کرنا مستحب ہے؟؟؟

جواب::: سردیوں اور گرمیوں دونوں موسموں میں جب تک سورج نہ بدلے تب تک عصر کو مؤخر کرنا مستحب ہے کیونکہ عصر کے بعد نوافل ادا کرنا مکروہ ہے لہذا عصر کو جتنا مؤخر کیا جائے گا اتنے زیادہ نوافل پڑھنے کا موقع ملے گا۔۔۔لیکن خیال رہے کہ عصر کو مکروہ وقت تک مؤخر نہیں کرنا چاہیے،،عصر کا مکروہ وقت تب شروع ہوتا ہے جب سورج کی ٹکیا میں تبدیلی واقع ہو اور آنکھ اس پہ ٹھہر سکے۔۔۔۔۔

سوال::: مغرب کا مستحب وقت کون سا ہے؟؟؟

جواب::: مغرب کو جلدی ادا کرنا مستحب ہے کیونکہ یہودیوں کی تشبیہ کی وجہ سے اس کو مؤخر کرنا مکروہ ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان بھی ہے"""میری امت ہمیشہ خیر پہ قائم رہے گی جب تک وہ مغرب کو جلدی اور عشاء کو مؤخر کرکے ادا کرتی رہے گی""۔۔۔۔۔۔

سوال::: عشاء کا مستحب وقت کون سا ہے؟؟؟

جواب::: عشاء کو تہائی رات تک موخر کرنا مستحب ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا"""اگر مجھے اپنی امت پہ مشقت کا خوف نہ ہوتا تو میں عشاء کو تہائی رات تک موقوف کرتا""۔۔۔۔۔۔عشاء کو مؤخر کرنے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ عشاء کے بعد فضول گوئی سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے تو جب عشاء کو مؤخر کرکے ادا کیا جائے گا تو لوگ جلدی جلدی گھر چلے جائیں گے اور فضول گوئی سے بچ سکیں گے۔۔۔۔۔۔۔

ایک قول یہ ہے کہ عشاء میں جلدی کی جائے تاکہ جماعت میں کمی نہ ہو جائے۔۔۔۔

سوال::: کیا نماز عشاء کو نصف رات تک مؤخر کیا جاسکتا ہے؟؟؟

جواب::: پیچھے ہم نے نماز عشاء کو جلدی پڑھنے اور مؤخر کرنے کے بارے میں پڑھا اور دونوں دلائل میں تعارض تھا کہ ایک قول کے مطابق عشاء کو جلدی پڑھا جائے تاکہ جماعت میں کمی نہ ہو اور دوسرے قول کے مطابق مؤخر کرکے پڑھا جائے تاکہ بعد میں فضول باتوں سے بچ سکیں،،پس ان دونوں چیزوں کو مد نظر رکھ کر فقہاء نے یہ حکم لگایا کہ نماز عشاء کو نصف رات تک مؤخر کرنا جائز ہے ہاں آخری نصف تک مؤخر کرنا مکروہ ہے کیونکہ اس میں جماعت کی کمی پائی جائے گی۔۔۔۔

سوال::: کیا نماز تہجد کے ساتھ وتر کو ادا کیا جاسکتا ہے؟؟؟

جواب::: جی ہاں،،جو شخص نماز تہجد ادا کرتا ہے تو اسے چاہیے کہ وتر تہجد کے ساتھ پڑھے لیکن اگر کسی کو اپنے جاگنے کا یقین نہیں تو وہ وتر پڑھ کر سوئے۔۔۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا"""جسے اس بات کا خوف ہو کہ وہ رات کے آخری حصے میں نہیں اٹھ سکے گا پس اسے چاہیے کہ رات کے پہلے حصے میں وتر پڑھ لے اور جسے امید ہو کہ رات کے آخر میں بیدار ہو جائے گا تو وہ رات کے آخری حصے میں وتر ادا کرے۔۔۔۔۔۔

سوال::: جس دن بادل چھائے ہوں اس دن نمازوں کے مستحب اوقات کیا ہوں گے؟؟؟

جواب::: بادل والے دن فجر، ظہر اور مغرب کو مؤخر کرنا مستحب ہے جبکہ عشاء اور عصر کو جلدی پڑھنا مستحب ہے کیونکہ عشاء کو مؤخر کرنے میں بارش کی وجہ سے جماعت کی کمی کا خطرہ ہے اور عصر کو مؤخر کرنے میں اس بات کا خطرہ ہے کہ کہیں مکروہ وقت شروع نہ ہو جائے جبکہ فجر میں یہ وہم نہیں کیونکہ اس کی مدت دراز ہوتی ہے۔۔۔۔۔

امام اعظم فرماتے ہیں کہ احتیاط کی وجہ سے تمام نمازوں میں تاخیر کرنی چاہیے کیونکہ نماز وقت کے بعد ادا کی جاسکتی ہے وقت سے پہلے نہیں۔۔۔۔

((فصل فی الاوقات التی تکرہ فیھا الصلاۃ))

سوال::: نماز کے اوقات مکروہہ کتنے اور کون سے ہیں؟؟؟

جواب::: نماز کے تین اوقات مکروہہ ہیں:::

(1)سورج طلوع ہونے کے وقت

(2)زوال کے وقت

(3)سورج غروب ہونے کے وقت

دلیل یہ ہے کہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تین اوقات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں نماز ادا کرنے اور مردے دفن کرنے سے منع کیا((یہاں مردے دفن کرنے سے مراد نماز جنازہ ہے کیونکہ مردہ دفن کرنے کے لیے کوئی بھی وقت مکروہ نہیں))سورج طلوع ہونے کے وقت یہاں تک کہ وہ بلند ہو جائے اس کے زوال کے وقت یہاں تک کہ وہ زائل ہو جائے اور غروب آفتاب کے وقت حتیٰ کہ وہ غروب ہو جائے۔۔۔۔

یہ حدیث امام شافعی کے خلاف حجت ہے کیونکہ ان کے نزدیک ان اوقات میں فرض نماز ہر جگہ پڑھنی جائز ہے جبکہ مکہ میں فرائض کے ساتھ ساتھ نوافل بھی پڑھنا جائز ہیں،،ان کے علاوہ یہ حدیث امام ابو یوسف کے خلاف بھی حجت ہے کیونکہ ان کے نزدیک بروز جمعہ زوال کے وقت نفل پڑھنے کی اجازت ہے۔۔۔۔۔۔

سوال::: مکروہ اوقات میں نماز جنازہ اور سجدہ تلاوت کا کیا حکم ہے؟؟؟

جواب::: ان کو بھی ادا کرنا مکروہ ہے،،نماز جنازہ کے مکروہ ہونے کی دلیل حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ والی حدیث ہے اور سجدہ تلاوت اس لیے مکروہ ہے کیونکہ اس میں بھی نماز کا معنی پایا جاتا ہے۔۔۔۔۔

سوال::: کیا ایسے اوقات ہیں جن میں فرض ادا کرنا جائز ہے جبکہ نوافل پڑھنا مکروہ ہیں؟؟؟

جواب::: جی ہاں،،دو اوقات ایسے ہیں جن میں فرائض پڑھنا جائز ہے جبکہ نوافل پڑھنا مکروہ ہیں:::

(1)فجر کے بعد سورج طلوع ہونے تک

(2)عصر کے بعد سورج غروب تک

دلیل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔۔۔۔۔

سوال::: فجر اور عصر کے بعد قضا نماز، سجدہ تلاوت اور نماز جنازہ کا کیا حکم ہے؟؟؟

جواب::: ان دونوں اوقات میں قضا نماز، سجدہ تلاوت اور نماز جنازہ ادا کرنا بلکل جائز ہے اس میں کوئی کراہت نہیں،،ان اوقات میں فرض کے حق کی وجہ سے نوافل کو مکروہ کہا گیا ہے تاکہ پورے وقت میں فرائض میں مشغول رہا جائے لہذا ان دو اوقات میں فرائض کو ادا کرنا اور وہ چیزیں جو بالذات واجب ہوں یعنی عبادت مقصودہ ہوں ان کو ادا کرنا بلکل جائز ہے۔۔۔وہ چیزیں جو بالذات واجب نہ ہوں بلکہ بندے کے فعل کی وجہ سے واجب ہوں مثلا:::نذر مانی ہوئی نماز، طواف کے

بعد کی دو رکعات اور وہ نماز جسے شروع کر کے توڑ دیا جائے ان سب چیزوں کو ان دو اوقات میں ادا کرنا مکروہ ہو گا کیونکہ یہ بالذات واجب نہیں ہوئیں بلکہ بندے کے فعل سے واجب ہوئی ہیں۔۔۔۔۔۔

سوال::: فجر اور عصر کے بعد کے اوقات کے علاوہ مزید کون سے اوقات ہیں جن میں نوافل ادا کرنا مکروہ ہیں ؟؟؟

جواب::: مصنف نے مزید تین اوقات بیان کیے ہیں:::

(1) صبح صادق کے طلوع ہونے کے بعد فجر کی دو سنتوں کے علاوہ نوافل پڑھنا مکروہ ہیں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پوری امت سے سب سے زیادہ نماز سے محبت کرنے والے تھے لیکن اس کے باوجود انہوں نے اس وقت میں دو سے زائد رکعات ادا نہیں کیں۔۔۔۔۔

(2) غروب آفتاب کے بعد مغرب کی نماز سے پہلے نوافل پڑھنا مکروہ ہیں کیونکہ نماز مغرب میں تاخیر ہو گی۔۔۔۔۔۔

(3) جب جمعہ کے دن امام خطبہ دینے کے لیے نکلے تب بھی نوافل پڑھنا مکروہ ہیں یہاں تک کہ امام خطبے سے فارغ ہو جائے کیونکہ خطبہ سننا واجب ہے اگر وہ نوافل میں مشغول ہوا تو خطبہ نہیں سن سکے گا۔۔۔۔۔۔

((باب الاذان))

سوال::: کن نمازوں کے لیے اذان دینا سنت ہے ؟؟؟

جواب::: پانچوں نمازوں اور جمعہ کی نماز کے لیے اذان دینا سنت ہے کیونکہ یہ متواتر احادیث سے ثابت ہے،، اذان اسی طریقے سے دی جائے گی جس طرح آسمان سے نازل ہونے والے فرشتے نے دی تھی۔۔۔۔۔۔

سوال::: اذان میں ترجیع کا کیا حکم ہے ؟؟؟ اختلاف آئمہ مع دلائل بیان کریں۔۔۔۔۔

جواب:::

شوافع کا مؤقف اور دلیل::: امام شافعی کے نزدیک اذان میں ترجیع ثابت ہے ((ترجیع یہ ہے کہ اشھدان لاالہ الا اللہ اور اشھدان محمدا رسول اللہ کو دو دو دفعہ آہستہ پڑھنے کے بعد دو دفعہ بلند آواز سے پڑھا جائے گا)) دلیل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابو محذورہ کو ترجیع کا حکم دیا تھا ((یعنی چار چار دفعہ شھادتین کہنے کا حکم دیا تھا))۔۔۔۔۔۔

احناف کا مؤقف اور دلیل::: احناف کے نزدیک اذان میں ترجیع ثابت نہیں ہے کیونکہ اذن کے حوالے سے جتنی بھی مشہور احادیث ہیں کسی میں ترجیع کا ذکر نہیں آیا،، وہ روایت جسے امام شافعی نے اپنی دلیل بنایا اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابو محذورہ کو بطور تعلیم اعادہ کرنے کا حکم دیا تھا لیکن امام شافعی نے اسے ترجیع سمجھ لیا،، پس یہ درست نہیں۔۔۔۔۔۔

سوال::: فجر کی اذان میں """حی علی الفلاح""" کے بعد کیا پڑھا جائے گا ؟؟؟

جواب::: فجر کی اذان میں حی علی الفلاح کے بعد """الصلاۃ خیر من النوم""" پڑھا جائے گا،، دلیل یہ ہے کہ ایک دفعہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آرام کرتے ہوئے پایا تو کہا """الصلاۃ خیر من النوم""" ((بیدار ہونے کے بعد)) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا """اے بلال یہ جملہ کتنا ہی اچھا ہے پس تم اسے اپنی اذان میں شامل کر لو"""۔۔۔۔۔۔

ان الفاظ کو صرف فجر کی اذان کے ساتھ خاص کیا گیا ہے کیونکہ یہ وقت غفلت اور نیند کا وقت ہوتا ہے۔۔۔۔۔۔

سوال::: اقامت کا کیا طریقہ کار ہو گا ؟؟؟

جواب::: اقامت اذان کی طرح ہے یعنی جس طرح اذان میں تمام کلمات دو دو مرتبہ کہے جاتے ہیں اسی طرح تمام کلمات دو دو مرتبہ کہیں جائیں گے اور حی علی الفلاح کے بعد """قد قامت الصلاۃ""" کا اضافہ کیا جائے گا اور یہ جملہ بھی دو دفعہ کہا جائے گا کیونکہ آسمان سے نازل ہونے والے فرشتے نے اسی طرح کیا تھا۔۔۔

یہ حدیث ہمارے لیے امام شافعی کے خلاف حجت ہے کیونکہ ان کے نزدیک """قد قامت الصلاۃ""" کے علاوہ اقامت کے بقیہ تمام جملے ایک ایک مرتبہ ادا کیے جائیں گے ((جبکہ ہمارے نزدیک تمام جملے دو دو مرتبہ ادا کیے جائیں گے))۔۔۔۔۔۔

سوال::: اذان اور اقامت کو آہستہ آہستہ ادا کیا جائے گا یا تیزی سے؟؟؟

جواب::: اذان کو آہستہ آہستہ ادا کیا جائے گا اور اقامت کو تیز تیز پڑھا جائے گا کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے """جب تم اذان پڑھو تو آہستہ آہستہ ادا کرو اور جب تم اقامت کہو تو تیزی سے کہو"""((صاحب ہدایہ کے نزدیک یہ ایک مستحب امر ہے))۔۔۔۔۔

سوال::: اذان اور اقامت کے دوران چہرے کو کس جانب کیا جائے گا؟؟؟

جواب::: اذان اور اقامت کے دوران چہرے کو قبلہ کی جانب کیا جائے گا کیونکہ آسمان سے نازل ہونے والے فرشتے نے اسی طرح کیا تھا،، اگر قبلے کی طرف منہ نہ کیا جائے تب بھی جائز ہے کیونکہ مقصود حاصل ہو رہا ہے لیکن یہ عمل خلاف سنت ہونے کی وجہ سے مکروہ ہو گا۔۔۔۔۔۔

سوال::: اذان میں حی علی الصلاۃ اور حی علی الفلاح کہتے ہوئے دائیں بائیں چہرہ کیوں گھمایا جائے گا؟؟؟

جواب::: اذان میں یہ کلمات کہتے ہوئے چہرہ دائیں بائیں گھمایا جائے گا کیونکہ مؤذن قوم سے خطاب کر رہا ہے پس یہ خطاب کامل طور پر ہونا چاہیے۔۔۔۔۔۔

سوال::: مؤذن کا """صومعہ""" میں گھومنا کیسا ہے؟؟؟

جواب::: جواب سے پہلے تمہید سمجھیں کہ پرانے زمانے میں مینارے کی طرح اذان دینے کے لیے ایک صومعہ بنایا جاتا تھا،، مؤذن حی علی الصلاۃ اور حی علی الفلاح کہتے وقت اپنا سر باہر نکال کر یہ کلمات ادا کرتا تھا تو اس بارے میں یہ مسئلہ ہے کہ اگر صومعہ تھوڑا سا بڑا ہے اور ایک ہی جگہ پہ کھڑے ہو کر اپنا سر باہر نکال کر یہ کلمات ادا کرنا ممکن نہ ہوں تو گھومنے کی اجازت ہے ((یعنی پیدل چل کر سر باہر نکال کر یہ کلمات ادا کرنے کی اجازت ہے)) لیکن اگر گھومے بغیر سر باہر نکال کر یہ کلمات ادا ہو سکتے ہیں تو گھومنے کی حاجت نہیں۔۔۔۔۔۔

سوال::: مؤذن کے لیے کانوں میں انگلیاں رکھنے کا کیا حکم ہے؟؟؟

جواب::: مؤذن کے لیے افضل ہے کہ وہ کانوں میں انگلیاں رکھے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت بلال کو اس کا حکم دیا تھا اور چونکہ اذان کا مقصد لوگوں تک نماز کا پیغام پہنچانا ہے تو آدمی کانوں میں انگلیاں دے کر زیادہ اونچا بول سکتا ہے اس لیے کانوں میں انگلیاں رکھنی چاہئیں لیکن اگر کوئی ایسا نہیں کرتا تو بھی ٹھیک ہے کیونکہ یہ سنت اصلیہ نہیں ہے۔۔۔۔۔۔

سوال::: تثویب کسے کہتے ہیں؟؟؟ نیز اس کا کیا حکم ہے؟؟؟

جواب::: تثویب کا مطلب ایک دفعہ اطلاع دینے کے بعد دوبارہ اطلاع دینا اور یہ اذان و اقامت کے درمیان دی جاتی ہے تاکہ لوگ نماز کی طرف آئیں۔۔۔۔۔

سوال::: تثویب کس نے ایجاد کی؟؟؟

جواب::: یہ طریقہ سب سے پہلے علماء کوفیین نے ایجاد کیا کیونکہ لوگوں میں سستی پیدا ہو چکی تھی اس بات کے پیش نظر علماء کوفیین نے یہ طریقہ ایجاد کیا۔۔۔۔۔۔

سوال::: کیا تثویب صرف فجر کے ساتھ خاص ہے؟؟؟

جواب::: پہلے پہل علماء نے اسے فجر کے ساتھ خاص کیا لیکن متاخرین نے اسے ہر نماز کے لیے مستحسن قرار دیا۔۔۔۔

سوال::: کیا تثویب صرف امراء کے ساتھ خاص ہے؟؟؟ نیز امام ابو یوسف نے تثویب کو امراء کے ساتھ خاص کیوں کیا؟؟؟

جواب::: امام ابو یوسف کے نزدیک مؤذن امراء، قاضی وغیرہ کے لیے تثویب کہے اس میں کوئی حرج نہیں جبکہ امام محمد فرماتے ہیں کہ جماعت کے معاملے میں تمام مسلمان برابر ہیں لہذا تثویب کے معاملے میں بھی برابر ہونے چاہئیں۔۔۔۔

امام ابو یوسف نے تثویب کو امراء کے ساتھ اس لیے خاص کیا تھا کیونکہ یہ مسلمانوں کے کاموں میں مشغول ہوتے ہیں۔۔۔۔

سوال::: اذان اور اقامت کے درمیان بیٹھنے کا کیا حکم ہے؟؟؟ اختلاف آئمہ مع دلائل بیان کریں۔۔۔

جواب::: مغرب کے علاوہ بقیہ چاروں نمازوں میں اذان اور اقامت کے درمیان بیٹھا جائے گا لیکن مغرب میں اختلاف ہے۔۔۔۔

صاحبین کا مؤقف اور دلیل::: صاحبین فرماتے ہیں کہ مغرب کی نماز کے وقت اذان اور اقامت کے درمیان تھوڑی دیر بیٹھا جائے گا کیونکہ وصل ((یعنی اذان و اقامت کو ملانا)) مکروہ ہے،، اذان اور اقامت کے دوران صرف تھوڑی دیر چپ رہنا فصل کے لیے کافی نہیں ہے کیونکہ اتنا فاصل تو اذان کے جملوں میں بھی پایا جاتا ہے پس جس طرح دو خطبوں کے درمیان بیٹھا جاتا ہے اسی طرح اذان و اقامت کے درمیان تھوڑی دیر کے لیے بیٹھا جائے گا۔۔۔۔۔

امام اعظم کا مؤقف اور دلیل::: امام اعظم فرماتے ہیں کہ مغرب میں اذان و اقامت کے درمیان نہیں بیٹھا جائے گا کیونکہ تاخیر مکروہ ہے اور تھوڑی دیر چپ رہنے سے جو فصل حاصل ہو گیا وہی کافی ہے۔۔۔۔

پھر امام اعظم صاحبین کے خطبہ پر کیے جانے والے قیاس کو رد فرماتے ہیں کہ اذان و اقامت اور دونوں خطبوں کے درمیان دو فرق ہیں:::

(1) دونوں خطبوں کا مقام ایک ہی ہوتا ہے جبکہ اذان و اقامت کا مقام ایک نہیں ہوتا کیونکہ اذان مسجد سے باہر ہوتی ہے اور اقامت مسجد کے اندر ہوتی ہے پس جگہ علیحدہ علیحدہ ہونے کی وجہ سے فصل ہو گیا۔۔۔

(2) دوسرا فرق یہ ہے کہ دونوں خطبوں کو پڑھنے کا انداز ایک ہی ہے جبکہ اذان و اقامت میں ایسا نہیں ہے کیونکہ اذان کو آہستہ آہستہ پڑھا جاتا ہے جبکہ اقامت کو تیز تیز پڑھا جاتا ہے،، لہذا اذان و اقامت کو خطبوں پہ قیاس نہیں کیا جا سکتا۔۔۔۔

امام شافعی کا مؤقف::: امام شافعی کے نزدیک مغرب کی اذان اور اقامت میں دو نفل پڑھ کر فاصلہ کیا جائے گا۔۔۔

سوال::: کیا مؤذن کے لیے احکام شرع کا عالم ہونا ضروری ہے؟؟؟

جواب:: ضروری نہیں ہے بلکہ مستحب ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے """تمہارے لیے تم میں سے اچھا آدمی اذان دے""" ((لہذا مستحب ہے کہ مؤذن عالم بالشرع ہونا چاہیے))۔۔۔۔۔

سوال:: قضاء نمازوں کے لیے اذان و اقامت کا کیا حکم ہے؟؟؟

جواب::: قضاء نماز کے لیے اذان اور اقامت کہی جائے گی کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لیلۃ التعریس کی صبح کو فجر کی نماز قضاء فرمائی تو اذان بھی کہی اور اقامت بھی۔۔۔

یہ حدیث امام شافعی کے خلاف حجت ہیں،، ان کے نزدیک محض اقامت ہی کافی ہے۔۔۔۔

سوال::: اگر کسی شخص کی ایک سے زائد نمازیں قضا ہوئی ہیں تو کیا وہ ہر نماز کے لیے علیحدہ علیحدہ اذان و اقامت کہے گا؟؟

جواب::: اگر ایک سے زائد نمازیں قضا ہوئی ہیں تو اسے چاہیے کہ پہلی کے لیے اذان و اقامت کہ لے اور بقیہ نمازوں میں اسے اختیار ہے چاہے تو اذان و اقامت کہ لے تاکہ قضاء ادا کے مطابق ہو جائے اور چاہے تو صرف اقامت پہ اقتصار کرے کیونکہ اذان لوگوں کو بلانے کے لیے کہی جاتی ہے جبکہ یہاں تو سب لوگ پہلے سے موجود ہیں۔۔۔۔۔

سوال:: کیا اذان و اقامت بغیر وضو ادا ہو جائے گی؟؟؟

جواب::: مناسب تو یہی ہے کہ اذان و اقامت وضو کر کے کہی جائے لیکن اگر اذان بغیر وضو کہی تو جائز ہے کیونکہ اذان ذکر ہے نماز نہیں پس اس کے لیے وضو کرنا مستحب ہے جیسا کہ زبانی قرآن کریم پڑھنے کے لیے وضو مستحب ہے۔۔۔۔۔

اقامت بغیر وضو کہنا مکروہ ہے کیونکہ اگر بغیر وضو اقامت کہے گا تو پھر وضو کرنے جائے گا اور یوں اذان و اقامت کے درمیان فاصلہ ہو جائے گا۔۔۔

ایک روایت کے مطابق اقامت بغیر وضو کہنا مکروہ نہیں ہے کیونکہ یہ دو اذانوں میں سے ایک اذان ہے۔۔۔۔۔

ایک روایت کے مطابق اذان بغیر وضو دینا مکروہ ہے کیونکہ وہ لوگوں کو نماز کے لیے بلا رہا ہے اور خود وضو کرنے جا رہا ہے۔۔۔

سوال::: حالت جنابت میں اذان کا کیا حکم ہے؟؟؟

جواب::: حالت جنابت میں اذان دینا مکروہ ہے کیونکہ ایک روایت کے مطابق جب بغیر وضو اذان دینا مکروہ ہے تو حالت جنابت میں اذان دینا بدرجہ اولی مکروہ ہو گا۔۔۔۔۔۔

سوال::: بغیر وضو اذان دینا کیوں جائز ہے اور حالت جنابت میں اذان دینا کیوں مکروہ ہے؟؟؟

جواب::: ((پیچھے اذان کے بارے میں دو روایات گزری تھیں جن میں سے ایک یہ تھی کہ بغیر وضو اذان دینا جائز ہے تو اس روایت کی بناء پہ یہ سوال کیا گیا ہے))۔۔۔۔

اذان کی دو حیثیتیں ہیں:::

(1) یہ حقیقت میں نماز نہیں ہے اس لیے بغیر وضو ہو جائے گی۔۔۔۔

(2) یہ نماز کے مشابہ ہے کیونکہ اس میں تکبیر وغیرہ پائی جا رہی ہے اس لیے حالت جنابت میں اذان دینا مکروہ ہے۔۔۔۔

سوال::: جامع صغیر میں بغیر وضو اور غسل اذان و اقامت کہنے کے بارے میں کیا کہا گیا ہے؟؟؟

جواب::: جامع صغیر میں ہے کہ اگر بغیر وضو اذان و اقامت کہی جائے تو اس کا اعادہ نہیں کیا جائے گا کیونکہ یہ حدث شدید نہیں بلکہ خفیف ہے۔۔۔۔۔

اگر حالت جنابت میں اذان و اقامت کو کہا جائے تو اس کے لوٹانے کے بارے میں دو روایات ہے،، ایک یہ ہے کہ لوٹانا مستحب ہے لیکن اگر نہ لوٹائی تب بھی کوئی مسئلہ نہیں کیونکہ نماز ان دونوں کے بغیر ہو جائے گی،، دوسری روایت یہ ہے کہ لوٹانا واجب ہے۔۔۔۔۔۔

سوال::: اگر عورت اذان دے تو کیا حکم ہے؟؟؟

جواب::: اگر عورت اذان دے تو مستحب یہ ہے کہ اذان لوٹائی جائے تاکہ سنت طریقے سے ادا ہو جائے۔۔۔۔

سوال::: اگر وقت سے پہلے اذان دی تو کیا اسے لوٹایا جائے گا؟؟؟ اختلاف آئمہ مع دلائل بیان کریں۔۔۔۔

جواب::: امام اعظم اور محمد کے نزدیک اگر وقت سے پہلے اذان دی تو اذان کو لوٹایا جائے گا کیونکہ اس وجہ سے لوگ شبہ میں پڑ جائیں گے۔۔۔۔۔

امام شافعی اور امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ فجر کے لیے رات کے آخری نصف میں اذان دینا جائز ہے کیونکہ اہل حرمین کا طریقہ چلتا آرہا ہے۔۔۔۔

https://chat.whatsapp.com/E7cNsewqBAZ7XFU5RzygUY Designed by [Umar Raza]

ان کا ردیہ ہے اہل حرمین جو رات کے آخری نصف میں اذان دیتے تھے وہ تہجد کے لیے ہوتی تھی اور امام ابو یوسف اور امام شافعی کے مؤقف کے خلاف ایک حدیث بھی موجود ہے کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت بلال سے فرمایا""" اذان نہ دو یہاں تک کہ فجر اس طرح واضح ہو جائے""" اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھوں کو چوڑائی میں پھیلایا۔۔۔

سوال::: کیا مسافر نماز کے لیے اذان واقامت کہیں گے ؟؟؟

جواب::: مسافر اذان واقامت کہے گا کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابو ملیکہ کے بیٹوں سے فرمایا""" جب تم دونوں سفر کرو تو تم میں سے ایک اذان و اقامت کہے""" ،، اگر مسافت اذان واقامت دونوں کو چھوڑ دے گا تو یہ مکروہ ہے لیکن اگر صرف اقامت پہ اکتفاء کرے گا تو جائز ہے کیونکہ اذان لوگوں کو بلانے کے لیے دی جاتی اور وہاں سب لوگ پہلے سے موجود ہیں جبکہ اقامت نماز شروع کرنے لیے دی جاتی ہے اور وہ اس کے محتاج ہیں لہذا اقامت کہی جائے گی۔۔۔۔

سوال::: اگر کوئی شخص اپنے گھر میں نماز ادا کرے تو کیا اسے اذان واقامت کہنی چاہیے ؟؟؟

جواب::: اگر کہہ لے تو بہتر ہے تاکہ نماز """ جماعت """ کی ہیئت پہ ادا ہو،، لیکن اگر نہیں کہی تب بھی کوئی مسئلہ نہیں کیونکہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے""" محلے کی اذان ہمیں کافی ہے"""۔۔۔۔

((باب شروط الصلاۃ التی تتقدمھا))

سوال::: نماز کی شرائط پہ ہدایہ کی روشنی میں تفصیلا نوٹ لکھیں۔۔۔

جواب::: ہدایہ میں چھ شرائط بیان کی گئی ہیں:::

(1) جگہ کا پاک ہونا

(2) کپڑوں کا پاک ہونا،، کیونکہ اللہ پاک کا فرمان ہے""" وَثِیَابَکَ فَطَہِّرۡ""" اور اپنے کپڑے پاک رکھو۔۔۔

(3) بدن کا پاک ہونا

اللہ پاک کا فرمان ہے""" وَاِنۡ کُنۡتُمۡ جُنُبًا فَاطَّہَّرُوۡا ؕ""" اور اگر تم جنبی ہو تو خوب پاک ہو جاؤ۔۔۔۔

(4) اپنے ستر کو چھپانا،، کیونکہ اللہ عزوجل کا فرمان ہے:::

ترجمہ::: اے ابن آدم ہر مسجد کے وقت زینت اختیار کرو۔۔۔

اس کا مطلب ہے کہ ہر نماز کے وقت زینت اختیار کرو یعنی اتنا کپڑا پہنو کہ تمہارا ستر چھپ سکے۔۔۔۔۔ آیت کے علاوہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان بھی موجود ہے""" لا صلاۃ لحائض الا بخمار""" یعنی بالغہ کی نماز دوپٹے کے ساتھ ہو گی۔۔۔۔

(5) جو نماز شروع کر رہا ہے اس کی نیت کرنا کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا""" اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے""" اس کے علاوہ عقلی دلیل یہ ہے کہ نماز کی ابتداء قیام یعنی کھڑے ہونے کی حالت میں ہوتی ہے اور کھڑا ہونا انسان کے کھانے پینے اور دیگر کاموں کے لیے بھی ہوتا ہے پس نیت کرنے سے پتا چل جائے گا کہ یہ کھڑا ہونا نماز کی وجہ سے ہے نہ کہ کسی اور کام کی وجہ سے۔۔۔۔

(6) قبلہ کی طرف منہ کرنا کیونکہ اللہ پاک کا فرمان ہے""" اپنے چہروں کو قبلے کی طرف پھیرو"""۔۔۔۔

سوال::: مرد کا ستر کہاں سے کہاں تک ہے ؟؟؟

جواب::: مرد کا ستر ناف سے لے کر گھٹنوں تک ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا"""مرد کا ستر ناف سے گھٹنے تک ہے"""،،اس سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ ناف ستر میں شامل نہیں لیکن امام شافعی فرماتے ہیں کہ ناف ستر میں ہے،،احناف کے نزدیک گھٹنا ستر میں شامل ہے کیونکہ ہم حدیث مبارک میں آنے والا لفظ"""الی"""کو"""مع"""کے معنی میں کرتے ہیں((یعنی گھٹنہ ستر کے ساتھ ہے))اور ہمارے مؤقف پہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک اور قول بھی دلالت کرتا ہے کہ """گھٹنا ستر میں شامل ہے"""،،امام شافعی کے نزدیک گھٹنا ستر میں شامل نہیں۔۔۔۔۔۔

سوال::: آزاد عورت کا ستر بیان کریں۔۔۔۔۔

جواب::: سوائے چہرے اور ہتھیلی کے آزاد عورت کا مکمل بدن ستر میں شامل ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا"""عورت چھپا ہوا ستر ہے"""چہرہ اور ہتھیلی کو مجبوری کی وجہ سے ستر میں شامل نہیں کیا گیا۔۔۔۔

اس سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ قدم ستر میں شامل ہیں لیکن ایک روایت کے مطابق قدم ستر میں شامل نہیں ہیں اور یہی زیادہ صحیح قول ہے۔۔۔۔۔۔۔

سوال::: اگر نماز کے دوران عورت کی پنڈلی کا چوتھائی یا تہائی حصہ کھلا رہا تو کیا نماز ہو جائے گی؟؟؟اختلاف آئمہ مع دلائل بیان کریں۔۔۔۔۔

جواب:::

طرفین کا مؤقف اور دلیل::: طرفین کے نزدیک نماز کے دوران اگر عورت کی پنڈلی کا چوتھائی یا تہائی حصہ کھلا رہا تو نماز نہیں ہو گی بلکہ عورت کو نماز کا اعادہ کرنا پڑے گا اور اگر چوتھائی سے کم حصہ کھلا ہو تو نماز ہو جائے گی دلیل یہ ہے کہ بعض اوقات چوتھائی کو کل کے قائم مقام ٹھہرایا جاتا ہے مثلاً چوتھائی سر کا مسح کرنا،احرام میں چوتھائی سر کا حلق کروانا،اگر کوئی شخص کسی کا چہرہ دیکھ لے تو کہا جاتا ہے کہ اس نے اسے دیکھا حالانکہ اس نے مکمل نہیں دیکھا ہوتا بلکہ صرف چہرہ دیکھا ہوتا ہے،،پس جو حکم مکمل کا ہے وہی چوتھائی کا ہو گا((لہذا عورت کی پنڈلی کا چوتھائی حصہ بھی کھلا ہو گا تو نماز کا اعادہ کرنا پڑے گا))۔۔۔۔۔

امام ابو یوسف کا مؤقف اور دلیل::: امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ اگر نصف سے کم حصہ کھلا ہو تو نماز ادا ہو جائے گی اعادے کی ضرورت نہیں کیونکہ کسی چیز کا اکثر تب مانا جائے گا جب وہ آدھے سے زیادہ ہو۔۔۔۔۔۔

اگر آدھی پنڈلی کھل جائے تو اس بارے میں امام ابو یوسف سے دو روایات ہیں:::

(1)نماز ٹوٹ جائے گی کیونکہ جب آدھا حصہ کھل گیا تو دونوں اطراف برابر ہو گئیں،،اب کھلنے والا حصہ قلیل کی حد سے نکل کر گویا کثیر کی حد میں آچکا ہے۔۔۔۔۔۔

(2)دوسری روایت یہ ہے کہ نماز نہیں ٹوٹے گی کیونکہ آدھا کھلنے سے کثیر کا کھلنا نہیں پایا گیا۔۔۔۔۔

سوال::: اگر نماز کے دوران بال،پیٹ،ران،پیشاب وغیرہ کی جگہ کھل جائے تو کیا حکم ہو گا؟؟؟

جواب::: ان میں بھی یہی اختلاف ہے جیسے اوپر والے مسئلہ میں ہے کہ اگر ان اعضاء کا چوتھائی حصہ کھل گیا تو طرفین کے نزدیک نماز نہیں ہو گی جبکہ امام ابو یوسف کے نزدیک نماز ہو جائے گی اور اگر نصف حصہ یا اس سے زائد کھلا ہو تو امام ابو یوسف کے نزدیک بھی نہیں ہو گی۔۔۔۔۔

سوال::: اگر عورت کے بال ستر عورت میں شامل ہیں تو غسل جنابت میں ان کا دھونا ساقط کیوں کیا گیا ہے؟؟؟

جواب::: ان کا دھونا حرج کی وجہ سے ساقط کیا گیا ہے کہ اگر بالوں کو دھونا پڑ گیا تو عورت مشکل میں پڑ جائے گی۔۔۔۔۔

سوال::: عضو تناسل اور خصیتین ایک الگ جسمانی حصہ شمار ہوں گے یا یہ سارا ایک ہی حصہ ہے؟؟؟

جواب::: عضو تناسل اور خصیتین الگ الگ جسمانی حصے کے طور پر شمار ہوں گے۔۔۔۔۔

سوال::: باندی کا ستر کہاں سے کہاں تک ہے؟؟؟

جواب::: جو مرد کا ستر ہے وہی باندی کا ستر ہے یعنی ناف سے لے کر گھٹنے تک اور اس کے ساتھ ساتھ پیٹ اور کمر بھی ستر میں شامل ہیں،، اس کے علاوہ اس کا بدن ستر میں شامل نہیں۔۔۔۔

دلیل حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے انہوں نے باندی سے کہا"" اے دفار!!!((باندی کو ناگواری کے ساتھ دفار کہا جاتا ہے))اپنی چادر کو اتار دو کیا تم آزاد عورتوں کے ساتھ مشابہت چاہتی ہو؟؟؟""،، عقلی دلیل یہ ہے کہ باندی نے اپنے آقا کی خدمت کرنے کے لیے گھر سے نکلنا ہوتا ہے پس حرج زائل کرنے کے لیے اس کے ستر میں تخفیف کر دی گئی جس طرح محرم عورتوں کا اپنے محارم کے سامنے بار بار آنے کی وجہ سے ان کے ستر میں تخفیف کی گئی۔۔۔۔

سوال::: اگر کسی شخص کا بدن یا کپڑے ناپاک ہیں اور اس کے پاس نجاست کو زائل کرنے والی کوئی چیز بھی نہیں تو اس کے لیے کیا حکم ہو گا؟؟؟

جواب::: ایسے شخص کے لیے حکم ہے کہ وہ اسی حالت میں نماز پڑھ لے اور اعادہ نہ کرے۔۔۔۔

مسئلہ کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ اگر کپڑے کا چوتھائی یا اس سے زیادہ حصہ پاک ہے تو وہ اسی میں نماز پڑھ لے گا لیکن اگر ننگے ہونے کی حالت میں نماز پڑھی تو نماز ادا نہیں ہو گی کیونکہ چوتھائی کل کے قائم مقام ہے۔۔۔۔

اگر کپڑا چوتھائی سے کم پاک ہے تو امام محمد کے نزدیک اور امام شافعی کے ایک قول کے مطابق وہ اسی کپڑے میں نماز ادا کرے گا کیونکہ ایک فرض یعنی طہارت تو اس سے چھوٹ ہی رہی ہے لیکن اگر ننگے ہونے کی حالت میں نماز ادا کی تو دوسرا فرض یعنی ستر عورت بھی چھوٹ جائے گا۔۔۔۔۔ اس صورت میں((جب کپڑا چوتھائی سے کم پاک ہو))تو شیخین کے نزدیک اسے اختیار ہے چاہے تو اسی کپڑے میں نماز ادا کر لے یا ننگے ہونے کی حالت میں پڑھ لے،، اختیار اس لیے ہے کہ نماز میں طہارت اور ستر عورت شرط ہے،، اگر وہ ناپاک کپڑے میں نماز پڑھے گا تو طہارت کی شرط مفقود ہو گی اور اگر ننگے ہونے کی حالت میں نماز پڑھے گا تو ستر عورت حاصل نہیں ہو گا((یعنی دونوں حالتوں میں نقصان برابر ہے))اس لیے شخص کو اختیار ہے کہ جیسے چاہے کر لے لیکن افضل یہ ہے کہ اسے پہن کر نماز ادا کرے کیونکہ نماز میں بھی ستر چھپانا ضروری ہے اور نماز کے علاوہ بھی جبکہ طہارت صرف نماز کے لیے ضروری ہے۔۔۔۔

سوال::: اگر کسی کے پاس کپڑا نہ ہو تو وہ بیٹھ کر نماز ادا کرے گا یا کھڑا ہو کر؟؟؟

جواب::: اگر کسی کے پاس کپڑا نہیں ہے تو وہ بیٹھ کر نماز ادا کرلے اور اشاروں سے رکوع و سجود ادا کرے کیونکہ صحابہ کرام نے اسی طرح کیا۔۔۔۔

اگر اس نے کھڑے ہو کر بھی نماز ادا کرلی تو جائز ہے کیونکہ بیٹھ کر ادا کرنے کی صورت میں ستر عورت کی تو حفاظت ہو جائے گی لیکن ارکان اشارے سے ادا کرنے پڑیں گے جبکہ کھڑے ہو کر نماز ادا کرنے کی صورت میں ارکان تو ادا ہو جائیں گے لیکن ستر عورت نہیں ہو سکے گا لہذا بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر کسی بھی طرح پڑھنا چاہے اسے اختیار ہے لیکن زیادہ بہتر یہی ہے کہ بیٹھ کر ادا کرے کیونکہ ستر چھپانا صرف نماز کے لیے لازم نہیں بلکہ دوسرے لوگوں سے بھی چھپانا چاہیے اور ستر کا کوئی خلیفہ بھی نہیں ہے جس طرح رکوع و سجود کا نائب اشارے سے رکوع و سجود ادا کرنا ہے۔۔۔۔۔۔

سوال::: اگر تکبیر تحریمہ کے ساتھ نیت نہیں کی بلکہ کچھ دیر((مثلا دس پندرہ منٹ))پہلے نیت کی تو کیا اس نیت سے نماز ادا ہو جائے گی؟؟؟

جواب::: اگر تکبیر تحریمہ سے کچھ دیر پہلے نیت کی پھر نیت اور تکبیر تحریمہ کے درمیان کوئی ایسا عمل نہ پایا گیا جو نماز کے لائق نہ ہو((مثلا کھانا پینا وغیرہ))تو اسی نیت سے نماز ادا کی جا سکتی ہے لیکن اگر نیت اور تکبیر تحریمہ کے درمیان ایسا عمل پایا گیا جو نماز کے لائق نہ ہو تو پھر اس نیت سے نماز ادا نہیں کی جا سکتی۔۔۔۔

سوال::: اگر تکبیر تحریمہ کے بعد نیت کی تو کیا وہ معتبر ہو گی؟؟؟

جواب::: جی نہیں،، کیونکہ نیت سے پہلے نماز کا جو حصہ گزر گیا وہ عبادت شمار نہیں ہو گا لہذا اس نیت سے نماز نہیں ہو گی۔۔۔۔

اعتراض::: تکبیر تحریمہ کے بعد نیت کرنے سے نماز باطل ہے جبکہ روزے کا یہ مسئلہ ہے کہ اگر دوپہر سے پہلے پہلے نیت کی تو روزہ ادا ہو جائے گا حالانکہ وہ بھی باطل ہونا چاہیے۔۔۔

جواب::: وہاں ضرورت کے تحت روزہ جائز ہوگا کیونکہ روزہ صبح صادق کے وقت رکھا جاتا ہے اور وہ وقت سستی کا ہوتا ہے اس لیے نیت بھولنا ممکن ہے لہذا ضرورت کی بناء پہ روزہ جائز قرار دیا جائے گا لیکن نماز میں یہ صورت نہیں پائی جا رہی۔۔۔۔

سوال::: نیت کسے کہتے ہیں؟؟؟ نیز یہ بتائیں کیا زبان سے نیت کرنا ضروری ہے؟؟؟

جواب::: نیت دل کے ارادے کا نام ہے یعنی انسان کو پتا ہو کہ وہ کون سی نماز پڑھ رہا ہے اگر کوئی اچانک پوچھ لے کہ کون سی نماز پڑھ رہے ہو تو یہ اس کا جواب دے سکے۔۔۔۔

نیت زبان سے کرنا ضروری نہیں لیکن اگر زبان سے بھی کر لی جائے تو زیادہ بہتر ہے تاکہ دل کے ارادے کے ساتھ زبان کا بولنا بھی جمع ہو جائے اور نیت مزید پختہ ہو جائے۔۔۔۔۔

سوال::: کیا نماز ادا کرتے وقت نیت میں اسے متعین کرنا ضروری ہے؟؟؟

جواب::: اگر نفل نماز ادا کر رہا ہے تو مطلق نماز کی نیت ادا کرنا کافی ہے،،اسی طرح سنت میں بھی مطلقا نیت کرنا کافی ہے متعین کرنا ضروری نہیں جبکہ فرائض میں فرض کو متعین کرنا ضروری ہے کیونکہ ان کی اہمیت زیادہ ہے اور فرائض کا خاص وقت ہوتا ہے لہذا تعین کرنا ضروری ہے کہ کون سے فرائض پڑھ رہا ہے۔۔۔۔۔

سوال::: امام کے پیچھے مقتدی کس طرح نیت کرے گا؟؟؟

جواب::: اگر کوئی شخص امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہے تو اس کے لیے نماز کی نیت کے ساتھ ساتھ امام کی اقتداء کی نیت کرنا بھی ضروری ہے کیونکہ مقتدی کی نماز امام کی نماز کے ساتھ متضمن ہے اور اس لیے بھی ضروری ہے کہ امام کی نماز اگر فاسد ہو تو اس کے ساتھ مقتدی کی نماز بھی فاسد ہو جائے۔۔۔۔

سوال::: اگر کوئی شخص کعبہ کے سامنے نماز پڑھ رہا ہو تو وہ کس طرف منہ کر کے نماز پڑھے نیز کعبہ سے دور والے کا کیا حکم ہے؟؟؟

جواب::: اگر کسی کو کعبہ نظر آرہا ہے تو اس کے لیے فرض ہے عین کعبہ کی طرف منہ کرے اور جو کعبہ سے دور ہو تو اسے چاہیے بیت اللہ کی طرف رخ کرے چاہے بلکل کعبہ کی طرف رخ ہو جایے یا تھوڑا سا دائیں بائیں ہو جائے تب بھی درست ہے۔۔۔۔۔

سوال::: خوف کے وقت آدمی کس جانب منہ کرے؟؟؟

جواب::: خوف کے وقت جدھر ممکن ہو ادھر ہی منہ کر کے نماز ادا کر لے۔۔۔یعنی خوف اس درجہ کا ہے کہ وہ قبلہ جانب متوجہ نہیں ہو سکتا تو اس عذر کی وجہ سے اسے اجازت ہے جدھر مرضی منہ کر لے۔۔۔۔

سوال::: اگر کسی شخص پہ قبلہ مشتبہ ہو گیا اور وہاں کوئی ایسا شخص موجود نہیں جس سے قبلہ کی درست سمت معلوم ہو سکے تو اس صورت میں کیا حکم ہوگا؟؟؟

جواب::: اس صورت میں حکم یہ ہے کہ وہ تحری کر کے نماز پڑھے کیونکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس صورتحال میں اسی طرح کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے انکار بھی نہیں فرمایا۔۔۔۔۔

سوال::: اگر تحری کر کے نماز پڑھ لی اور بعد میں پتا چلا میں نے غلط سمت منہ کیا تھا تو کیا نماز دہرانا ہو گی؟؟؟

جواب::: احناف کے نزدیک نماز دہرانے کی حاجت نہیں کیونکہ اس وقت اس کے پاس تحری کے علاوہ کوئی اور صورت نہیں تھی اور اللہ عزوجل طاقت سے زیادہ کسی کو مکلف نہیں فرماتا۔۔۔۔

امام شافعی کا کہنا ہے کہ اگر قبلہ پیٹھ کی طرف ہو گیا تو غلطی کے یقینی ہونے کی وجہ سے نماز کا اعادہ کیا جائے گا۔۔۔۔

سوال::: اگر نماز میں قبلے کی درست سمت معلوم ہو تو کیا حکم ہے؟؟؟

جواب::: اس صورت میں نماز کے اندر ہی قبلے کی طرف رخ کر لیا جائے گا کیونکہ جب قبلہ کی تبدیلی کا واقعہ پیش آیا تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نماز کے اندر ہی گھوم گئے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس عمل کو پسند بھی فرمایا تھا۔۔۔۔

اسی طرح اگر تحری کر کے نماز پڑھ رہا تھا اور اس کی قبلہ کی سمت کے متعلق رائے بدل گئی تو وہ اسی جانب پھر جائے گا اور اس سے پچھلی نماز پہ کوئی اثر نہیں پڑے گا۔۔۔۔۔

سوال::: اگر اندھیری رات میں تحری کر کے جماعت کروائی گئی،، امام کا منہ کسی اور جانب تھا جبکہ مقتدی کا منہ کسی اور جانب تھا اور مقتدی نہیں جانتے تھے کہ امام نے کس جانب منہ کیا ہے،، کیا اس صورت میں نماز ہو جائے گی؟؟؟

جواب::: اس صورت میں نماز نہیں ہو گی کیونکہ یہاں تحری پائی جا رہی ہے اور اس سے نماز پہ کوئی اثر نہیں پڑے گا جیسا کہ اگر کعبہ کے اندر نماز پڑھی جائے اور امام و مقتدی دونوں کا منہ ایک دوسرے کی الٹی جانب تھا تو نماز ہو جائے گی۔۔۔۔۔

لیکن اگر کسی مقتدی کو امام کی حالت کا پتا چل گیا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی اسی طرح اس شخص کی نماز بھی فاسد ہو جائے گی جو امام سے آگے بڑھ گیا۔۔۔۔۔

((باب صفۃ الصلاۃ))

سوال::: نماز کے کتنے اور کون سے فرائض ہیں؟؟؟

جواب::: نماز کے چھ فرائض ہیں:::

(1) تکبیر تحریمہ کہنا کیونکہ اللہ عزوجل کا قول ہے """وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ""" اور اپنے رب کی ہی بڑائی بیان کرو۔۔۔۔ اس آیت سے تکبیر تحریمہ مراد ہے۔۔۔

(2) قیام کرنا

اللہ عزوجل کا فرمان ہے """وَقُومُوا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ""" اور اللہ کے ہاں ادب سے کھڑے ہو جاؤ۔۔۔

(3) قرأت کرنا

اللہ عزوجل کا فرمان ہے """فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ""" پس قرآن میں سے جتنا آسان ہو اتنا پڑھو۔۔۔

(4)،(5) رکوع و سجود کرنا

اللہ عزوجل نے فرمایا """ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا""" رکوع اور سجدہ کرو۔۔۔۔

(6) نماز کے آخر میں تشہد کی مقدار بیٹھنا کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو تشہد سکھائی تو فرمایا """جب آپ یہ کہ لو یا یوں کر لو تو آپ کی نماز مکمل ہو گئی""" نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز کے مکمل ہونے کو تشہد کی مقدار بیٹھنے پہ معلق کیا چاہے بیٹھ کر تشہد پڑھی جائے یا نہ پڑھی جائے اصل چیز بیٹھنا ہے۔۔۔۔

سوال::: مصنف نے فرمایا کہ فرائض کے علاوہ بقیہ تمام چیزیں سنت ہیں حالانکہ نماز میں فرائض کے علاوہ واجبات بھی پائے جاتے ہیں مثلا::: سورۃ الفاتحہ پڑھنا، اس کے ساتھ سورۃ ملانا، وتروں میں دعائے قنوت پڑھنا وغیرہ،، پس ان تمام چیزوں کو مصنف نے سنت کیوں کہا؟؟؟

جواب::: ان تمام چیزوں پہ مصنف نے سنت کا اطلاق کیا کیونکہ یہ تمام چیزیں سنت سے ثابت ہیں۔۔۔۔۔

سوال::: تکبیر تحریمہ کے حوالے سے احناف اور شوافع میں کیا اختلاف ہے؟؟؟ مع دلائل بیان کریں۔۔۔۔

جواب:::

امام شافعی کا مؤقف اور دلیل::: امام شافعی کے نزدیک تکبیر تحریمہ نماز کا رکن ہے کیونکہ ان کے نزدیک تکبیر تحریمہ کہنے سے بندہ نماز میں داخل ہو جاتا ہے اور اگر کوئی شخص فرض نماز کے لیے تکبیر تحریمہ کہے اور اس سے نفل ادا کرنا چاہے تو امام شافعی کے نزدیک نہیں کر سکتا کیونکہ یہ ان کے نزدیک رکن ہے اور اس کے رکن ہونے پہ وہ دلیل دیتے ہیں کہ جو شرائط نماز کے بقیہ ارکان مثلاً قیام، قرأت، رکوع و سجود وغیرہ کے لیے ہیں وہی شرائط تکبیر تحریمہ کے لیے ہیں ((مثلاً پاکی، استقبال قبلہ وغیرہ یہ تمام چیزیں جس طرح دیگر ارکان کے لیے شرائط ہیں اسی طرح یہ چیزیں تکبیر تحریمہ کے لیے بھی شرط ہیں)) لہذا یہ نماز کا رکن ہے۔۔۔۔۔

احناف کا مؤقف اور دلیل::: احناف کے نزدیک تکبیر تحریمہ شرط ہے اور اس سے کوئی شخص نماز میں داخل نہیں ہوتا لہذا اگر کوئی شخص فرض نماز کے لیے تکبیر تحریمہ کہے اور نفل کی نیت کر لے تو وہ نوافل ادا کر سکتا ہے۔۔۔۔

ہماری دلیل اللہ پاک کا فرمان ہے ""وَذَکَرَ اسْمَ رَبِّہٖ فَصَلّٰی"" اس آیت میں نماز پڑھنے کا عطف اللہ کے ذکر پہ کیا گیا ہے پس ثابت ہوا کہ اللہ کا ذکر یعنی تکبیر اور نماز ایک دوسرے سے متغائر ہیں یعنی یہ دونوں الگ الگ چیزیں ہیں لہذا تکبیر تحریمہ شرط ہے اور نماز میں داخل نہیں۔۔۔۔۔۔

سوال::: تکبیر کے لیے ہاتھ اٹھانے کا کیا حکم ہے؟؟؟ نیز دونوں ہاتھ تکبیر کے ساتھ اٹھائے جائیں گے یا تکبیر سے پہلے؟؟؟

جواب::: تکبیر کے لیے ہاتھ اٹھانا سنت ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پہ ہیشگی اختیار فرمائی ہے۔۔۔۔

ماتن کا قول ""ویرفع یدیہ مع التکبیر"" اس طرف اشارہ کر رہا ہے کہ دونوں ہاتھ تکبیر کے ساتھ اٹھائے جائیں گے اور یہی بات امام ابو یوسف اور امام طحاوی سے مروی ہے جبکہ صحیح قول یہ ہے کہ ہاتھ پہلے اٹھائے جائیں گے اور پھر تکبیر کہی جائے گی کیونکہ ہاتھ اٹھانے کا مطلب ہے ""میں اللہ کے علاوہ بقیہ تمام سے بڑائی کی نفی کرتا ہوں"" اور ساتھ ہی تکبیر کہ دے جس کا مطلب یہ ہو گا کہ صرف اللہ کی بڑائی بیان کرتا ہوں،، پس ہاتھ اٹھانا غیر اللہ سے بڑائی کی نفی ہے پس نفی کو مقدم کرے اور سب سے بڑائی کی نفی کرنے کے بعد اللہ کی بڑائی بیان کرے۔۔۔۔۔۔

سوال::: تکبیر کہتے ہوئے دونوں ہاتھوں کو کہاں تک اٹھایا جائے گا؟؟؟ اختلاف آئمہ مع دلائل بیان کریں۔۔۔۔

جواب:::

شوافع کا مؤقف اور دلیل::: شوافع کے نزدیک مطلق نماز، نماز عید نماز جنازہ، قنوت کی تکبیر کہتے وقت دونوں ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھایا جائے گا کیونکہ حضرت ابو حمید ساعدی سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب تکبیر کہتے تو ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھاتے۔۔۔۔۔

احناف کا مؤقف اور دلیل::: احناف کے نزدیک دونوں ہاتھوں کو کانوں کی لو تک اٹھایا جائے گا اور اس پہ احناف کی جانب سے عقلی و نقلی دلائل دیے گئے ہیں۔۔۔۔

نقلی دلیل یہ ہے کہ حضرت وائل بن حجر، حضرت براء اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہم اجمعین سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب تکبیر کہتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اٹھاتے۔۔۔۔۔

عقلی دلیل یہ ہے کہ تکبیر تحریمہ میں ہاتھ اس لیے اٹھائے جاتے ہیں تاکہ بہرے کو بھی پتا چل جائے اور اسے تبھی پتا چلے گا جب ہاتھ دونوں کانوں تک اٹھائے جائیں گے۔۔۔۔۔۔

امام شافعی کی روایت کا جواب یہ ہے کہ وہ عذر پہ محمول ہے ((یعنی سردی یا کسی اور عذر کی وجہ سے ہاتھ زیادہ اوپر نہیں اٹھائے گئے تھے بلکہ محض کندھوں تک اٹھائے تھے))۔۔۔۔۔۔

سوال::: عورت تکبیر کہتے وقت کہاں تک ہاتھ اٹھائے گی؟؟؟

جواب::: عورت کندھوں تک ہاتھ اٹھائے گی کیونکہ اس میں زیادہ پردہ ہے۔۔۔۔

سوال::: تکبیر کن کن الفاظ سے منعقد سے ہوسکتی ہے؟؟؟اختلاف آئمہ مع دلائل تحریر کریں۔۔۔۔

جواب:::

امام مالک کا مؤقف اور دلیل::: امام مالک کے نزدیک تکبیر تحریمہ صرف ""اللہ اکبر"" کہنے سے ادا ہو گی کیونکہ احادیث میں اسی کو نقل کیا گیا ہے۔۔۔۔۔

امام شافعی کا مؤقف اور دلیل::: امام شافعی فرماتے ہیں کہ اللہ اکبر کے ساتھ ساتھ ""اللہ الاکبر"" سے بھی تکبیر تحریمہ ادا ہو جائے گی کیونکہ الف لام تعریف کرنے میں زیادہ بلیغ ہیں لھذا اللہ الاکبر ""اللہ اکبر"" کے قائم مقام ہو جائے گا۔۔۔۔۔

امام ابو یوسف کا مؤقف اور دلیل::: آپ رحمۃاللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اچھی طرح تکبیر کہہ سکتا ہے تو اس کے لیے کسی دوسرے لفظ سے تکبیر کہنا جائز نہیں صرف یہ الفاظ کہہ سکتا ہے ""اللہ اکبر، اللہ الاکبر، اللہ الکبیر"" ((اللہ الاکبر کی وہی دلیل ہے جو امام شافعی کی ہے)) اللہ الکبیر کی دلیل یہ ہے کہ اکبر اور کبیر اللہ پاک کی صفات میں برابر ہیں لھذا اگر کوئی شخص اچھے سے ان الفاظ کو ادا کر سکتا ہے تو وہ انہی کے ساتھ تکبیر کہے گا۔۔۔۔۔

طرفین کا مؤقف اور دلیل::: طرفین کے نزدیک اللہ پاک کے اسماء میں سے کسی کے ساتھ بھی ہو جائے گی مثلا ""اللہ اَجل، اللہ اَعظم، الرحمٰن اکبر، لاالہ الااللہ"" کیونکہ تکبیر سے مراد تعظیم ہے اور وہ ان الفاظ کے ساتھ بھی حاصل ہو رہی ہے۔۔۔۔۔۔

سوال::: فارسی زبان میں نماز شروع کرنا، فارسی زبان میں قرأت کرنا، ذبح کرتے وقت عربی میں بسم اللہ پڑھنے کی بجائے فارسی زبان میں بسم اللہ پڑھنے کا کیا حکم ہے؟؟؟اختلاف آئمہ مع دلائل تفصیل سے بیان کریں۔۔۔۔۔

جواب::: ذبح کرتے وقت عربی میں اللہ کا نام لینے کی بجائے فارسی میں لیا تو صاحبین اور امام اعظم کے نزدیک بالاتفاق جائز ہے کیونکہ ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لینا ضروری ہے اور وہ کسی زبان میں لیا جا سکتا ہے۔۔۔۔

البتہ فارسی میں نماز شروع کرنا اور قرأت کرنا تو اس بارے میں اختلاف ہے۔۔۔۔

صاحبین کا مؤقف اور دلیل::: صاحبین کے نزدیک اگر کوئی شخص عربی اچھے طریقے سے بول سکتا ہے تو فارسی میں تکبیر تحریمہ کہنا جائز نہیں کیونکہ عربی جیسی اہمیت کسی کی نہیں لھذا عربی میں تکبیر تحریمہ کہنا لازم ہے۔۔۔۔((اگر تکبیر تحریمہ اللہ اکبر کی بجائے دیگر اسمائے الٰہی سے کہی جائے تو اس معاملے میں امام محمد امام اعظم کے ساتھ ہیں لیکن اگر تکبیر تحریمہ عربی کی بجائے فارسی زبان میں کہی جائے تو اس مسئلہ میں امام ابو یوسف کے ساتھ ہیں))۔۔۔۔۔

صاحبین کے نزدیک فارسی میں قرأت کرنا جائز نہیں کیونکہ ان کے نزدیک قرآن کے معنی کے ساتھ ساتھ عربی عبارت پہ بھی قرآن کا اطلاق ہوتا ہے پس جس نے عربی میں قرات نہیں کی تو ان کے نزدیک گویا اس نے قرآن پڑھا ہی نہیں لیکن اگر وہ قرآن پڑھنے پہ قادر نہیں تو مجبوری کی وجہ سے اس کا معنی کسی اور زبان میں پڑھ سکتا ہے جیسا کہ رکوع و سجود پہ قدرت نہ ہونے کی وجہ سے یہ اشارے سے ادا ہو جائیں گے۔۔۔۔۔۔

امام اعظم کا مؤقف اور دلیل::: امام اعظم کے نزدیک فارسی میں تکبیر تحریمہ کہنا اور قرات کرنا جائز ہے ان کی دلیل اللہ پاک کا فرمان ہے ""وَاِنَّهٗ لَفِيْ زُبُرِ الْاَوَّلِيْنَ""

ترجمہ::: اور وہ پہلی کتابوں میں موجود تھا۔۔۔۔

اور پہلی کتابیں عربی میں نہیں تھیں تو یہاں سے یہ بات متعین ہوئی کہ پہلی کتابوں میں قرآن کے معانی موجود تھے لیکن وہ عربی میں نہیں تھے اور ان کو پڑھنے والا قاری قرآن کہلاتا تھا لہذا نماز میں بھی دوسری زبان میں قرآن کا ترجمہ پڑھنے سے قرآن کی قرأت کرنا ہی کہلائے گا۔۔۔۔۔

امام اعظم کے نزدیک فارسی سمیت کسی بھی زبان میں قرأت کی جاسکتی ہے۔۔۔۔

یہاں امام اعظم اور صاحبین کا اختلاف محض اس بات میں ہے کہ دوسری زبان میں قرأت معتبر ہوگی یا نہیں؟؟؟ باقی رہی نماز کی بات تو وہ کسی کے نزدیک بھی فاسد نہیں ہوگی۔۔۔۔

امام اعظم نے آخری وقت میں صاحبین کے مؤقف کی جانب رجوع فرمالیا تھا۔۔۔۔

خطبے اور تشہد میں یہی اختلاف ہے یعنی امام اعظم کے نزدیک دوسری زبان میں ادا کرنے سے یہ دونوں چیزیں ادا ہو جائیں گی جبکہ صاحبین کے نزدیک نہیں ہوں گی ،،اذان میں عرف کا اعتبار ہے کہ جس زبان میں لوگ سمجھتے ہوں اسی زبان میں اذان دینے سے اذان ہو جائے گی اس مسئلہ میں تینوں آئمہ احناف کا اتفاق ہے۔۔۔۔

سوال::: اگر کسی نے نماز کے شروع میں ""اللھم اغفرلی"" کہا تو کیا نماز شروع ہو جائے گی؟؟؟

جواب::: جی نہیں کیونکہ اس میں تعظیم نہیں بلکہ ضرورت پائی جارہی ہے۔۔۔۔۔

سوال::: اگر ""اللھم"" سے نماز شروع کی گئی تو کیا حکم ہوگا؟؟؟

جواب::: اگر اللھم سے نماز شروع کی تو بعض کا کہنا ہے کہ نماز شروع ہو جائے گی کیونکہ اس کا معنی ہے ""اے اللہ"" لیکن بعض کا قول ہے کہ نماز شروع نہیں ہوگی کیونکہ اس کا مطلب ہے ""اے اللہ مجھے خیریت سے رکھ"" تو اب اس میں تعظیم نہیں رہی بلکہ یہ سوال بن گیا ہے۔۔۔۔۔

سوال::: نماز میں ہاتھ باندھنے کے حوالے سے مختلف آئمہ کرام کا مؤقف تحریر کریں۔۔۔۔

جواب:::

امام مالک کا مؤقف::: امام مالک فرماتے ہیں کہ قیام میں ہاتھ چھوڑے جائیں گے۔۔۔۔

امام شافعی کا مؤقف::: آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سینے کے نیچے ہاتھ باندھے جائیں گے۔۔۔۔

احناف کا مؤقف اور دلیل::؛ احناف کے نزدیک دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کے اوپر رکھا جائے گا اور ناف کے نیچے ہاتھ باندھے جائیں گے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ""دائیں ہاتھ کو بائیں پہ ناف کے نیچے رکھنا سنت ہے""۔۔۔۔ عقلی دلیل یہ ہے کہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا تعظیم کے زیادہ قریب ہے۔۔۔۔

سوال::: کیا ثناء پڑھتے وقت ہاتھ باندھے جائیں گے؟؟؟ نیز کس قیام میں ہاتھ باندھے جائیں گے اس حوالے سے کتاب میں بیان کردہ اصول تحریر فرمائیں۔۔۔۔۔

جواب::: شیخین کے نزدیک ہاتھ باندھنا قیام کی سنت ہے لہذا ثناء پڑھتے وقت بھی ہاتھ باندھے جائیں گے۔۔۔۔۔

قیام میں ہاتھ باندھنے کے حوالے سے اصول یہ ہے کہ ہر وہ قیام جس میں مسنون ذکر پڑھا جائے اس قیام میں ہاتھ باندھے جائیں گے اور وہ قیام جو مسنون ذکر سے خالی ہو اس میں ہاتھ نہیں باندھے جائیں گے لہذا دعائے قنوت پڑھتے وقت اور نماز جنازہ میں ہاتھ باندھے جائیں گے جبکہ قومہ کے وقت اور عیدین کی تکبیرات کے درمیان ہاتھ نہیں باندھے جائیں گے۔۔۔۔۔۔

سوال::: تکبیر تحریمہ کے بعد نمازی کو کیا پڑھنا چاہیے؟؟؟

جواب::: امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ تکبیر تحریمہ کے بعد نمازی کو """سبحانک اللھم وبحمدک"" کے ساتھ توجیہ ((انی وجھت)) بھی ملانی چاہیے،،ان کی دلیل مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا قول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی طرح کیا کرتے تھے۔۔۔۔۔

طرفین کے نزدیک تکبیر تحریمہ کے بعد صرف ثناء پڑھی جائے گی اس کے علاوہ کچھ نہیں پڑھا جائے گا کیونکہ حضرت انس سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو تکبیر کہتے اور سبحنک اللھم وبحمدک کو آخر تک پڑھتے اور اس پہ کچھ زائد نہ کرتے""۔۔۔۔۔۔

امام ابو یوسف نے مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم والی جو روایت بیان کی ہے وہ تہجد کی نماز پہ محمول ہے۔۔۔۔۔

سوال::: کیا نماز میں ثناء کے ساتھ ""وجل ثناءک"" بھی ملانا چاہیے؟؟؟

جواب::: اس کا مشہور احادیث میں تذکرہ نہیں ہوا لہذا فرائض میں اس کو نہیں پڑھنا چاہیے۔۔۔۔

سوال::: کیا توجیہ کو تکبیر تحریمہ سے پہلے پڑھنا چاہیے؟؟؟

جواب::: جی نہیں اسے تکبیر تحریمہ سے پہلے نہیں پڑھنا چاہیے تاکہ نیت اور تکبیر تحریمہ کے درمیان فاصلہ نہ ہو جائے۔۔۔۔۔

سوال::: نماز میں""تعوذ""کب پڑھا جائے گا؟؟؟نیز اس کے لیے کون سے الفاظ کا انتخاب زیادہ بہتر ہے؟؟؟

جواب::: ثناء کے بعد تعوذ پڑھا جائے گا کیونکہ اللہ پاک کا قرآن میں فرمان ہے""جب تم قرآن پڑھو((یعنی جب قرآن پڑھنے کا ارادہ کرو))تو شیطان مردود سے اللہ عزوجل کی پناہ مانگو۔۔۔۔

بہتر تو یہ ہے""اَستعیذ باللہ""کے ذریعے تعوذ کو ادا کیا جائے تاکہ یہ بات قرآن کے موافق ہو جائے((کیونکہ اللہ نے تعوذ کا حکم دیتے وقت اسی باب سے اُمر کا صیغہ استعمال فرمایا ہے))اور اس کے لیے""اَعوذ باللہ""کو پڑھا جا سکتا ہے۔۔۔۔۔

سوال::: تعوذ ثناء کے تابع ہے یا قرات کے؟؟؟

جواب::: تعوذ قرأت کے تابع ہے یہ قول طرفین کا ہے اور ان کی دلیل قرآن کریم کی وہی آیت ہے جس کا ترجمہ پچھلے سوال میں ہم نے ذکر کیا۔۔۔۔

اس وجہ سے مقتدی کو تعوذ نہیں پڑھنا چاہیے کیونکہ یہ قرات کے تابع ہے اور اسے قرات کرنے کی اجازت نہیں یونہی عیدین کی زائد تکبیرات سے پہلے تعوذ کو ادا نہیں کیا جائے گا کیونکہ تعوذ کو قرات سے پہلے پڑھنا سنت ہے لہذا تکبیروں کے بعد قرأت شروع کرنے سے پہلے تعوذ پڑھا جائے گا۔۔۔۔۔

امام ابو یوسف کے نزدیک تعوذ ثناء کا تابع ہے۔۔۔۔۔

سوال::: تعوذ کے بعد کیا پڑھنا چاہیے؟؟؟

جواب::: تعوذ کے بعد تسمیہ پڑھنا چاہیے کیونکہ احادیث مشہورہ میں اسی طرح نقل کیا گیا ہے۔۔۔۔۔

سوال::: کیا تعوذ اور تسمیہ کو بلند آواز سے پڑھنا چاہیے؟؟؟

جواب:::

شوافع کا مؤقف اور دلیل::: شوافع کے نزدیک جہری قرات کرتے ہوئے تسمیہ کو جہر کے ساتھ پڑھا جائے گا کیونکہ روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی نماز میں تسمیہ کو جہر کے ساتھ پڑھا۔۔۔۔۔

احناف کا مؤقف اور دلیل::: احناف کے نزدیک تسمیہ اور تعوذ کو آہستہ آواز میں ادا کیا جائے گا کیونکہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ امام چار دعاؤں کو آہستہ آواز میں پڑھے گا اور وہ تعوذ، تسمیہ، آمین اور تحمید ہیں۔۔۔۔۔

https://chat.whatsapp.com/E7cNsewqBAZ7XFU5RzygUY

Designed by [Umar Raza]

امام شافعی کی روایت کا جواب یہ ہے کہ وہ روایت تعلیم دینے پہ محمول ہے،، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جہر کے ساتھ بسم اللہ اس لیے پڑھی تاکہ صحابہ کو اس بات کی تعلیم دیں کہ بسم اللہ بھی نماز میں پڑھنی چاہیے۔۔۔۔۔

سوال::: کیا تسمیہ کو ہر رکعت کے شروع میں پڑھا جائے گا؟؟؟ نیز کیا سورت فاتحہ اور کسی دوسری سورت کو ملاتے وقت بسم اللہ پڑھی جائے گی؟؟؟

جواب::: امام اعظم کے نزدیک تعوذ کی طرح بسم اللہ بھی ہر رکعت کے شروع میں نہیں پڑھی جائے گی اور ایک روایت یہ بھی ہے کہ احتیاطاً اس کو پڑھ لیا جائے اور یہی صاحبین کا مؤقف ہے۔۔۔۔۔

سورۃ الفاتحہ اور کسی دوسری سورت کو ملاتے وقت بسم اللہ نہیں پڑھی جائے گی جبکہ امام محمد کے نزدیک سری نماز میں سورۃ فاتحہ اور دوسری سورت ملاتے وقت بسم اللہ پڑھی جائے گی۔۔۔۔۔۔

سوال::: نماز میں سورۃ فاتحہ اور اس کے ساتھ کوئی اور سورت ملانے کا کیا حکم ہے؟؟؟ اختلاف آئمہ مع دلائل بیان کریں۔۔۔۔۔

جواب:::

امام مالک کا مؤقف اور دلیل::: امام مالک کے نزدیک نماز میں سورۃ فاتحہ پڑھنا اور اس کے ساتھ سورت ملانا فرض ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا"" نماز نہیں ہوگی مگر سورۃ فاتحہ اور اس کے ساتھ والی سورت کے ساتھ""۔۔۔۔۔

امام شافعی کا مؤقف اور دلیل::: امام شافعی کے نزدیک سورۃ فاتحہ پڑھنا فرض ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا"" نماز نہیں ہوگی مگر سورۃ فاتحہ کے ساتھ""۔۔۔۔۔

احناف کا مؤقف اور دلیل::: احناف کے نزدیک نہ سورۃ فاتحہ پڑھنا فرض ہے اور نہ اس کے ساتھ سورت ملانا فرض ہے کیونکہ اللہ عزوجل کا فرمان ہے"" جتنا آسانی سے قرآن پڑھ سکتے ہو پڑھو"" پس اگر فاتحہ یا اس کے ساتھ سورت ملانے کو فرض قرار دیا جائے تو اس سے کتاب اللہ پہ زیادتی لازم آئے گی لہٰذا ہم نے اسے فرض نہیں قرار دیا بلکہ حدیث پہ عمل کرتے ہوئے واجب کے درجے میں رکھ دیا۔۔۔۔۔۔

سوال::: جب امام"" ولا الضالین"" کہے تو مقتدی کو کیا کہنا چاہیے؟؟؟

جواب::: مقتدی کو آمین کہنا چاہیے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا"" جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو"" اس حدیث سے امام مالک والا استدلال نہیں کیا جاسکتا جو انہوں نے کیا کہ صرف مقتدی آمین کہے گا امام آمین نہیں کہے گا،، امام مالک والا استدلال اس لیے نہیں کیا جاسکتا کیونکہ اسی حدیث کے آخر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا"" پس بے شک امام آمین کہے گا""۔۔۔۔۔

سوال::: آمین کو آہستہ آواز میں پڑھا جائے گا یا بلند آواز سے؟؟؟

جواب::: آمین کو آہستہ آواز سے پڑھا جائے گا اس کی نقلی دلیل تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ والی حدیث ہے جبکہ عقلی دلیل یہ ہے کہ آمین ایک دعا ہے اور نماز میں قرات کے علاوہ جتنی دعائیں ہیں سب آہستہ آواز میں پڑھی جاتی ہیں لہٰذا اسے بھی آہستہ آواز میں پڑھنا چاہیے۔۔۔۔۔

نوٹ::: آمین کو الف کے مد کے ساتھ یعنی"" آمین"" بھی پڑھا جاسکتا اور الف کے قصر کے ساتھ یعنی"" امین"" بھی پڑھا جاسکتا ہے لیکن میم پہ تشدید پڑھنا غلط طریقہ ہے۔۔۔۔۔

سوال::: تکبیر رکوع میں جانے کے بعد کہنی چاہیے یا رکوع میں جانے سے پہلے؟؟؟

جواب:: درست طریقہ یہ ہے کہ رکوع میں جاتے ہوئے تکبیر کہی چاہیے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر جھکنے اور سر اٹھانے کے وقت تکبیر کہتے تھے۔۔۔۔

نوٹ::: اللہ اکبر کو قصر کے ساتھ پڑھا جائے یعنی پہلے الف پہ بھی مد نہ کی جائے کیونکہ اس کا مطلب یہ ہو جائے گا کہ کیا واقعی اللہ بڑا ہے اور آخر میں ((یعنی باء اور را کے درمیان)) بھی الف نہ بڑھایا جائے کیونکہ یہ طریقہ درست نہیں۔۔۔۔

سوال::: رکوع میں گھٹنوں پہ ہاتھ رکھنے کی کیفیت بیان فرمائیں۔۔۔

جواب::: نمازی کو چاہیے کہ رکوع میں گھٹنوں پہ اس طرح ہاتھ رکھے کہ معلوم ہونا چاہیے اس پہ ٹیک لگائی ہوئی ہے اور اپنی انگلیوں کو کشادہ رکھے کیونکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا""جب تم رکوع کرو تو اپنے ہاتھوں کو اپنے گھٹنوں پہ رکھو اور اپنی انگلیوں کو کشادہ رکھو"" رکوع میں انگلیاں کھلی رکھنا مستحب ہے تاکہ گھٹنوں کو پکڑا جا سکے اور سجدے کی حالت میں انگلیاں ملانا مستحب ہے،،ان دونوں کے حالتوں کے علاوہ انگلیوں کو ان کی حالت پہ چھوڑ دینا چاہیے۔۔۔۔۔

سوال::: رکوع میں پیٹھ اور سر رکھنے کا طریقہ بیان کریں۔۔۔

جواب::: رکوع میں پیٹھ کو بلکل ہموار اور برابر رکھا جائے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب رکوع فرماتے تو اپنی پیٹھ کو سیدھا رکھتے۔۔۔۔

سر کو نہ زیادہ اوپر اٹھانا چاہیے اور نہ زیادہ جھکانا چاہئے بلکہ برابر رکھنا چاہیے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب رکوع فرماتے ہیں تو اپنے سر کو نہ زیادہ جھکاتے تھے اور نہ اٹھاتے تھے۔۔۔۔۔

سوال::: رکوع میں جا کر کیا پڑھنا چاہیے؟؟؟

جواب::: رکوع میں جا کر تین دفعہ """سبحان ربی العظیم""" کہنا چاہیے اور یہ تین دفعہ کہنا ادنی درجہ ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا""جب تم میں سے کوئی ایک رکوع کرے تو رکوع میں سبحان ربی العظیم تین دفعہ کہے اور تین دفعہ کہنا ادنی درجہ ہے"""((یعنی یہ تسبیح پانچ،سات یا نو دفعہ پڑھنا کمال درجہ ہے جبکہ یہ تین دفعہ کہنا ادنی ہے))۔۔۔۔۔

سوال::: کیا مقتدی کے ساتھ ساتھ امام بھی تحمید کہے گا؟؟؟اختلاف آئمہ مع دلائل بیان کریں۔۔۔

جواب:::

صاحبین کا مؤقف اور دلیل::: صاحبین کے نزدیک امام بھی تحمید کہے گا کیونکہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دونوں اذکار((تسمیع و تحمید)) کو جمع کرتے تھے((یعنی دونوں کو پڑھتے تھے))۔۔۔صاحبین کی عقلی دلیل یہ ہے کہ جب امام نے"""سمع اللہ لمن حمدہ"""کہہ کر مقتدی کو تحمید کہنے کی ترغیب دلائی تو خود اسے بھی تحمید پڑھنی چاہیے۔۔۔۔

امام اعظم کا مؤقف اور دلیل::: امام اعظم کے نزدیک امام کے تسمیع کہنے کے بعد مقتدی تحمید کہے گا اور مقتدی کے ساتھ نہیں کہے گا کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا""جب امام سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم ربنا لک الحمد کہو""،،یہ حدیث تقسیم پہ دلالت کرتی ہے کہ امام تسمیع کہے گا جبکہ مقتدی تحمید کہے گا لیکن امام شافعی کے نزدیک مقتدی بھی تسمیع کہے گا۔۔۔۔

امام اعظم عقلی دلیل یہ دیتے ہیں کہ جب امام تسمیع کہے گا تو مقتدی فوراً تحمید کہیں گے اور امام کی تحمید ان کے بعد ہو گی یوں مقتدی کی تحمید امام کی تحمید سے مقدم ہو جائے گی اور امام مقتدی کے تابع ہو جائے گا اور یہ((یعنی امام کا تابع ہو جانا)) امامت کے خلاف ہے۔۔۔

صاحبین نے جو حدیث بیان کی ہے وہ انفرادی حالت پہ محمول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب اکیلے نماز پڑھتے تھے تو دونوں اذکار کو جمع کرتے تھے اور منفرد کے بارے میں امام صاحب کا بھی صحیح قول یہی ہے کہ منفرد ان دونوں اذکار کو جمع کرے گا،،صاحبین کی عقلی دلیل کا امام صاحب یہ جواب دیتے ہیں کہ جب امام کی ترغیب پہ سب مقتدیوں نے تحمید کہی تو جتنے لوگ تحمید کہیں گے سب کا ثواب امام کو ملے گا اور سب کا کہنا امام کا اپنا کہنا ہی شمار ہوگا۔۔۔۔۔

سوال::: قومہ جلسہ اور تعدیل ارکان کے بارے میں آئمہ کرام کا کیا مؤقف ہے ؟؟؟ مع دلائل بیان کریں۔۔۔

جواب:::

امام ابویوسف اور امام شافعی کا مؤقف اور دلیل::: ان کے نزدیک قومہ، جلسہ اور تعدیل ارکان ((یعنی رکوع و سجود میں اطمینان)) فرض ہے کیونکہ جب ایک اعرابی نے تخفیف کے ساتھ نماز ادا کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا""کھڑے ہو جاؤ اور نماز پڑھو بے شک تم نے نماز نہیں پڑھی""،،پس اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اطمینان سے نماز ادا کرنا فرض ہے۔۔۔۔

طرفین کا مؤقف اور دلیل::: طرفین کے نزدیک قومہ، جلسہ اور تعدیل ارکان فرض نہیں ہیں۔۔۔

ان کی دلیل یہ ہے کہ رکوع صرف جھکنے کا نام ہے اور سجدہ صرف پست ہونے کا نام ہے پس تھوڑی دیر جھکنے اور پست ہونے سے فرض ادا ہو جائے گا لہذا ثابت ہوا کہ تعدیل ارکان فرض نہیں اور یہی حال ایک رکن سے دوسرے رکن کی طرف منتقل ہونے کا ہے کیونکہ یہ انتقال مقصود لذاتہ نہیں ہے۔۔۔۔

امام شافعی کی روایت کا جواب یہ ہے کہ اس روایت کے آخر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا""ومانقصت من ھذا شیئا فقد نقصت صلاتک""یعنی اعرابی کی نماز کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز سے موسوم کیا ہے،،اگر اطمینان سے رکوع و سجود کرنا فرض ہوتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعرابی کی نماز کو نماز نہ فرماتے۔۔۔۔۔

قومہ اور جلسہ طرفین کے نزدیک سنت ہے اور جرجانی کی تخریج کے مطابق طرفین کے نزدیک تعدیل ارکان سنت ہے جبکہ کرخی کی تخریج کے مطابق تعدیل ارکان واجب ہے اس لیے اس کو چھوڑنے سے امام کرخی کے نزدیک سجدہ سہو واجب ہوگا۔۔۔۔

سوال::: سجدہ کرنے کا طریقہ بیان کریں۔۔۔

جواب::: سجدہ کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ نمازی اپنے دونوں ہاتھوں کے ذریعے زمین پہ ٹیک لگائے گا دلیل یہ ہے کہ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز کی صفت بیان کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی دونوں ہتھیلیوں کو ٹیکا اور سرین کو بلند کیا۔۔۔

چہرے کو دونوں ہتھیلیوں کے درمیان رکھا جائے گا اور دونوں ہاتھوں کو کانوں کے برابر رکھا جائے گا کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی طرح کرتے تھے۔۔۔۔

سجدے میں ناک اور پیشانی دونوں کو زمین پہ لگایا جائے گا کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ اس پہ ہیشگی اختیار فرماتے تھے۔۔۔۔۔

سوال::: اگر ناک یا پیشانی میں سے صرف ناک کو زمین پہ لگایا تو کیا سجدہ ادا ہو جائے گا؟؟؟

جواب::: صاحبین کا مؤقف اور دلیل::: صاحبین کے نزدیک صرف ناک پہ بغیر عذر کے سجدہ کرنا جائز نہیں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا""مجھے سات ہڈیوں پہ سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے""اور ان سات ہڈیوں میں پیشانی کو شمار کیا لہذا پیشانی کو لگانا ضروری ہے۔۔۔

امام اعظم کا مؤقف اور دلیل::: امام اعظم کے نزدیک اگر صرف ناک پہ سجدہ کیا جائے تو سجدہ ادا ہو جائے گا کیونکہ سجدہ چہرے کا بعض حصہ زمین پہ رکھنے سے ادا ہو جائے گا لہذا اگر صرف ناک پہ سجدہ کیا تو بلا کراہت ادا ہو گا۔۔۔۔۔

صاحبین کی روایت کا جواب یہ ہے کہ مشہور حدیث کے مطابق سات ہڈیوں میں پیشانی نہیں بلکہ چہرے کا ذکر ہے لہذا اگر صرف ناک یعنی چہرے کا بعض حصہ زمین پہ رکھا تو سجدہ ادا ہو جائے گا۔۔۔۔۔۔

سوال::: سجدے میں دونوں ہاتھ، گھٹنے اور پاؤں زمین پہ رکھنے کا کیا حکم ہے؟؟؟

جواب:: دونوں ہاتھوں اور گھٹنوں کا زمین پہ رکھنا سنت ہے کیونکہ سجدہ ان کے بغیر بھی ادا ہو سکتا ہے اور باقی رہی پاؤں رکھنے کی بات تو وہ امام قدوری کے قول کے مطابق زمین پہ رکھنا فرض ہیں۔۔۔۔۔

سوال::: اگر عمامے کے پیچ یا یا کپڑے کے زائد حصے پہ سجدہ کیا تو کیا حکم ہو گا؟؟؟

جواب::: عمامے کے پیچ اور کپڑے کے زائد حصے پہ سجدہ کرنا جائز ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے عمامے کے پیچ پہ سجدہ فرماتے تھے اور روایت کیا گیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک کپڑے میں نماز ادا فرماتے تھے اور اس کے بقیہ حصے سے زمین کی گرمی اور ٹھنڈک سے بچتے تھے۔۔۔۔۔

سوال::: سجدے میں بغلوں کو کس طرح رکھا جائے گا نیز کیا پیٹ کو رانوں سے جدا کیا جائے گا؟؟؟

جواب::: سجدے میں بغلوں کو کشادہ رکھا جائے گا کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا""اپنے بازوؤں کو کھلا رکھو""لیکن اگر باجماعت نماز ادا ہو رہی ہے تو بازوؤں کو زیادہ نہیں پھیلایا جائے گا تا کہ ساتھ والے کو تکلیف نہ ہو۔۔۔۔۔۔

سجدے میں پیٹ کو رانوں سے جدا رکھا جائے گا کیونکہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدہ فرماتے تو اسی طرح کرتے حتی کہ اگر بکری کا بچہ درمیان سے گزرنا چاہتا تو گزر جاتا۔۔۔۔۔۔

سوال::: سجدے میں پاؤں کی انگلیوں کا رخ کس طرف ہونا چاہیے؟؟؟

جواب::: سجدے میں پاؤں کی انگلیوں کا رخ قبلہ کی جانب ہونا چاہیے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا""جب مومن سجدہ کرتا ہے تو اس کے تمام عضو سجدہ کرتے ہیں پس جتنا ہو سکے اپنے اعضاء کا رخ قبلہ کی جانب کرے""۔۔۔۔۔۔

سوال::: سجدے میں کیا پڑھا جائے گا؟؟؟

جواب::: سجدے میں""سبحان ربی الاعلی""کو تین تین دفعہ کہا جائے گا اور یہ ادنی درجہ ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا""جب تم میں سے کوئی ایک سجدہ کرے تو وہ اپنے سجدے میں تین دفعہ""سبحان ربی الاعلی""کہے اور یہ ادنی ہے""((یعنی پانچ، سات اور نو دفعہ پڑھنا یہ کمال درجہ ہے اور تین دفعہ پڑھنا ادنی درجہ ہے))۔۔۔۔۔۔

سوال::: رکوع و سجود میں کتنی مرتبہ تسبیح کرنی چاہیے؟؟؟

جواب::: مستحب یہ ہے کہ تین دفعہ سے زیادہ پڑھے لیکن طاق عدد پہ ختم کرے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طاق عدد پہ ختم کرتے تھے۔۔۔۔

اگر کوئی شخص امام ہو تو وہ اتنا زیادہ نہ پڑھے کہ لوگ اکتا جائیں۔۔۔۔

ان تسبیحات کو پڑھنا سنت ہے((ان کو فرض نہیں کہا جا سکتا کیونکہ حدیث کے ذریعے کتاب اللہ پہ زیادتی لازم آئے گی))۔۔۔۔۔

سوال::: عورت کس طرح سجدہ کرے گی؟؟؟

جواب:: عورت کو چاہیے کہ پست ہو کر سجدہ کرے اور اپنے پیٹ کو اپنی ران سے ملائے کیونکہ اس میں زیادہ پردہ ہے۔۔۔۔۔

سوال::: اگر دونوں سجدوں کے درمیان جلسہ نہ کیا جائے تو کیا حکم ہے؟؟؟

جواب::: طرفین کے نزدیک جائز ہے یعنی اگر کوئی شخص ایک سجدے سے سر اٹھا کر سیدھا نہیں بیٹھا بلکہ وہیں سے اس نے دوسرا سجدہ کر لیا تو طرفین کے نزدیک جائز ہے۔۔۔۔۔

سوال::: پہلے سجدے سے کتنی مقدار میں سر اٹھایا تو جلسہ شمار کیا جائے گا؟؟؟

جواب::: اگر پہلے سجدے سے اتنا سر اٹھایا کہ وہ بیٹھنے کے قریب ہو گیا تو یہ جلسہ مان لیا جائے گا لیکن اگر پہلے سجدے سے اتنا سر نہیں اٹھایا اور وہیں سے سجدہ کر لیا تو یہ دوسرا سجدہ شمار نہیں کیا جائے گا۔۔۔۔۔۔

سوال::: کیا دوسرے سجدے سے کھڑے ہوتے وقت جلسہ استراحت کیا جائے گا؟؟؟ اختلاف آئمہ مع دلائل بیان کریں۔۔۔

جواب:::

امام شافعی کا مؤقف اور دلیل::: امام شافعی کے نزدیک جلسہ استراحت کیا جائے گا یعنی جب دو سجدوں کے بعد کھڑا ہوا جائے گا تو کھڑے ہونے سے پہلے تھوڑی دیر بیٹھا جائے گا اور پھر زمین پہ ہاتھوں کی ٹیک لگا کر کھڑا ہوا جائے گا کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی طرح کرتے تھے۔۔۔۔۔۔

احناف کا مؤقف اور دلیل::: احناف کے نزدیک جلسہ استراحت نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی ہاتھوں پہ ٹیک لگا کر کھڑا ہو جائے گا کیونکہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پنجوں کے بل کھڑے ہوتے تھے۔۔۔۔۔

امام شافعی کی بیان کردہ روایت حالت کبر پہ محمول ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک زیادہ ہو گئی تھی تو جلسہ استراحت فرماتے تھے ورنہ جوانی کے عالم میں جلسہ استراحت نہیں کرتے تھے۔۔۔۔

اور جلسہ استراحت آرام کے لیے کیا جاتا ہے جبکہ نماز تو مشقت اٹھانے کی چیز ہے لہذا یہ سنت نہیں ہے۔۔۔۔۔۔

سوال::: دوسری رکعت اور پہلی رکعت میں کیا فرق ہے؟؟؟

جواب::: دوسری رکعت بھی پہلی رکعت کی طرح ادا کی جائے گی لیکن دوسری رکعت میں ثناء اور تعوذ نہ پڑھے کیونکہ یہ دونوں چیزیں پہلی رکعت کے ساتھ خاص ہیں۔۔۔۔۔۔

سوال::: نماز میں رفع الیدین کا کیا حکم ہے؟؟؟ اختلاف آئمہ مع دلائل بیان کریں۔۔۔۔

جواب::: شوافع کے نزدیک رکوع جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع الیدین کیا جائے گا۔۔۔۔۔

احناف کے نزدیک صرف نماز شروع کرتے وقت ہاتھ اٹھائے جائیں گے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا""ہاتھ صرف سات جگہ اٹھائے جائیں گے نماز شروع کرتے وقت، قنوت کی تکبیر کے وقت، عیدین کی تکبیرات کے وقت "" اور چار جگہ حج میں ہاتھ اٹھانا ہے۔۔۔۔۔

امام شافعی کی روایت ابتدائے اسلام پہ محمول کی جائے گی کہ اسلام کے شروع میں ایسا ہوتا تھا۔۔۔۔

سوال::: نماز کے قعدے میں بیٹھنے کی کیفیت بیان کریں۔۔۔۔۔

جواب::: دوسری رکعت کے دوسرے سجدے سے سر اٹھا کر بایاں پاؤں بچھا کر اس پہ بیٹھا جائے گا اور دایاں پاؤں کھڑا کیا جائے گا اور اس کی انگلیوں کا رخ قبلہ کی جانب کیا جائے گا کیونکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قعدہ کی کیفیت یہی بیان فرمائی۔۔۔۔

اپنے ہاتھوں کو رانوں پہ رکھا جائے گا اور انگلیوں کو کشادہ کیا جائے گا تاکہ ان کا رخ قبلہ کی جانب ہو اور تشہد پڑھی جائے گی دلیل حضرت وائل بن حجر کی حدیث ہے۔۔۔۔۔۔

عورت کے لیے حکم یہ ہے کہ وہ اپنی بائیں سرین پہ بیٹھے اور پاؤں کو دائیں جانب نکال دے کیونکہ اس میں اس کے لیے زیادہ پردہ ہے۔۔۔۔

سوال::: حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کی تشہد بیان کریں نیز یہ بتائیں ان میں سے کو اختیار کرنا زیادہ اولی ہے؟؟؟

جواب::: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے تشہد سکھائی جس طرح قرآن کی سورت سکھاتے تھے اور فرمایا کہو""التحیات الی آخرہ""۔۔۔۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی تشہد یہ ہے""التحیات المبارکات الصلوات الطیبات للہ سلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ سلام علینا الی آخرہ""۔۔۔۔

حضرت عبداللہ بن مسعود کی تشہد حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی تشہد سے زیادہ اولی ہے اور اس کی چار وجوہات ہیں:::

(1)حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے"" قل"" کے ذریعے یہ تشہد کہنے کا حکم دیا اور اُمر کا کم از کم درجہ استحباب کا ہوتا ہے۔۔۔۔

(2)حضرت عبداللہ بن مسعود کی تشہد میں""السلام علیک""میں الف لام استغراق کا ہے جبکہ حضرت عبداللہ بن عباس کی تشہد میں اس مقام پہ الف لام نہیں ہے۔۔۔۔۔

(3)حضرت عبداللہ بن مسعود کی تشہد میں""الصلوات"" کے ساتھ واؤ آیا ہے جو کلام کے نئے ہونے پہ دلالت کرتا ہے جبکہ حضرت عبداللہ بن عباس کی تشہد میں اس مقام پہ واؤ نہیں ہے۔۔۔۔۔

(4)نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس تشہد کو سیکھنے پہ تاکید کی۔۔۔۔۔

سوال::: قعدہ اولی میں تشہد کے بعد کیا پڑھا جائے گا؟؟؟

جواب::: قعدہ اولی میں تشہد کے بعد کچھ نہیں پڑھا جائے گا بلکہ کھڑا ہوا جائے گا((لیکن اگر یہ قعدہ آخری ہو تو پھر تشہد کے بعد دیگر اذکار پڑھے جائیں گے))دلیل حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز کے وسط اور آخر میں تشہد سکھائی،،پس جب نماز کا درمیان ہو تو تشہد کے بعد کھڑا ہو جائے اور جب نماز کا آخر ہو تو اپنے لیے جو چاہے دعا کرے""۔۔۔۔۔۔

سوال::: فرض کی آخری دو رکعات کے قیام میں کیا پڑھا جائے گا؟؟؟

جواب::: صرف سورۃ الفاتحہ پڑھی جائے گی کیونکہ حضرت ابو قتادہ کی حدیث ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری دو رکعات میں سورۃ فاتحہ پڑھتے۔۔۔۔۔

یہ یعنی سورۃ فاتحہ کی قراءت کرنا افضل ہے لہذا اگر کسی نے ان دو رکعات میں سورۃ فاتحہ کی قرات چھوڑ دی تو سجدہ سہو لازم نہیں ہوگا کیونکہ فرض قرأت صرف پہلی دو رکعات میں ہوتی ہے۔۔۔۔۔

سوال::: آخری قعدے میں کس طرح بیٹھا جائے گا؟؟؟

جواب::: آخری قعدے میں ویسے ہی بیٹھا جائے گا جیسے وہ پہلے قعدے میں بیٹھا تھا((یعنی بایاں پاؤں بچھا کر اور دایاں پاؤں کھڑا کر کے))اس کی نقل دلیل حضرت عائشہ اور حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہما والی حدیث ہے اور عقلی دلیل یہ ہے کہ اس طرح بیٹھنے میں مشقت زیادہ ہے اور یہ امام مالک کے تورک اختیار کرنے سے اولی ہے((امام مالک فرماتے ہیں کہ تورک کیا جائے گا))کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تورک کی حالت میں بیٹھتے تھے،،امام طحاوی نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے یا کبر کی حالت پہ محمول کیا ہے۔۔۔۔۔

سوال::: قعدہ اخیرہ میں کیا کیا پڑھا جائے گا؟؟؟

جواب::: قعدہ اخیرہ میں تشہد پڑھی جائے گی اور یہ ہمارے نزدیک واجب ہے اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ درود پڑھا جائے گا اور یہ ہمارے نزدیک فرض نہیں ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا""جب تشہد کہ دو یا یوں کر لو تو تمہاری نماز پوری ہو جائے گی،،اب اگر تم چاہو تو کھڑے ہو جاؤ اور بیٹھنا چاہو تو بیٹھ جاؤ""۔۔۔۔۔

امام شافعی کے نزدیک تشہد اور درود پاک دونوں پڑھنا فرض ہیں کیونکہ آیت میں اُمر کا صیغہ آیا ہے""صلوا علیہ""۔۔۔۔

ہماری جانب سے اس کا یہ جواب ہے کہ نماز میں پڑھنا ضروری نہیں بلکہ زندگی میں ایک دفعہ پڑھنا ضروری ہے جیسا کہ امام کرخی کا کہنا ہے یا جب جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تذکرہ مبارک ہو تب درود پاک پڑھنا ضروری ہے جیسا کہ امام طحاوی کا قول ہے۔۔۔۔

امام شافعی نے تشہد کے فرض ہونے پہ دلیل پیش کی تھی کہ حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں ہم تشہد فرض ہونے سے پہلے یہ کہتے تھے((یعنی یہاں سے واضح ہو رہا ہے کہ تشہد پڑھنا فرض ہے))تو اس کا جواب ہماری طرف سے یہ ہے کہ یہاں فرض تقدیر اور متعین کرنے کے معنی میں ہے۔۔۔۔۔۔

سوال::: تشہد کے بعد کون سی دعائیں کرنی چاہیے؟؟؟

جواب::: تشہد کے بعد دعائے ماثورہ پڑھے یا قرآن کے الفاظ کے مشابہ دعائیں مانگے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے فرمایا ""تشہد پڑھنے کے بعد اچھی اور پاکیزہ دعا اختیار کرو""اور یہ دعائیں مانگنے سے پہلے درود پاک پڑھ لے تاکہ قبولیت کے زیادہ قریب ہو جائے۔۔۔۔۔

ان الفاظ کے ذریعے دعا نہ مانگے جو لوگوں کے کلام کے مشابہ ہوں،،لوگوں کے کلام کے مشابہ ہونے کا مطلب وہ دعا جس کا لوگوں سے سوال کیا جا سکتا ہے مثلاً کوئی یوں کہے""اے اللہ میری فلاں سے شادی کروا دے""یہ بات تو لوگوں سے بھی کہی جا سکتی ہے اور وہ سوال جو صرف اللہ سے کیا جا سکتا ہے وہ لوگوں کے کلام کے مشابہ نہیں ہے مثلاً کوئی یوں کہے""اے اللہ میری مغفرت فرما""کیونکہ یہ دعا صرف اللہ سے کی جا سکتی ہے۔۔۔۔۔

سوال::: نماز میں سب سے آخر میں کیا عمل کیا جائے گا؟؟؟

جواب::: سب سے آخر میں سلام پھیرا جائے گا،،پہلے دائیں جانب اور پھر بائیں جانب اور یہ الفاظ کہے جائیں گے""السلام علیکم ورحمۃ اللہ""۔۔۔۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی دائیں جانب سلام پھیرتے یہاں تک کہ ان کے دائیں گال کی سفیدی نظر آنے لگتی اور اپنے بائیں جانب سلام پھیرتے یہاں تک کہ بائیں گال کی سفیدی نظر آنے لگتی""۔۔۔۔۔

سوال::: سلام پھیرتے ہوئے کس کی نیت کی جائے گی؟؟؟

جواب::: دائیں جانب سلام پھیرتے ہوئے دائیں جانب کے مرد و عورت مقتدی اور حفاظت کرنے والے فرشتوں کی نیت کی جائے گی اور اسی طرح بائیں جانب سلام پھیرتے ہوئے نیت کی جائے گی کیونکہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔۔۔۔۔

صحیح قول کے مطابق ہمارے زمانے میں عورتوں اور جماعت میں شریک نہ ہونے والوں کی نیت نہیں کی جائے گی کیونکہ عورتیں آج کل مسجد جاتی ہی نہیں لہذا ان کی نیت کرنے کی ضرورت نہیں اور جماعت میں حاضر نہ ہونے والوں کی نیت کرنا ضروری نہیں کیونکہ سلام تو حاضرین کے لیے ہے۔۔۔۔۔

مقتدی کے لیے ضروری ہے کہ سلام کرتے ہوئے اپنے امام کی نیت کرے،،اگر امام دائیں جانب ہے تو دائیں طرف سلام پھیرتے ہوئے اس کی نیت کرے اور اگر امام بائیں جانب ہے تو بائیں جانب سلام پھیرتے ہوئے اس کی نیت کرے،،اگر امام سامنے ہے تو امام ابو یوسف کے قول کے مطابق پہلے سلام میں امام کی نیت کرے اور طرفین کے نزدیک دونوں سلاموں میں امام کی نیت کی جائے۔۔۔۔

https://chat.whatsapp.com/E7cNsewqBAZ7XFU5RzygUY

امام دونوں جانب سلام پھیرتے ہوئے اپنے مقتدیوں اور حفاظت کرنے والے فرشتوں کی نیت کرے۔۔۔

اکیلا نماز پڑھنے والا صرف محافظ فرشتوں کی نیت کرے کیونکہ اس کے ساتھ کوئی نہیں ہے۔۔۔

سوال::: کیا لفظ""سلام"" کہنا فرض ہے؟؟؟

جواب::: امام شافعی کا مؤقف اور دلیل::: امام شافعی کے نزدیک لفظ""سلام"" کہنا فرض ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا""نماز کا تحریمہ ""تکبیر"" سے ہوتا ہے اور اس کا اختتام سلام سے ہوتا ہے""۔۔۔۔

احناف کا مؤقف اور دلیل::: ہمارے نزدیک حضرت عبداللہ بن مسعود والی وہ حدیث ہے جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تم تشہد کہ لو تو تمہاری نماز پوری ہو گئی،، اس کے بعد چاہو تو بیٹھ جاؤ اور چاہو تو کھڑے ہو جاؤ۔۔۔۔

اختیار دینے سے فرضیت اور واجب ہونا ثابت نہیں ہوتا لیکن ہم نے پھر بھی احتیاطا امام شافعی کی بیان کردہ روایت کی وجہ سے لفظ""سلام""کو واجب قرار دیا۔۔۔۔

((واٹس ایپ گروپ کا لنک))

https://chat.whatsapp.com/E7cNsewqBAZ7XFU5RzygUY

تمت بالخیر